BNPS201DET

جدید حکومت

(Modern Government)

بی۔اے۔(آنرس)

چارسالہ پروگرام

دوسراسمسٹر(سیاسیات)

مرکز برائے فاصلاتی وآن لائن تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد۔32، تلنگانہ، بھارت

Copyright © 2025, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad
All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing form the publisher (registrar@manuu.edu.in)

ISBN	**:**	**978-81-994003-0-6**
Course	**:**	Modern Government
First Edition	:	September 2025
Copies	:	1300
Price	:	₹90/- only (Included in the admission fee of distance mode students)

Course Coordinator

Dr. Ishtiyaq Ahmad, Asso. Prof. (Political Science), CDOE, MANUU

Editorial Board/Editors

Prof. Mohd Umar
Former Head, Dept. of Pol. Sci., DBAMU, Chhatrapati Sambhajinagar, MH

Prof. Mirza Asmer Beg
Former Chairperson, Dept. of Pol. Sci., AMU, Aligarh, UP

Prof. Mehtab Manzar
Professor (Retd.), Dept. of Political Science, Jamia Millia Islamia, New Delhi

Prof. Afroz Alam
Former Head, Dept. of Political Science, MANUU, Hyderabad

Dr. Abdul Qayyum
Asso. Prof. (Retd.), Dept. of Public Administration, MANUU, Hyd., TG

Dr. Dastagirbasha Chabnur
Assistant Professor, Political Science, CDOE, MANUU, Hyd., TG

Dr. Mohammed Ghouse
Head, Dept. of Pol.Sc., Govt. Degree College for Women, Hussainialam, Hyd., TG

Dr. Ishtiyaq Ahmad (Course Coordinator)
Asso. Prof., Public Administration, CDOE, MANUU, Hyd. TG

Dr. Md. Shahid Alam
Assistant Professor (Cont.)/Guest Faculty, Pol. Science, CDOE, MANUU, Hyd. TS

Dr. Mohd Akmal Khan (Language Editor)
Assistant Professor (Cont.)/Guest Faculty, CDOE, MANUU, Hyd. TG

Production

Prof. Nikhath Jahan
Professor (Urdu), CDOE, MANUU

Mr. P Habibulla
Asst. Registrar, Purchase & Stores Section, MANUU

Dr. Mohd Akmal Khan
Asst. Prof. (Cont.) /Guest Faculty, CDOE, MANUU

Mohd Abdul Naseer
Section Officer, CDOE, MANUU

Shaik Ismail
UDC, CDOE, MANUU

Syed Faheemuddin
LDC, Purchase & Stores Section, MANUU

On behalf of the Registrar, published by:

Centre for Distance and Online Education

Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TG), India
Director: dir.dde@manuu.edu.in *Publication:* ddepublication@manuu.edu.in
Phone number: 040-23008314 Website: manuu.edu.in

CRC prepared by **Dr. Naved Ashrafi**, CDOE, MANUU, Hyderabad, Telangana
Printed at: **Print Time & Business Enterprises**, Hyderabad, Telangana

فہرست

پیغام		وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی	5
پیغام		ڈائرکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم	6
کورس کا تعارف		کورس کوآرڈی نیٹر (سیاسیات)	7
اکائی	**اکائی کا نام**	**مصنف**	**صفحہ**
1۔	حکومت: معنی، نوعیت اور وسعت	ڈاکٹر اشتیاق احمد	9
2۔	جدید حکومت کا ارتقاء	ڈاکٹر اکبر القادری	31
3۔	قومی مملکت کا تصور	ڈاکٹر نعمان حیدر	44
4۔	وحدانی حکومت	ڈاکٹر محمد شاہد عالم	60
5۔	وفاقی حکومت	ڈاکٹر محمد شاہد عالم	75
6۔	پارلیمانی اور صدارتی حکومت	ڈاکٹر محمد شاہد عالم	89
	تجویز کردہ اکتسابی مواد		104
	نمونہ امتحانی پرچہ		105

مصنفین کی تفصیلات (Writers' Details)

ڈاکٹر محمد شاہد عالم،اسسٹنٹ پروفیسر (کانٹریکچول)، مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم،مانو،حیدرآباد، تلنگانہ

ڈاکٹر نعمان حیدر،اسسٹنٹ پروفیسر،ارریہ کالج،ارریہ، بہار

ڈاکٹر اشتیاق احمد،اسوشیئٹ پروفیسر، مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم،مانو،حیدرآباد، تلنگانہ

ڈاکٹر اکبر القادری،الحسن ٹیچرس ٹریننگ کالیج، سمستی پور، بہار

پروف ریڈرز:

اول	:	ڈاکٹر محمد شاہد عالم
دوم	:	ڈاکٹر محمد نہال افروز
فائنل	:	ڈاکٹر اشتیاق احمد

ٹائٹل پیج : ابراہیم اکرم صدیقی

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (MANUU) 1998 میں پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے قائم کی گئی۔ یہ ایک مرکزی جامعہ ہے جس نے این اے اے سی کی جانب سے گریڈ +A حاصل کیا ہے۔ اس جامعہ کے قیام کے مقاصد ہیں: (1) اردو زبان کا فروغ، (2) پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کو اردو میڈیم میں قابل رسائی اور دستیاب بنانا، (3) روایتی اور فاصلاتی طریقۂ تعلیم کے ذریعے تعلیم فراہم کرنا، اور (4) خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینا۔ یہ وہ نکات ہیں جو اس مرکزی جامعہ کو دیگر تمام مرکزی جامعات سے ممتاز کرتے ہیں اور اسے ایک انفرادیت بخشتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری زبانوں اور علاقائی زبانوں میں تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اردو کے ذریعے علم کے فروغ کا مقصد یہی ہے کہ اردو جاننے والے طبقے کے لیے عصری علوم اور مضامین تک رسائی آسان بنائی جائے۔ ایک طویل عرصے تک اردو میں درسی مواد کی کمی رہی ہے۔ اردو یونیورسٹی کے پاس اب اردو میں 350 سے زیادہ کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے اور ہر سمسٹر کے ساتھ اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اردو یونیورسٹی این ای پی 2020 کے وژن کے مطابق مادری/گھریلو زبان میں تعلیمی مواد فراہم کرنے کے قومی مشن کا حصہ بننے کو اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتی ہے۔ مزید یہ کہ اردو بولنے والا طبقہ اردو میں مطالعہ کے مواد کی عدم دستیابی کے سبب نئے اُبھرتے شعبوں اور جدید تر معلومات کے موجودہ میدانوں میں تازہ ترین معلومات واطلاعات کے حصول سے محروم نہیں رہے گا۔ مذکورہ بالا میدانوں میں مواد کی دستیابی کی بدولت حصولِ معلومات کا نیا شعور بیدار ہوا ہے جو یقیناً اردو داں طبقے کی دانشورانہ ترقی پر اثر انداز ہوگا۔
فاصلاتی اور آن لائن طلبہ کے لیے تعلیم وتدریس کے عمل کو سہل بنانے کے لیے یونیورسٹی کا سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) اردو اور متعلقہ مضامین میں خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری کو یقینی بناتا ہے۔

MANUU فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کے لیے SLM بلا معاوضہ فراہم کرتا ہے۔ یہ مواد اُردو کے ذریعے علم حاصل کرنے میں دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کے لیے برائے نام قیمت پر دستیاب ہے۔ تعلیم تک رسائی کے دائرے کو مزید پھیلانے کے مقصد سے، اردو/ہندی/انگریزی/عربی میں eSLM یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر مفت ڈاؤن لوڈ کے لیے دستیاب رکھا گیا ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ متعلقہ فیکلٹی کی محنت اور مصنفین کے مکمل تعاون کی بدولت FYUG بی۔اے، بی۔ایس سی اور بی۔کام کی کتابوں کی اشاعت کا عمل بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا ہے۔ فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کی سہولت کے لیے خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری اور اشاعت کا عمل یونیورسٹی کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اپنے خود تعلیمی مواد کے ذریعے اردو جاننے والے ایک بڑے طبقے کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہوں گے اور اس یونیورسٹی کے مقصدِ قیام کو پورا کریں گے اور اپنے ملک میں اپنی موجودگی کو جائز ٹھہرا سکیں گے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ!

پروفیسر سید عین الحسن
وائس چانسلر، مانو

پیغام

موجودہ دور میں فاصلاتی تعلیم کو دنیا بھر میں ایک نہایت مؤثر اور مفید طریقۂ تعلیم کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور بڑی تعداد میں لوگ اس طریقۂ تعلیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے بھی اردو زبان بولنے والے عوام کی تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے قیام کے وقت سے ہی فاصلاتی تعلیم کا طریقہ متعارف کرایا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے 1998 میں ڈائریکٹوریٹ آف ڈسٹنس ایجوکیشن (نظامتِ فاصلاتی تعلیم) کے ساتھ کام کا آغاز کیا اور 2004 سے باقاعدہ پروگرام شروع ہوئے، اس کے بعد مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے۔

یو جی سی نے ملک میں نظام تعلیم کو مؤثر طور پر منظم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ (ODL) موڈ کے تحت چلنے والے مختلف پروگرام، جو سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) میں چل رہے ہیں، یو جی سی-ڈی ای بی کے منظور شدہ ہیں۔ یو جی سی-ڈی ای بی نے فاصلاتی اور باقاعدہ تعلیم کے نصاب کو ہم آہنگ کرنے پر زور دیا ہے تاکہ فاصلاتی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔ چونکہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی ایک دُہرے طرز (ڈوئل موڈ) کی یونیورسٹی ہے جو فاصلاتی اور روایتی دونوں طریقۂ تعلیم کی خدمات فراہم کرتی ہے، اس لیے اپنے مقاصد کو یو جی سی-ڈی ای بی کے رہنما خطوط کے مطابق حاصل کرنے کے لیے اس نے چوائس بیسڈ کریڈٹ سسٹم (CBCS) متعارف کرایا گیا جس کا خود اکتسابی مواد (Self Learning Materials) یو جی سی کے قوانین اور کریڈٹ فریم کے مطابق نئے سرے سے تیار کیے جاچکا ہے۔

سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) کل انیس (19) پروگرام پیش کرتا ہے جن میں یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ پروگرام شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تکنیکی مہارتوں پر مبنی پروگرام بھی شروع کیے جارہے ہیں۔ سی ڈی او ای نے جولائی 2025 سے این ای پی-2020 کے مطابق چار سالہ یو جی پروگرام کا آغاز کیا ہے۔ بی اے، بی ایس سی اور بی کام کے آنرز پروگراموں کو این سی ایف کے مطابق ڈیزائن کیا گیا ہے جس سے طلبہ کو آنرز ڈگری حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ سال 2025-2026 سے ایم بی اے پروگرام او ڈی ایل موڈ میں متعارف کرایا گیا ہے۔

مانو نے طلبہ کی سہولت کے لیے نو ریجنل سنٹرز (بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر) اور چھ سب ریجنل سنٹرز (حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراؤتی) کا ایک وسیع نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ وجے واڑا میں ایک ایکسٹینشن سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ ان ریجنل اور سب ریجنل سنٹروں کے تحت ایک سو پچاس سے زیادہ لرنر سپورٹ سنٹر (LSCs) اور بیس پروگرام سنٹر بیک وقت چلائے جارہے ہیں تاکہ طلبہ کو تعلیمی اور انتظامی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا بھرپور استعمال کرتا ہے اور اپنے تمام پروگراموں میں صرف آن لائن موڈ کے ذریعے ہی داخلے فراہم کرتا ہے۔

طلبہ کے لیے سیلف لرننگ میٹیریل (SLM) کی سوفٹ کاپی سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن کی ویب سائٹ پر دستیاب کرائی جاتی ہیں اور آڈیو و ویڈیو ریکارڈنگ کے لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلبہ کو ای۔ میل اور واٹس ایپ گروپ کی سہولت بھی فراہم کی جارہی ہے جن کے ذریعے انہیں پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس رجسٹریشن، اسائنمنٹ، کاؤنسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ کاؤنسلنگ کے علاوہ گزشتہ دو برسوں سے طلبہ کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے زائد تدارکی (Remedial) آن لائن کاؤنسلنگ بھی فراہم کی جارہی ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن تعلیمی اور معاشی طور پر پسماندہ آبادی کو عصری تعلیم کے دھارے میں شامل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی تعلیمی پالیسی (NEP-2020) کے مطابق مختلف پروگرامز میں تبدیلیاں کی گئی ہیں اور توقع ہے کہ اس سے اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ کے نظام کو مزید مؤثر اور کارآمد بنانے میں مدد ملے گی۔

پروفیسر محمد رضا اللہ خان

ڈائرکٹر، سی ڈی او ای، مانو

کورس کا تعارف

عزیز طلبا،

'جدید حکومت' سیاسیات کا ایک بنیادی مضمون ہے۔ یہ کتاب خاص طور پر ہندوستانی سیاست کے فلسفیانہ، نظریاتی اور فعال پہلوؤں کے بارے میں طلبہ کی سمجھ کو بڑھانے کے لیے ڈیزائن کی گئی ہے اور سیاسی عمل اور سیاسی نظام کے اصل کام پر تفصیل سے توجہ مرکوز کرتی ہے۔ نئی تعلیمی پالیسی 2020 کے تحت یہ کتاب بعنوان ''جدید حکومت'' مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے فاصلاتی تعلیم کے بی اے دوسرے سمسٹر کے طلبا و طالبات کے لیے تیار کی گئی ہے۔

یہ کتاب 6 اکائیوں پر مشتمل ہے۔ اس کی تیاری میں UGC-DEB کے تمام احکامات اور رہنمایاں اصولوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ پیش کردہ کتاب میں حکومت: معنی، نوعیت اور وسعت، جدید حکومت کا ارتقاء، نظریہ قومی مملکت، وحدانی حکومت، وفاقی حکومت، پارلیمانی اور صدارتی حکومت، نمونہ امتحانی پرچہ وغیرہ پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر اکائی کو چھوٹے چھوٹے ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر اکائی کے تحت خود اکتسابی نتائج، تجویز کردہ کتابیں، اپنی معلومات کی جانچ کے لیے سوالات بھی دئے گئے ہیں تاکہ طلبہ وطالبات کو سمجھنے میں آسانی ہو اور وہ اپنی معلومات کو ہر اکائی کے متعلق جانچ سکے۔ اس کتاب کے آخری صفحے پر نمونہ امتحانی پرچہ بھی دیا گیا ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر سماجی علوم خاص طور سے سیاسیات کا مطالعہ کرنے والے طلباء وطالبات کی رہنمائی کرے گی اور ان کے لیے مفید ثابت ہو گی اور ان کی لیاقت وصلاحیت میں اضافہ کرے گی۔

ڈاکٹر اشتیاق احمد
کورس کوآرڈی نیٹر

اکائی 1– حکومت: معنی و مفہوم، نوعیت اور وسعت

(Government: Meaning, Nature and Scope)

اکائی کے اجزا:

1.0 تمہید

1.1 مقاصد

1.2 حکومت کے معنی و مفہوم

1.3 حکومت کے اعضاء

1.4 حکومت کے اقسام یا نوعیت

1.5 حکومت کی وسعت یا دائرہ کار

1.6 اکتسابی نتائج

1.7 کلیدی الفاظ

1.8 نمونہ امتحانی سوالات

1.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات

1.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات

1.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات

1.0 تمہید *(Introduction)*

عزیز طلباء! اس اکائی میں آپ حکومت کا مطالعہ کریں گے۔ حکومت ایک ضروری ادارہ ہے۔ ہر ملک کو فیصلے کرنے اور کام کرنے کے لیے حکومت کی ضرورت ہوتی ہے۔ سرحدوں کی حفاظت کرنا اور ایک ملک سے دوسرے ممالک کے ساتھ پر امن تعلقات برقرار رکھنا بھی حکومت کا کام ہے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ اس کے تمام شہریوں کو مناسب خوراک اور صحت کی بہتر سہولیات حاصل ہو۔ جب زلزلہ جیسے قدرتی آفات آتا ہے تو یہ حکومت ہی ہوتی ہے جو بنیادی طور پر متاثر لوگوں کے لیے امداد کا انتظام کرتی ہے۔ حکومت ملک میں جرم کو روکتی ہے اور اپنے شہریوں کو انصاف فراہم کرتی ہے۔ ایک ادارہ جو کسی ملک کی آبادی کی طرف سے فیصلے لیتی ہے اور قوانین نافذ کرتی ہے اسے حکومت کہا جاتا ہے۔ حکومت وہ سیاسی نظام ہے جس کے ذریعہ کسی ملک یا برادری

کو منظم کیا جاتا ہے۔ حکومت کسی فرد کے حقوق، آزادی اور انصاف کو تسلیم کرنے، تحفظ دینے اور فروغ دینے میں ضمانت دیتی ہے جس سے معاشرے میں خوشحال زندگی گزارنے میں مدد حاصل ہوتی ہے۔

1.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی میں آپ:

- حکومت کے معنی و مفہوم کے بارے میں جانکاری حاصل کریں گے۔
- حکومت کے اعضاء کا مطالعہ کریں گے۔
- حکومت کے اقسام یا نوعیت پر بحث کریں گے۔
- حکومت کی وسعت یا دائرہ کار کا مطالعہ کریں گے۔

1.2 حکومت کے معنی و مفہوم (Meaning of Government)

حکومت ایک ادارہ یا نظام ہے جو لوگوں کے ایک گروہ سے بنا ہے جو کسی ملک یا ریاست کی دیکھ بھال کرتا ہے یا اس کا انتظام کرتا ہے۔ ہر حکومت کا اپنا خود کا دستور ہوتا ہے یا پر وہ موثر حکمرانی کو یقینی بنانے کے لیے عمل کرتی ہے۔ حکومت ملک کی سماجی بہبود، امن وامان، دفاع اور مالیاتی امور کے لئے ذمہ دار ہوتی ہے۔ حکومت ایک موثر قانون سازی کے ذریعہ اپنے عوام کی حفاظت کو یقینی بناتی ہے۔ایک حکومت ایک موثر پولیس فورس، ایک منصفانہ عدالتی انصاف کا نظام اور مضبوط دفاعی فورس تشکیل دیتی ہے اور اس کا انتظام کرتی ہے۔ حکومت شہریوں کی سماجی فلاح بہبود، صحت اور ترقی کے لیے شہری سہولیات فراہم کرتی ہے اور بنیادی ڈھانچہ بناتی ہے۔ سہولیات اور بنیادی ڈھانچے کی فراہمی کے علاوہ حکومت ملک کی معیشت کو مؤثر طریقے سے منظم کرتی ہے اور اس میں افراط زر کا انتظام، غیر ملکی ذخائر کو برقرار رکھنا اور غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی شامل ہے۔ حکومت کو کئی وجوہات کی بنیاد پر ضروری سمجھا جاتا ہے۔ یہ شہریوں کو ایک دوسرے شہری سے، اداروں سے اور بیرونی قوتوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ حکومت لوگوں کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو متاثر کرتی ہے۔ مملکت کی تشکیل میں حکومت ایک بہت اہم عنصر ہے۔ حکومت کی ذمہ داری مملکت میں بقا کے حالات پیدا کرنا ہے۔ دوسرے لفظوں میں حکومت مملکت میں امن قائم کرتی ہے۔ یہ نہ صرف معاشرے کو کنٹرول کرتی ہے بلکہ دوسرے ملکوں سے بھی تعلقات قائم کرتی ہے۔

حکومت کی تعریف (Definition of Government)

حکومت کی تعریف ایک ایسی اتھارٹی کے طور پر کی جاتی ہے جو معاشرے پر حکومت کرنے والی پالیسیاں بنانے کے لئے ذمہ دار ہوتی ہے۔ یہ کسی ملک یا ریاست کے لیے فیصلہ ساز ادارہ ہے۔ ان کی پالیسیاں شہریوں کی روزمرہ کی زندگی کو تمام سماجی سطحوں پر متاثر کرتی ہے۔ بشمول ان کی معاشی سرگرمیاں اور انسانی حقوق۔ حکومت وہ ادارہ ہے جو بااختیار طور پر اقتدار کو مختص کرتا ہے اور افراد اور گروہوں کے مطالبات

اور اختلافات کو حل کرتا ہے۔ حکومت وہ ڈھانچہ اور عمل ہے جس کے ذریعہ معاشرہ اپنے آپ کو نظم و ضبط پیدا کرنے، قوانین کے نفاذ، عوامی خدمات فراہم کرنے اور عام بھلائی کو فروغ دینے کے لیے منظم کی جاتی ہے۔ یہاں پر کچھ اہم عناصر ہیں جو حکومت کے تصور کی وضاحت کرتے ہیں۔ حکومت کے پاس ایک مخصوص جغرافیائی علاقہ میں فیصلہ کرنے اور قانون کو نافذ کرنے کا قانونی اختیار ہوتا ہے جسے اقتدار اعلیٰ کہتے ہیں یہ اختیار اسے افراد، گروہوں اور تنظیموں کے رویہ کو کنٹرول کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ حکومت عام طور پر مختلف شاخوں پر مشتمل ہوتی ہے جیسے عاملہ، مقننہ اور عدلیہ۔ ہر شاخ کی الگ الگ کردار اور ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور وہ مل کر حکومت کا تنظیمی ڈھانچہ بناتی ہیں۔ حکومتیں نظم و ضبط برقرار رکھنے، تنازعات کو حل کرنے اور شہریوں کے تحفظ، حقوق کے تحفظ کے لیے قوانین اور ضابطے تشکیل دیتی ہیں۔ ان کے پاس ان قوانین کو نافذ کرنے کا طریقہ کار بھی ہے جیسے کہ پولس فورس اور عدالتی نظام وغیرہ۔ حکومتیں عوام کو ضروری خدمات فراہم کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ بشمول تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، نقل و حمل اور بنیادی ڈھانچہ وغیرہ۔ یہ خدمات معاشرے کی بھلائی اور ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ حکومتیں فیصلہ سازی کے لیے عمل قائم کرتی ہیں جو جمہوری طرز عمل سے لیکر آمرانہ نظام تک مختلف ہو سکتے ہیں۔

جمہوری نظام میں حکومتیں انتخابات، چیک اینڈ بیلنس اور دیگر طریقہ کار کے ذریعہ عوام کے سامنے جوابدہ ہوتی ہیں۔ حکومت کے اقدامات اس کے شہریوں کے مفادات اور اقدار کی عکاسی کرتے ہیں۔ حکومتیں سماجی معاہدہ کے تصور سے قانونی حیثیت حاصل کرتی ہے جہاں شہری کچھ اصولوں کی پابندی کرنے اور تحفظ اور منظم معاشرے میں رہنے کے فوائد کے بدلے حکومت کے اختیار کو قبول کرنے پر راضی ہوتے ہیں۔

مجموعی طور پر، حکومت کا تصور ان اداروں، عملوں اور طریقوں پر محیط ہے جو معاشروں کو کام کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ جو افراد اور کمیونیٹیز کو ترقی کی منازل طے کرنے کے لیے ضروری ڈھانچہ اور استحکام فراہم کرتے ہیں۔

حکومت کی اصطلاح کو مزید واضح کرنے کے لیے ہم چند دانشوروں کی تعریفوں کا ذکر کر سکتے ہیں۔

- جانسن ایچ ایم کے مطابق "حکومت کسی مخصوص علاقہ میں کمانڈ کنٹرول کا استعمال کرتی ہے اور اس علاقہ میں اختیار کے استعمال پر کامیابی سے اجارہ داری حاصل کرتی ہے"۔
- کنگسلے ڈیوس کے مطابق "حکومت ایک گروہ کے طور پر کام کرتی ہے یہ اپنے متعدد اختیار کا استعمال کرتی ہے۔ ایک مخصوص علاقہ پر حکمرانی کرنے کے لیے اپنے اقتدار اعلیٰ کا استعمال کرتی ہے"
- آر بیر اسٹڈٹ کے مطابق "حکومت وہ ادارہ ہے جس کے ذریعہ سیاسی طور پر منظم معاشرہ کام کرتا ہے"۔

مندرجہ بالا تعریفوں کی بنیاد پر ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ حکومت لوگوں کا ایک گروہ ہے جو کسی ملک پر حکمرانی کرتا ہے۔ حکومت ایک مقررہ وقت میں ملک پر حکومت اور کنٹرول کرنے والے نمائندوں کا ادارہ ہے۔ حکومت ایک ذریعہ ہے جس کے ذریعے مملکت اپنے اختیار کا استعمال کرتی ہے۔ جو کسی ملک یا ریاست کا انتظامیہ، امن وامان اور اس کے شہریوں کے فلاح بہبود کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ حکومت کا بنیادی مقصد معاشرے کا نظم و نسق برقرار رکھنا اور عوامی خدمات فراہم کرنا ہے۔

1.3 حکومت کے اعضاء *(Organs of Government)*

حکومت کے تین اعضاء ہوتے ہیں۔

(1) عاملہ(*Executive*)

(2) مقننہ(*Legislative*)

(3) عدلیہ(*Executive*)

ان اعضاء کی تشریح درج ذیل ہے:

(1) عاملہ(*Executive*)

عاملہ حکومت کی شاخوں میں سے ایک اہم شاخ ہے۔ یہ قوانین اور عوامی پالیسیوں اور انتظام کرنے کے لیے ذمہ دار ہوتی ہے۔ عاملہ حکومت کی روزمرہ کی کارروائیوں کو انجام دیتی ہے اور اکثر قومی اور بین الاقوامی پالیسی کو طے کرتی ہے۔ عاملہ شاخ کے اوپری حصہ میں عام طور پر مملکت کا سربراہ ہوتا ہے جو سیاسی نظام پر منحصر ہوتا ہے۔ صدارتی نظام حکومت میں جیسے امریکہ میں صدر مملکت کے سربراہ اور حکومت کے سربراہ دونوں کے طور پر کام کرتا ہے جبکہ برطانیہ اور ہندوستان جیسے پارلیمانی نظام میں ان کے کردار رسمی سربراہ مملکت جیسے بادشاہ یا صدر اور حکومت کے حقیقی سربراہ وزیراعظم کے درمیان تقسیم ہوتا ہے۔ عاملہ شاخ میں عام طور پر متعدد وزارتیں، محکمے یا ایجنسیاں شامل ہوتی ہیں۔ ہر ایک حکمرانی کے مخصوص شعبوں کے لیے ذمہ دار ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر محکمہ دفاع، صحت، تعلیم، نقل و حمل اور مالیات کے محکمے شامل ہیں۔ یہ ادارے قانون پر عمل درآمد اور نافذ کرنے کے لیے چیف ایگزیکٹیو کی ہدایت میں کام کرتے ہیں۔ عاملہ میں کابینہ یا وزراء کی کونسل شامل ہوتی ہے جو مختلف محکموں یا وزارتوں کے سربراہوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

یہ افراد پالیسی فیصلوں پر چیف ایگزیکٹیو کو مشورہ دیتے ہیں اور اپنے متعلقہ محکموں کے کام کی نگرانی کرتے ہیں۔ قوانین کے نفاذ کے لیے عاملہ آرڈیننس، سرکولر اور مختلف قسم کی ہدایت جاری کرتی ہے۔ عاملہ عام طور پر خارجہ پالیسی کے انعقاد، معاہدوں پر گفت وشید اور قومی دفاع اور فوجی کارروائیوں کی نگرانی کے لیے ذمہ دار ہوتی ہے۔ عاملہ حکومت کے بجٹ کو تیار کرنے اور نافذ کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ یہ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کام کرتی ہے کہ عوامی فنڈز کا استعمال مقننہ کے قائم کردہ قوانین اور پالیسیوں کے مطابق ہو۔ عاملہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی نگرانی کرتی ہے جیسے کہ پولیس اور قومی سلامتی کی خدمات۔ یہ اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ قوانین کا نفاذ ہو اور عوامی تحفظ کو برقرار رکھا جائے۔

(1) قانون کا نفاذ(*Implementation of Laws*)

عاملہ مقننہ کی طرف سے منظور کیے گیے قانون کو نافذ کرنے کے لیے ذمہ دار ہوتی ہے۔

(2)انتظامیہ اور حکمرانی (*Administration and Government*)

عاملہ حکومتی انتظامیہ کی نگرانی کرتا ہے اس میں عوامی خدمات کا انتظام، صنعتوں کو منظم کرنا اور پالیسیوں کو نافذ کرنا شامل ہے۔

(3)پالیسیوں کی ترقی اور اس پر عمل در آمد (*Development and Execution of Policies*)

عاملہ صحت، تعلیم، نقل و حمل، معیشت اور ماحولیات جیسے شعبوں میں پالیسیاں بناتی ہے اور ان پر عمل در آمد کرتی ہے۔ یہ سماجی چیلنجوں اور مواقع کے تحت حکومت کے نقطہ نظر کا مظہرہ ہوتا ہے۔

(4)خارجہ امور اور سفارت کاری (*Foreign Affairs and Diplomacy*)

عاملہ خارجہ پالیسی کو منظم کرنے، سفارتی تعلقات قائم کرنے، معاہدوں پر گفت و شید کرنے اور بین الاقوامی معاملات میں ملک کی نمائندگی کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔

(5)قومی سلامتی اور دفاع (*National Security and Defense*)

عاملہ قومی سلامتی اور دفاع کی نگرانی کرتی ہے۔ بشمول فوج، انٹیلی جنس ایجنسیاں اور دیگر سیکیوریٹی سروسز وغیرہ یہ ملک کو اندرونی اور بیرونی خطرات سے بچانے کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔

(6)بجٹ اور مالیاتی انتظام (*Budget and Fiscal Management*)

عاملہ حکومت کے بجٹ کو تیار کرنے، وسائل کو مختص کرنے اور اس بات کو یقینی بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے کہ فنڈز کا عوامی مقاصد کے لیے موثر طریقہ سے استعمال ہو۔ یہ ٹیکس اور حکومتی آمدنی کا بھی انتظام کرتی ہے۔

(7)قانون کا نفاذ اور انصاف (*Enforcement of Law and Justice*)

عاملہ عوامی تحفظ کو برقرار رکھنے اور قانون نافذ کرنے کے لیے پولس اور دیگر سیکیوریٹی فورسز کی نگرانی کرتی ہے۔ یہ اصلاحی سہولیات اور انصاف سے متعلق کاموں کا بھی انتظام کرتی ہے۔

(8)تقرریاں اور عملے کا انتظام (*Appointments of Personnel*)

عاملہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اہم سرکاری عہدیداروں جیسے کابینہ کے ارکان، سرکاری اداروں، سربراہان، ججز اور دیگر سرکاری ملازمین کی تقرری کرے۔ یہ عمل اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ حکومت کے پاس قابل اور ذمہ دار قیادت موجود ہے۔

(9)ایمر جنسی حالات اور بحران انتظامیہ (*Emergency and Management*)

عاملہ ہنگامی حالات اور بحرانوں جیسے قدرتی آفات، وبائی امراض اور حفاظتی خطرات سے نمٹنے کے لیے ذمہ دار ہے۔ یہ امدادی سر گرمیوں کو مربوط کرتی ہے اور فوری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے وسائل کو متحرک کرتی ہے۔

(10)عوامی ترسیل اور آوٹ ریچ (*Public Communication and Outreach*)

عاملہ عوام کے ساتھ بات چیت کرتی ہے۔ حکومت کی پالیسیوں، پروگراموں اور اقدامات کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے۔ یہ عمل شفافیت کو برقرار رکھنے اور عوامی اعتماد کو بڑھانے میں مدد کرتی ہے۔

(2)مقننہ (*Legislature*)

مقننہ حکومت کا ایک عضو ہے جو کسی سیاسی ادارے جیسے کہ ملک، ریاست یا میونسپلٹی کے اندر قوانین بنانے، ترمیم کرنے اور منسوخ کرنے کی ذمہ دار ہے۔ مقننہ حکومت کے ڈھانچے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے جو اکثر عاملہ اور عدلیہ کے ساتھ اہم شاخوں میں سے ایک کے طور پر کام کرتی ہے۔ قانون بنانے کے لیے بیشتر ممالک میں مقننہ کے دو ایوان ہیں جب کہ چند ممالک میں صرف ایک ہی ایوان ہے۔ پہلے ایوان کو ایوان زیریں اور دوسرے ایوان کو ایوان بالا کہا جاتا ہے۔

بناوٹ کے اعتبار سے مقننہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(1)ایک ایوانی مقننہ (*Unicameral Legislature*)

دنیا کے جس ممالک میں صرف ایک ہی ایوان ہو تو اسے ایک ایوانی مقننہ کہا جاتا ہے۔ جیسے چین، بنگلہ دیش، پورتگال، ترکی اور بھارت کے ریاست جیسے پنجاب، ہریانہ، راجستھان، گجرات، اڑیسہ، آسام، آندھرا پردیش اور کیرالا وغیرہ میں صرف ایک ایوان مقننہ ہیں۔ اُس کو ایوانی مقننہ کہتے ہیں۔

(2)دو دیوانی مقننہ (*Bicameral Legislature*)

جس کسی ملک میں پارلیمنٹ کے دو ایوان ہوں تو اسے دو ایوانی مقننہ کہتے ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں پارلیمنٹ دو ایوانی ہے۔ دنیا کے ان ممالک جیسے فرانس، جرمنی، برطانیہ، سویڈن، ناروے، جاپان، امریکہ، آسٹریلیا، کناڈا، روس، سوئٹزرلینڈ، بیلجیم اور ہندوستان وغیرہ میں دو ایوان ہیں۔ ہمارے ہندوستان میں پارلیمنٹ دو ایوانی ہے۔

(1)راجیہ سبھا (2)لوک سبھا

دوایوانی مقننہ میں ایک ایوان بالااور دوسراایوان زیریں ہیں۔ایوان زیریں کو عوامی ایوان بھی کہاجاتاہے۔کیونکہ اس کے رکن بالواسطہ طورپر عوام کے ذریعہ منتخب ہو کرآتے ہیں۔

مقننہ کے فرائض(Functions of Legislature)

حکومت کا قانون سازبازو جسے مقننہ بھی کہاجاتاہے کے کئی اہم فرائض ہوتے ہیں جوایک فعال جمہوری نظام اور حکمرانی کے ڈھانچے کے لیے اہم ہوتے ہیں،مقننہ کے بنیادی فرائض مندرجہ ذیل ہیں۔

(1)قانون سازی(Law Making)

مقننہ نئے قانون بنانے،موجودہ قوانین میں ترمیم کرنےاور غیر ضروری قوانین کو منسوخ کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔اس عمل میں عام طورپر مجوزہ قانون سازی پر مسودہ تیار کرنا،ترمیم کرناحذف کرنااور منسوح کرناسامل ہے۔

(2)نمائندگی(Representation)

قانون ساز ان حلقوں کے مفادات کی نمائندگی کرتے ہیں جوانہیں منتخب کرتے ہیں۔وہ اپنے حلقے کے لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں اوران کے لیے آواز بلند کرتے ہیں۔وہ ان پالیسیوں اور قانون کی وکالت کرتے ہیں جوان کی ضروریات اوراقدار کی عکاسی کرتی ہیں۔

(3)نگرانی اور جوابدہی(Accountability)

مقننہ عاملہ کے کاموں کی نگرانی اوردیکھ ریکھ کرتی ہے۔اوراس بات کو یقینی بناتی ہے کہ سرکاری اہلکاراورایجنسیاں قانون کے اندر وہ کر کے دستور کے حدود میں کام کرتے ہیں اور فرائض کو مناسب طورسے پورا کریں۔اس فرائض میں سماعتوں کاانعقاد،تحقیقات کرنااور حکومتی اخراجات اور پالیسیوں کی جانچ کرناشامل ہے۔

(4)بجٹ کی منظوری اورمالیاتی کنڑول(Budget and Fiscal Control)

قانون سازادارے بجٹ سازی کے عمل میں مرکزی کرداراداکرتے ہیں جہاں وہ حکومت کے بجٹ کا جائزہ،ترمیم اور منظوری دیتے ہیں وہ اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ عوامی فنڈ موثر طریقہ سے استعمال کیے جائیں۔حکومتی اخراجات پر باریک نظر رکھتے ہیں۔

(5)تصدیق اور تقرری(Confirmation and Appointment)

کچھ نظاموں میں مقننہ کوکلیدی تقرریوں جیسے جج،کابینہ کے اراکین یاسرکاری اداروں کے سربراہان کی تصدیق یامنظوری کااختیار حاصل ہوتاہے۔

(6)معاہدوں اور معاہدوں کی توثیق(*Ratifications of Treaties and Agreement*)

مقننہ کے پاس اکثر بین الاقوامی معاہدوں کی توثیق کا اختیار ہوتا ہے۔اس طرح خارجہ پالیسی اور سفارت کاری پر جمہوری کنٹرول قائم ہوتا ہے۔

(7)حلقہ بندی کی خدمت(*Constituency Service*)

قانون سازاپنے حلقوں کے مختلف مسائل اور خدشات میں مدد کرتے ہیں۔شہریوں اور سرکاری خدمات یاایجنسیوں کے درمیان ثالث کے طور پر کام کرتے ہیں۔

(8)کمیٹیوں کی تشکیل(*Constituting Committees*)

مقننہ اکثر مخصوص شعبوں جیسے مالیات، صحت، تعلیم یا خارجہ امور پر توجہ مرکوز کرنے کے لیے کمیٹیاں تشکیل دیتی ہیں۔یہ کمیٹیاں تفصیلی جانچ کرتی ہیں اور بڑے قانون سازادارے کو رپورٹ کرتی ہیں۔

(3)عدلیہ(*Judiciary*)

حکومت کاعدالتی بازو جسے عام طور پر عدلیہ کہاجاتا ہے۔عدلیہ حکومت کی تیسری بنیادی اوراہم شاخ ہے۔اس کا بنیادی کردار قانون تشریح، اطلاق اور نفاذ ہے۔عدلیہ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ انصاف کا انتظام منصفانہ اور غیر جانبداری سے ہے۔عدلیہ قانون کی حکمرانی کی حفاظت اور انفرادی حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے حکومت کی دیگر شاخوں پر ایک کنٹرول کا کام کرتی ہے۔عدلیہ کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں۔

(1)۔قوانین کی تشریح(*Interpretation of laws*)

عدلیہ مقننہ کے منظور کردہ قوانین کی تشریح کرنے کی ذمہ دار ہے۔ججز قوانین، قوانین اور ضوابط کے متن کا تجزیہ کرتی ہے تاکہ مخصوص معاملات میں ان کے دستوری فرض کی تسریح ہوسکے۔

(2)۔تنازعات کا فیصلہ(*Adjudication of Disputes*)

عدلیہ قانونی تنازعات کو حل کرتی ہے چاہے ان میں افراد، تنظیمیں یا حکومتی ادارے شامل ہوں۔اس میں دیوانی، فوجداری، انتظامی اور دستوری مقدمات شامل ہوتے ہیں۔

(3)عدالتی جائزہ یا نظر ثانی(*Judicial Review*)

کچھ قانونی نظاموں میں، عدلیہ کو عدالتی نظر ثانی کا اختیار حاصل ہوتا ہے جس سے وہ قوانین، انتظامی اقدامات یا حکومتی پالیسیوں کی دستوری حیثیت کا جائزہ لے سکتی ہے۔

(4)حقوق اور آزادیوں کا تحفظ(*Protection of Rights and Liberties*)

عدلیہ انفرادی حقوق اور شہری آزادیوں کے تحفظ میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ عدالتیں اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ حکومتی اقدامات، دستوری دفعات، انسانی حقوق اور قانونی اصولوں کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔

(5)قانونی نظیر تحفظ اور مشترکہ قانون(*Legal Protection and Common Law*)

عام قانون کے نظام میں عدالتی فیصلے ایسی نظیریں تخلیق کرتے ہیں جو مستقبل کے مقدمات کے لئے رہنمائی اُصول میں عوامی نمائندے ایوان سے سوالات پوچھ کر جاتے ہیں۔

(6)چیک اور بیلنس(*Check and Balances*)

عدلیہ قانون سازی اور انتظامی شاخوں کی طاقت پر ایک چیک کے طور پر کام کرتی ہے اور اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ عاملہ قانون اور دستور کی حدود میں کام کریں۔ ایک متوازن اور جوابدہ نظام حکومت کو برقرار رکھنے کے لیے اختیارات کی یہ علیحدگی بہت ضروری ہے۔

(7)انصاف کا نظم ونسق(*Administration of Justice*)

عدلیہ انصاف کے نظم ونسق کی نگرانی کرتی ہے۔ بشمول عدالتوں کا انتظام، ججوں کی تقرری اور قانونی پیشہ ور افراد کی خدمات حاصل کرے۔ یہ قانونی عمل نظام کو موثر کو یقینی بناتی ہے۔

(8)دستوری سوالات کا حل(*Constitutional Remedies*)

عدلیہ دستوری تشریح اور اطلاق سے متعلق سوالات کو حل کرتی ہے۔ یہ دستوری قانون کے مسائل کو حل کرنے اور قانونی فریم ورک کی سالمیت کو برقرار رکھنے میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔

(9)عدالتی فیصلوں کا نفاذ(*Enforcement of Judicial Decisions*)

عدلیہ کو مختلف میکانزم کے ذریعہ اپنے فیصلوں کو نافذ کرنے کا اختیار حاصل ہے جیسے کہ عدالتی احکامات، حکم امتناعی اور رٹ۔ یہ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ اس کے احکام عملی اثر رکھتے ہیں اور حکومت کی دوسری شاخیں اس کا احترام کرتی ہیں۔

1.4 حکومت کے اقسام یا نوعیت *(Nature or Types of Government)*

حکومت کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

- بادشاہت(*Monarchy*)
- اشرافیہ(*Aristocracy*)

- آمریت(*Dictatorship*)
- جمہوریت(*Democracy*)
- امرائے شاہی(*Oligarchy*)
- وفاقی حکومت(*Federal Government*)
- وحدانی حکومت(*Unitary Government*)
- صدارتی طرز حکومت(*Presidential form of Government*)
- پارلیمانی طرز حکومت(*Parliamentary Form of Government*)

بادشاہت(*Monarchy*)

حکومت کی ایک قسم بادشاہت ہوتی ہے جس میں ایک شخص کا کنٹرول ہوتا ہے۔اس کے اس عمل کو خدائی نمائندگی کہتے ہیں۔اور اس کا اختیار شاہی طبقے کی ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتا ہے۔بادشاہت جہاں ایک شخص جسے بادشاہ کے نام سے جاناجاتا ہے اہم اختیار رکھتاہے اور عام طور پر تاحیات یا استعفیٰ تک ریاست یا مملکت کے سربراہ کے طور پر کام کرتا ہے۔بادشاہ عام طور پر خاندانی نسب کے ذریعہ اپنے عہدہ کے وارث ہوتے ہیں یا جانشینی کے ایک مخصوص نظام کے مطابق نامزد ہوتے ہیں۔ تاریخی طور پر بادشاہ کے زیر اقتدار لوگوں کو حقوق حاصل نہیں ہوتے تھے اور بادشاہ کی مرضی اور رحم و کرم پر ہوتے تھے۔ حکومت کی یہ قسم میگنا کارٹا پر دستخط سے پہلے برطانیہ میں موجود تھی۔ نمائندہ بادشاہت میں بادشاہ ایک ڈکٹیٹر سے زیادہ ایک شخصیت کا مالک ہوتا ہے۔اس طرز حکمرانی کے تحت لوگوں کو سیاسی اور شہری حقوق حاصل ہوتے ہیں اور وہ پارلیمانی حکومت میں حصہ لے سکتے ہیں۔ نمائندہ بادشاہتیں ، جیسے ڈنمارک، برطانیہ، جاپان، اسپین اور جاپان جیسے جمہورتیں بادشاہت کی مختلف قسمیں ہو سکتی ہیں۔

1)مطلق العنان بادشاہت(*Absolute Monarchy*)

اس طرح کی حکومت میں بادشاہ کا حکومت پر تقریباً مکمل کنٹرول ہوتا ہے اور وہ قوانین یا دستور کا پابند نہیں ہوتا ہے۔وہ قانون سازی، انتظامی اور عدالتی معاملات میں مکمل طاقت رکھتے ہیں۔تاریخی مطلق بادشاہتوں کی مثالوں میں فرانس لوئس *XIV* اور روس کے زار سٹ شامل ہیں۔

2)دستوری بادشاہت(*Constitutional Monarchy*)

اس طرح کی حکومت میں بادشاہ کے اختیارات دستور یا قوانین کے ذریعہ محدود ہوتے ہیں اور وہ اکثر رسمی یا علامتی سربراہان مملکت کے طور پر کام کرتے ہیں جب کہ ایک علاحدہ ادارہ جسے پارلیمنٹ کہتے ہیں ملک پر حکومت کرتی ہے۔یہ قسم بہت سے ملک جیسے برطانیہ، سویڈن اور جاپان میں عام ہے۔

اشرافیہ (*Aristocracy*)

اشرافیہ حکومت معاشرتی ڈھانچے کی ایک قسم ہے جس میں اقتدار ایک مراعات سرمایہ دار اقلیت کے پاس ہوتا ہے۔عام طور پر پیدائشی حق،شرافت،دولت، تعلیم یا دیگر سمجھے جانے والے امتیازات کے ذریعہ متعین کیا جاتا ہے۔اصطلاح آرسٹوکریسی یونانی لفظ ارسٹوکریٹیا سے ماخوذ ہے جہاں "ارسٹوس "کا مطلب ہے بہترین اور "کراٹس "کا مطلب ہے "طاقت "یا "حکمرانی" اس طرح اشرافیہ کو اکثر حکمرانی کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔

اشرافیہ لوگوں کا ایک ایسا طبقہ ہے جو اعلیٰ سماجی عہدہ پر فائز ہوتا ہے۔ایسی حکومت جو بہترین فرد کی طرف سے یا چھوٹے مراعات یافتہ طبقے کے ذریعہ کی جائے۔تاریخی طور پر کسی شخص کو اشرافیہ کا درجہ عام طور پر پیدائش کے ذریعہ یا خون کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔یہ ہمیشہ صرف مردوں کے درمیان سے ہو کر گزرتا ہے۔اشرافیہ نے برطانیہ،روس اور فرانس کے علاوہ بہت سے ملکوں پر حکومت کی ہے۔

اشرافیہ کی اصطلاح نہ صرف حکومتی حکمراں طبقہ پر لاگو ہوتی ہے بلکہ کسی مخصوص معاشرے کے اعلیٰ ترین سماجی طبقہ پر بھی لاگو ہوتی ہے۔ڈیوک،ڈچس،بیرن جیسے اعزازی القاب کے حامل۔اشرافیہ طبقہ کے ارکان سیاسی اختیارات کے ساتھ ساتھ سماجی اور معاشی وقار دونوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

اشرافیہ ،خاص طور پر، سرکاری اشرافیہ میں ،ان کی اعلیٰ ذہانت اور ثابت شدہ قائدانہ صلاحیت کی بنیاد پر منتخب کیا جاسکتا ہے۔اشرافیہ کو بھی پسندیگی سے منتخب کیا جاسکتا ہے۔بادشاہوں کی طرف سے ایسے افراد کو اعلیٰ عہدہ فراہم کرنا جن لوگوں نے بادشاہ کی بہترین خدمت کی ہے۔لہٰذا،اشرافیہ کے اندر عہدوں کی بنیاد خالصتاً ذاتی دولت پر ہو سکتی ہے یا تو کمائی گئی یا وراثت میں ملی۔دولت پر مبنی اشرافیہ میں، نچلے معاشی طبقوں کے ارکان کو سیاسی طاقت حاصل کرنے کا کوئی موقع نہیں ملتا خواہ ان کی ذہانت یا قابلیت کتنی ہی کیوں نہ ہو۔جدید دور میں،اشرافیہ کے حکمراں طبقہ کی رکنیت، وراثت،دولت، فوجی یا مذہبی حیثیت، تعلیم یا سیاسی طرح کی صفات کی بنیاد پر ہو سکتی ہے۔ان میں کسی بھی صورت میں،عام طبقات کے لوگوں کو اشرافیہ حکومت میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہوتی ہے کیونکہ وہ نمائندہ جمہوریت یا پارلیمانی بادشاہت میں حصہ لے سکتے ہیں۔

لوگوں کا ایک ایسا گروہ یا طبقہ جو ایک خاص خاندان میں پیدا ہوتے ہیں اور انہیں خصوصی مراعات حاصل ہوتی ہے۔ان کے پاس دوسرے لوگوں سے زیادہ پیسہ،طاقت اور اثر و رسوخ ہو سکتا ہے۔بعض اوقات یہ گروہ جو حکومت پر حکمرانی کرتا ہے۔وہ برطانوی شاہی خاندان اشرافیہ کی ایک مثال ہے۔وہ ایک اعلیٰ سماجی طبقہ میں پیدا ہوتے ہیں اور انہیں خاص مراعات حاصل ہوتی ہیں۔جیسے کہ محلات میں رہنا اور نجی طیاروں تک رسائی وغیرہ۔قدیم یونان میں کچھ شہری ریاستوں پر اشرافیہ کی حکومت تھی۔صرف وہ لوگ جو مخصوص خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔اقتدار کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو سکتے تھے۔یہ مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ اشرافیہ ایک ایسا نظام ہے جہاں کچھ لوگوں کو صرف اپنی

خاندانی پیدائش کی وجہ سے دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ طاقت اور مراعات حاصل ہوتی ہیں۔یہ سماجی درجہ بندی کی ایک شکل ہے جو پوری تاریخ میں موجود ہے۔

افلاطون اورارسطو سے لیکر بہت سے مفکرین کا خیال ہے کہ اشرافیہ حکومت کی ایک بہترین قسم ہے۔بشرطیکہ حکمراں طبقہ حکومت کرنے کے لیے سب سے زیادہ اہل افراد پر مشتمل ہواوراپنی طاقت سب کی بھلائی کے لیے استعمال کرے نہ کہ اپنی ذاتی مفادات کے لیے۔ارسطو کے مطابق اشرافیہ حکومت کی ایک عام قسم ہے اس کی بگڑی ہوئی قسم *Oligarchy* ہے۔یہ حکومت چندلوگوں کی یعنی امیروں کی طرف سے امیروں کے لیے ہے۔روسونے اشرافیہ کو فطری،اختیاری اور موروثی میں تقسیم کیاہے۔درجہ بندی کی عمومی بنیاد دولت،پیدائش،ہنر، عقل،ثقافت اور تعلیم پر مبنی ہے۔کچھ مفکرین سے حالیہ دنوں میں آرسٹوڈیموکریسی یاآرسٹوکریسی کی اصطلاح استعمال کی ہے جس کا مطلب ہے کہ صرف بہترین قسم کے اعلیٰ منصب کے حامی افراد کو ہی یہ اعزاز حاصل ہوتا ہے۔

آمریت (*Dictatorship*)

آمریت حکومت کی ایک قسم ہے جس میں ایک شخص یا چھوٹا گروہ حکومت کو کنٹرول کرتاہے۔اس طرح کی حکومت میں جمہوری عمل عام طور پر غیر حاضر ہوتاہے۔عام لوگوں کی شرکت بہت کم ہوتی ہے اوران کے حقوق محدود ہوتے ہیں۔اس طرح کی حکومت میں ایک طرفہ فیصلے کئے جاتے ہیں۔دومشہورڈکٹیٹر جرمنی میں ایڈولف ہٹلراور کمبوڈیامیں پول پاٹ تھے۔ڈکٹیٹر شپ کالفظ لاطینی لفظ ڈکٹیٹر سے ماخوذ ہے جورومن سلطنت میں ایک عارضی مجسٹریٹ کے لیے استعمال کیاجاتا تھا۔ جنہیں ریاستی بحرانوں سے نمٹنے کے لیے غیر معمولی اختیارات دئے جاتے تھے۔آمر عام طورپر سیاسی طاقت حاصل کرنے کے لیے زبردستی یادھوکہ دہی کاسہارالیتے ہیں وہ اپنی عوامی حمایت کو برقراررکھنے کے لیے بڑے پیمانے پرپروپیگنڈہ کی تکنیک کااستعمال کرتے ہیں۔19ویں اور20ویں صدیوں میں موروثی نسب پر مبنی بادشاہتوں کے زوال اور ختم ہونے کے ساتھ آمریت دنیابھر کے ممالک کی طرف سے استعمال ہونے والی حکومت کی ایک اہم قسم بن گئی۔آمریت میں اختیار ایک ہی آمر یا قائد کے ہاتھ میں مرکوز ہوتا ہے۔

اس میں اکثرجمہوری عمل کافقدان ہوتا ہے۔جیسے آزاداور منصفانہ انتخابات،آزادعدلیہ یاآزادپریس جیسے جمہوری عمل کافقدان ہوتاہے۔جوابدہی کا یہ فقدان آمرکوبغیرکسی نگرانی کے کنٹرول یابرقراررکھنے کی اجازت دیتاہے۔ آمریت میں اقتدار برقرار رکھنے کے لیے اکثر جبر،سنسرشپ ، نگرانی اور زبردستی کا استعمال کیاجاتاہے۔سیاسی مخالفت،اختلاف رائےاور آزادانہ اظہار خیال پایا جا تا ہے۔بہت سے آمرانہ حکومتیں اپنے انتظامی نظام کو برقراررکھنے کے لیے فوج پرانحصار کرتی ہیں اورآمروں کے اکثر فوج سے بہتر اور مضبوط تعلقات ہوتے ہیں۔ قابل ذکر تاریخی آمریت کی مثالوں میں سویت یونین کاجوزف اسٹالن،نازی جرمنی کاایڈولف ہٹلراور فاشسٹ اٹلی کابینیٹو مسولینی وغیرہ کانام سرفہرست ہے۔

جمہوریت (Democracy)

جمہوریت ایک قسم کی طرز حکومت ہے اور اپنی طاقت ان لوگوں سے حاصل کرتی ہے جن پر وہ حکومت کرتی ہے۔ جمہوریت حکومت کی ایک ایسی شکل ہے جس میں طاقت عوام کو حاصل ہوتی ہے جو اس طاقت کو براہ راست یا منتخب نمائندوں کے ذریعہ استعمال کرتے ہیں۔ لفظ ڈیموکریسی یونانی لفظ ڈیموس سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے عوام اور کریسی جس کا مطلب حکمرانی یا طاقت ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جمہوریت میں حتمی طاقت یا اختیار عوام کو حاصل ہوتا ہے۔ جمہوریت میں ایک ملک کے عوام اس کے رہنما یا سربراہ کے انتخاب میں شامل ہوتے ہیں۔ عوام کو کسی بھی جماعت کو ووٹ دینے کی آزاد مرضی اور حق حاصل ہوتا ہے۔ ووٹ کا حق دولت یا طبقہ یا نسل کی بنیاد پر متعین نہیں ہوتا ہے۔ جمہوریت میں مختلف پارٹیاں ہوتی ہیں جن کے پاس ایک منشور ہوتا ہے کہ ملک کو کیسے چلایا جانا چاہیے۔ ایک جمہوری حکومت اس وقت بنتی ہے جب عوام کی اکثریت کسی مخصوص پارٹی بطور حکمراں جماعت کے طور پر حمایت کرتی ہے۔

یونانیوں کے مطابق جمہوریت ایسی حکومت ہے جس میں لوگ خود پر حکومت کرتے ہیں، ارسطو نے اسے حکومت کی ایک گمراہ شکل بتایا ہے۔ ابراھم لنکن کے مطابق "جمہوریت عوام، عوام کے ذریعہ اور عوام کے لیے حکومت ہے"۔ ڈائسی کے مطابق "جمہوریت کا اصل مطلب تمام لوگوں کی حکمرانی سے کم یا زیادہ کچھ نہیں، جو اپنے ووٹوں کے ذریعہ اپنی خود مختار مرضی کا اظہار کرتے ہیں" گیٹل کے مطابق "جمہوریت حکومت کی وہ شکل ہے جس میں آبادی کے بڑے حصہ کو خود مختار اقتدار کے استعمال میں حصہ لینے کا حق ہوتا ہے"۔ جمہوریت میں عوام ہی سیاسی اختیار کا حتمی ذریعہ ہوتے ہیں۔ انہیں سیاسی عمل میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے، عام طور پر ووٹنگ اور شہری مصروفیات کی دیگر اقسام کے ذریعہ جمہوریت میں باقاعدہ انتخابات ہوتے ہیں جہاں شہری اپنے حق میں ووٹ ڈال سکتے ہیں۔ یہ انتخابات عام طور پر کھلے، شفاف اور مسابقتی ہوتے ہیں جو اقتدار کی پرامن منتقلی کی اجازت دیتے ہیں۔ جمہورتیں قانون کی حکمرانی کے تحت چلتی ہیں جو فریم ورک احتساب اور انصاف کو یقینی بنانے میں مدد کرتے ہیں۔ اختیار کے ارتکاز کو روکنے کے لیے جمہوریتوں میں اکثر عاملہ، مقننہ، اور عدالتی شاخوں کے درمیان اختیارات کی علیحدگی ہوتی ہے۔ یہ علیحدگی چیک اینڈ بیلنس کا نظام فراہم کرتی ہے۔ جمہورتیں عام طور پر انفرادی حقوق اور آزادیوں کی حفاظت کرتی ہیں جیسے کہ آزادی کا اظہار، اجتماع کی آزادی اور مذہب کی آزادی۔ یہ حقوق اکثر دستور یا اسی طرح کی بنیادی دستاویز میں شامل ہوتے ہیں۔ جمہورتیں سیاسی آراء کے تنوع کو اپناتی ہیں اور متعدد سیاسی جماعتوں کی تشکیل کی اجازت دیتی ہیں، بحث کو فروغ دیتی ہیں اور مختلف نقطہ نظر کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔

جمہوریت کے دو اقسام ہیں۔ (i) خالص یا براہ راست جمہوریت (ii) بالواسطہ یا نمائندہ جمہوریت

(i) خالص یا براہ راست جمہوریت: (Direct Democracy)

جب عوام خود ہی عوامی امور پر اپنی مرضی کا اظہار کرتے ہیں تو اس حکومت کو براہ راست جمہوریت کہا جاتا ہے۔ جمہوریت کی اس شکل میں شہری فیصلہ سازی میں اکثر ریفرینڈم، یا دیگر میکنزم کے ذریعہ میں براہ راست حصہ لیتے ہیں۔ براہ راست جمہوریت ایک ایسا نظام ہے جو کسی گروپ

کے ممبروں کو یہ فیصلہ کرنے کی اجازت دیتا ہے کہ ان کے لیے کیا اچھا یا برا ہے۔ براہ راست جمہوریت یا خالص جمہوریت عوام کو براہ راست فیصلہ سازی میں شامل کرتی ہے۔ یہ شہریوں کو قوانین اور پالیسیوں کا تعین کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ براہ راست جمہوریت کم آبادی والے ممالک میں حکومت کی ایک شکل کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہے۔ قدیم یونانی شہروں میں اس طرح کی جمہوریت موجود تھی۔ اس طرح کی جمہوریت سوئٹزرلینڈ نے انتخاب کیا ہے۔ ٹائیوان، امریکہ اور اٹلی وغیرہ ملکوں میں بھی براہ راست جمہوریت کا نظام موجود ہے۔

(*ii*) بالواسطہ جمہوریت یا نمائندہ جمہوریت: *(Indirect democracy or Representative Democracy)*

بالواسطہ جمہوریت حکومت کی ایک شکل ہے جس میں لوگ نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں جو قانون کو تسلیم کرتے ہیں اور اپنے طرف سے فیصلہ لیتے ہیں۔ یہ ایک طرح کی جمہوریت ہے جس میں لوگ اپنے قائدین کا انتخاب کرتے ہیں اسے نمائندہ جمہوریت یا بالواسطہ نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ برطانیہ، فرانس، آسٹریلیا، کناڈا، جاپان اور ہندوستان وغیرہ ملکوں میں نمائندہ جمہوریت موجود ہے۔

امرائے شاہی (*Oligarchy*) طاقت کے بنیاد پر چلنے والی حکومت

امرائے شاہی کی اصطلاح سے مراد وہ نظام حکومت ہے جس میں فرد کسی ملک پر حکمرانی کرنے یا حکمرانی کے فیصلے کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اولیگراچی لفظ کی جڑیں یونانی ہیں اور یہ اولیگوئی سے ماخوذ ہے۔ جس کا مطلب ہے چند اور ارخین کا مطلب ہے حکومت کرنا۔ افراد کا یہ چھوٹا گروہ ملک کے زمیندار، مذہبی رہنما یا امیر ترین شہری ہو سکتے ہیں۔ اولیگارچی کی اصل تعریف یونانی فلسفی ارسطو نے کی تھی۔ لہٰذا ارسطو کے مطابق اولیگارچی حکومت کی ایک بدعنوان شکل ہے۔ یہ تب ہوتا ہے جب اقتدار اشرافیہ کے ایک چھوٹے سے گروہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جو عام مفاد کے بجائے اپنے مفادات کو آگے بڑھاتے ہیں۔ جدید سیاست میں اولیگارچ کی اصطلاح اکثر روسی سیاق وسباق میں استعمال ہوتی ہے۔ یہ عام طور سے چین میں بھی موجود ہے۔

وفاقی حکومت (*Federal Government*)

وفاقی حکومت ایک ایسا نظام ہے جو مرکزی حکومت اور ملک کی ریاستی حکومت کے مابین اقتدار کو الگ کرتی ہے۔ یہ ہر شعبہ میں کچھ ذمہ داریوں کو تفویض کرتی ہے تاکہ مرکزی حکومت اپنے کام کو انجام دیں اور ریاستی حکومت اپنے کام کو انجام دیں۔ وفاقی نظام میں سیاسی اتھارٹی کو مرکز اور ریاستی حکومت کے مابین تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں براہ راست لوگوں کے لئے کام کرتی ہیں۔ علاقہ کے بنیاد پر دنیا کے سات ممالک جیسے روس، کناڈا، امریکہ، برازیل، آسٹریلیا، بھارت اور ارجینٹینا کا وفاقی بنیادوں پر عمل کرتے ہیں۔

وفاقی حکومت کا بنیادی فائدہ یہ ہے کہ ایسے ملک میں جس میں متعدد تنوع موجود ہے اور وحدانی حکومت کا قیام ناممکن ہے۔ اس طرح کی حکومت کے ذریعہ ایک سیاسی تنظیم کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ اس طرح کی حکومت میں علاقائی خود مختاری، مقامی خود مختاری اور قومی اتحاد ممکن ہے۔ اس طرح کی حکومت میں اختیارات کے مناسب تقسیم کے ساتھ مرکز پر کام کا دباؤ کم ہو جاتا ہے اور مرکز خالصتاً مقامی نوعیت کے مسائل سے پریشان نہیں ہوتا ہے۔ ایک وفاقی حکومت میں انتظامیہ کے اختیارات مرکز اور یونیٹوں کے مابین تقسیم ہوتے ہیں۔ عام طور پر قومی اہمیت

کے مضامین جیسے دفاع، کرنسی، خارجہ امور وغیرہ مرکزی حکومت میں اور مقامی یاعلاقائی اہمیت کے مضامین جیسے زراعت، صحت، پولیس وغیرہ میں موجود ہوتے ہیں۔وفاقی نظام میں دستور کی بالادستی ہوتی ہے۔ مرکزی اور ریاستی حکومت کے فرائض اور اختیارات دستور میں تفصیل سے بتائے گئے ہیں۔ مرکزی اور ریاستی حکومت دونوں ہی معاہدے کی شرائط پر عمل پیرا ہونے کو یقینی بنانے کے لیے دستور کی بالادستی کی بھی ضمانت دی گئی ہے۔ مرکز کی طرح ریاست میں بھی حکومت دستور کے مطابق چلتی ہے۔ جسے مرکزی حکومت کے ذریعہ آسانی سے تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ وفاقی حکومت ایک آزاد عدلیہ کے وجود کا تصور کرتی ہے جو مرکز اور ریاستی اکائیوں کے درمیان تنازعات کو حل کرتی ہے۔ امریکہ کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں ایک آزاد سپریم کورٹ فراہم کی گئی ہے جو مرکزی اور علاقائی حکومتوں سے آزاد ہے اور اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کرتی ہے کہ دونوں دستور کی مقرر کردہ حد کے اندر کام کریں۔ وفاقی حکومت کا مطلب دوایوانی مقننہ کے وجود سے ہے۔ عام طور پر ایوان زریں کے ارکان کا انتخاب عوام کرتی ہے اور مختلف اکائیوں کو آبادی کی بنیاد پر نمائندگی دی جاتی ہے۔ دوسری طرف ایوان بالا اکائیوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ امریکہ، سوئٹزرلینڈ اور یو ایس ایس آر جیسے بعض ممالک میں اکائیوں کو ان کے سائز اور آبادی کے بنیاد پر نمائندگی دی جاتی ہے۔ دوسری طرف ہندوستانی اور کینیڈین فیڈریشن اور اکائیوں میں مساوی نمائندگی نہیں دی گئی ہے۔

عام طور سے ایک وفاقی حکومت میں ایک شہری کو دو شہریت حاصل ہوتی ہے یعنی وفاقی اور متعلقہ ریاست کی شہریت جس سے وہ تعلق رکھتا ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے ساتھ ساتھ امریکی شہریوں کو دوسری شہریت حاصل ہے۔ تاہم ہندوستان میں تمام شہریوں کو واحد شہریت یعنی ہندوستان کی شہریت دی گئی ہے۔ ایک وفاقی حکومت میں شہریوں کو دستور کے ذریعہ دیئے گئے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں، ہندوستان، روس اور امریکہ کے دستور نے شہریوں کو بنیادی حقوق فراہم کیے ہیں۔

وحدانی حکومت (*Unitary Government*)

وحدانی حکومت ایسی حکومت ہوتی ہے جس میں حکومت کے اختیارات دستور کے تحت مرکز اور ریاست کے درمیان تقسیم نہیں ہوتے ہیں، ایسی حکومت میں اختیار یا طاقت صرف مرکز میں مرکوز ہوتی ہے۔ یہ مرکزی حکومت پر منحصر ہے کہ وہ حکومت کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لیے مقامی حکومتوں کو کچھ اختیارات فراہم کرے۔ اس لئے مرکز اور ریاستوں کے درمیان دستوری تصادم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ دستوری طور پر مرکزی حکومت سب سے طاقت ور ہوتی ہے۔ ہم برطانیہ، جاپان، اٹلی، سویڈن، ڈنمارک، بیلجیم، ہالینڈ، فرانس، بنگلہ دیش وغیرہ جیسے ممالک میں متعدد وحدانی حکومتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ وحدانی حکومت میں تمام اختیارات مرکزی حکومت کے ہاتھ میں مرکز تمام ریاستی اختیارات کا ذخیرہ ہے۔ اس نظام میں کوئی صوبائی حکومتیں نہیں ہوتی ہیں اور دستور مرکزی حکومت کو پوری طاقت کے ساتھ قانون سازی، عمل درآمد اور فیصلہ کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ وحدانی حکومت بہت سادہ نظام ہے۔ برطانیہ کے علاوہ یہاں نہ تو صوبائی اسمبلیاں اور عاملہ ہیں اور نہ ہی مرکز میں ایوان بالا۔ مرکز میں ایک ہی مرکزی حکومت ہوتی ہے۔ اس نظام میں ایک ایوانی مقننہ ہوتی ہے جسے عوام منتخب کرتی ہے۔ مرکز ہی قانون سازی کے فرائض انجام دیتی ہے۔ عاملہ عمل درآمد کے فرائض انجام دیتی ہے اور عدل انصاف

کے فرائض انجام دیتی ہے۔ وحدانی حکومت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وفاق کے برعکس وحدانی نظام کے قوانین یکساں ہوتے ہیں کیوں کہ قوانین پوری ریاست کے باقی حصوں میں بغیر کسی علاقائی امتیاز کے یکساں طور پر نافذ کئے جاتے ہیں جب کہ ایک وفاق میں قانون کی نوعیت ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں مختلف ہوتی ہے۔ وحدانی حکومت کا غیر تحریری اور لچکدار دستور ہو سکتا ہے۔ وحدانی حکومت میں عدلیہ کے پاس حکومت کا نظم و نسق چلانے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا ہے۔ وہ ان تنازعات کا فیصلہ کرتی ہے جو مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان پیدا ہو سکتے ہیں۔ واحد شہریت کا نظام ہوتا ہے۔ وحدانی حکومت میں مقامی حکومت کو دستوری اختیارات حاصل نہیں ہوتے ہیں۔ ان کو اختیارات مرکزی حکومت فراہم کرتی ہے اور ان کے اختیارات منسوخ یا رد کر سکتی ہے۔ مرکزی سطح پر فیصلہ ہونے کی وجہ سے وحدانی حکومتیں ملک بھر میں مستقل پالیسیاں بنا سکتی ہیں۔ یہ نظام حکمرانی کو آسان بنا سکتا ہے اور دفتر شاہی کی تاخیر کو کم کر سکتا ہے جس سے مرکزی حکومت کے لیے قوانین اور پالیسیوں کو نافذ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

مرکزی حکومت وفاقی حکومت سے زیادہ ذمہ دار اور جوابدہ ہوتی ہے۔ اس حکومتی نظام کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ جوابدہی متعین اداروں میں طے ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب مرکزی حکومت کے پاس بہت زیادہ اختیار اور فیصلہ سازی کی طاقت ہوتی ہے تو اسے وحدانی حکومت کہا جاتا ہے۔ مقامی حکومت ادارہ محض مرکزی حکومت کی انتظامی شاخ کے طور پر کام کرتی ہے۔

صدارتی طرز حکومت (*Presidential form of Government*)

صدارتی نظام حکومت اس نظام حکومت کو کہا جاتا ہے جہاں صدر حکومت اور مملکت دونوں کا سربراہ ہوتا ہے۔ نیز ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ صدر مقننہ کے لیے ذمہ دار نہیں ہوتا۔ صدارتی طرز حکومت میں مملکت اور حکومت کا سربراہ یعنی صدر بہت ہی طاقتور ہوتا ہے۔ صدارتی حکومت ایک ایسا نظام حکومت ہے جہاں عاملہ اور مقننہ کے اختیارات مکمل طور پر علٰحدہ ہوتے ہیں۔ حکومت کے تمام ادارے بشمول مقننہ، عاملہ اور عدلیہ ایک دوسرے سے آزادانہ طور پر کام کرتے ہیں اور دستوری طور پر خود مختار ہوتے ہیں، صدارتی نظام قانون سازی کی بالادستی سے آزاد ہوتا۔ صدارتی طرز حکومت میں مقننہ کی طرف سے کاروائیوں کو ویٹو کر سکتا ہے۔ صدر ایک مقرر میعاد کے لیے منتخب کیا جاتا ہے اور اسے مقننہ میں عدم اعتماد کے ووٹ سے ہٹایا نہیں جا سکتا ہے۔ صدر کا انتخاب براہ راست طور پر عوام یا الیکٹورل کالج کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ عام طور پر صدر کے پاس مجرموں کو سنائی جانے والی عدالتی سزا کو معاف کرنے یا کم کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ صدر اور اس کے سکریٹریز مقننہ کے تحت ذمہ دار نہیں ہوتے ہیں اور وہ نہ تو مقننہ کے رکن ہوتے ہیں اور نہ ہی اس کے اجلاسوں میں شرکت کرتے ہیں۔ صدارتی طرز حکومت میں وزیر اعظم کا دستوری اور سیاسی طور سے غلبہ نہیں ہوتا اور وزیر اعظم صرف صدر کا ایک جونیر عہدیدار کا کام کرتا ہے۔ اس طرز حکومت میں صدر بااختیار ہوتا ہے وہ کبھی بھی کسی وقت وزیر اعظم کو اس کے عہدے سے برطرف کر سکتا ہے۔

صدارتی نظام حکومت میں اگرچہ کہ حکومت کی تین شاخیں علیحدہ ہوتی ہیں لیکن وہ چیک اینڈ بیلنس کے نظام سے منسلک ہیں۔ حکومت کا ہر عضو توازن برقرار رکھنے کے لیے باقی دو کو چیک کرتا ہے۔ صدارتی حکومت میں صدر کے پاس حقیقی انتظامی اختیارات ہوتے ہیں اور وہ

دستوراور قانون کے ذریعہ دئے گئے تمام اختیارات کااستعمال کرتے ہیں۔صدر اپنے وزیروں (سیکرٹریوں)کومنتخب کرتاہے جواس کے لیے خدمات انجام دیتےہیں۔وہ مقننہ کے رکن نہیں ہوتے ہیں اوروہ مقننہ کے تحت ذمہ دارنہیں ہوتے ہیں۔ان کا انتخاب ان کے تجربےاورمہارت کی بنیاد پر کیاجاتاہے۔سکریٹری انتظامیہ میں صدر کی مدد کرتے ہیں اور صدر مشورہ کو قبول کرتاہے یا نہیں یہ صدرپر منحصر ہے۔وہ صدر کے رحم وکرم پر رہتے ہیں وہ صدر کے بہت خاص مشیر ہوتے ہیں۔اگرصدران کے کام سے مطمئن نہیں ہے توصدر کوانہیں عہدہ سے برطرف کرنے کااختیار ہوتاہے۔امریکہ میں صدارتی طرز حکومت موجود ہے۔

پارلیمانی طرز حکومت(*Parliamentary Form of Government*)

پارلیمانی طرز حکومت جسے کابینہ کانظام یاذمہ دار حکومت بھی کہتے ہیں۔چونکہ پارلیمنٹ عوام کے سامنے براہ راست طورپرذمہ دار ہوتی ہےاس لیےاسے ذمہ دار حکومت بھی کہاجاتاہے۔عاملہ،مقننہ کے تحت ذمہ دار ہوتاہے۔لہٰذا صدارتی طرز حکومت کی طرح اختیارات کی کوئی واضح علیحدگی نہیں ہوتی ہے۔پارلیمانی طرز حکومت میں دوعاملہ ہوتے ہیں۔صدر برائے نام عاملہ اور حکومت کا حقیقی سربراہ وزیراعظم ہوتاہے جس کے پاس کابینہ کے ساتھ زیادہ اختیارات ہوتے ہیں۔لہٰذا یہ کابینہ کے نظام کے طورپر جاناجاتاہے۔جن مملک میں پارلیمانی طرز حکومت ہے ان میں جرمنی،اٹلی،جاپان،برطانیہ،ہندوستان،پرتگال وغیرہ شامل ہیں۔

ہندوستانی دستور میں دفعہ 74اور75میں مرکز کی سطح پرپارلیمانی نظام حکومت کاذکرہےاور دفعہ 163اور164میں ریاستی سطح پر پارلیمانی نظام حکومت کاذکرہے۔پارلیمانی طرز حکومت میں قوانین مقننہ کے اکثریتی ووٹوں سے بنائے جاتے ہیں اور سربراہ مملکت کے دستخط ہوتے ہیں جن کے پاس ویٹو کا اختیار نہیں ہوتاہے۔زیادہ تر پارلیمانی جمہوریتوں میں مملکت کا سربراہ کسی بل کو قانون ساز ادارے میں واپس کر سکتا ہے تاکہ اس سے اختلاف کی نشاندہی کی جاسکے۔لیکن پارلیمنٹ سادہ اکثریت کے ووٹ سے اس کو ختم کرسکتی ہے۔عاملہ یاکابینہ کے ارکان پارلیمنٹ کے منتخب ارکان ہوتے ہیں۔وہ ایوان بالایاایوان زیریں میں سے کسی ایک کارکن ہوسکتاہے۔کابینہ کے ارکان اپنے ایوانوں کی کاروائی میں حصہ لیتے ہیں۔ایوان میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات بھی دیتے ہیں۔تمام اہم بل اور سالانہ بجٹ بھی متعلقہ وزراء پیش کرتے ہیں۔

پارلیمانی طرزحکومت میں ایک مضبوط حزب مخالف جماعت کاوجود ہوتاہے۔ایک زیادہ مضبوط اور منظم حزب مخالف جماعت پارٹی کاوجود پارلیمانی نظام کی پہچان ہے۔ حزب مخالف جماعت حکومت کی غلطیوں پر تنقید کرکےاسے فلاحی اقدامات کرنے پر مجبور کرسکتی ہےاوراسے غاصب یاآمر بننے سے روک سکتی ہے۔اس زاویے سے دیکھاجائے توحزب مخالف جماعت کو پارلیمانی جمہوریت کہاجاسکتاہے۔

پارلیمانی یاکابینہ نظام حکومت میں وزیراعظم کی قیادت ایک اہم خصوصیت ہے۔مقننہ میں اکثریتی جماعت کا قائد وزیراعظم ہی ہوتاہے۔وہ مقننہ میں اکثریتی جماعت یااتحاد کاغیرمتنازعہ رہنماکے طورپر حکومتی پالیسیوں کے تعین اوران پر عمل درآمد میں سب سےاہم کرداراداکرتاہے۔درحقیقت،پارلیمانی جمہوریت کی کامیابی کاانحصار بہت حد تک وزیراعظم کی شخصیت،کارکردگی اور کرشمے پر منحصر ہوتا ہے۔پارلیمانی طرز حکومت میں کابینہ کو بہت زیادہ کام کرناہوتاہے۔

1.5 حکومت کی وسعت یادائرہ کار *(Scope of Government)*

حکومت مملکت کا عاملہ بازو ہے جس میں سیاسی ایگزیکٹیوز، دفتر شاہی اور دیگر عوامی خدمات شامل ہیں۔ حکومت کے دائرہ کار کو حکومت کی شاخیں یا محکمہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ یہ حکومت کی حکمرانی کرنے کے عمل کے طور پر کام کرتے ہیں۔

1۔ حکومت کی حکمرانی کرنے کے عمل کے طور پر (*Government As process of Governing*)

حکومت کرنے کے عمل کے طور پر حکومت سے مراد یہ ہے کہ کس طرح کسی خاص مملکت پر حکومت کی جارہی ہے۔ اس کا مطلب وہ تمام عمل ،کاروائیاں اور سرگرمیاں بھی ہیں جو مملکت کی حکمرانی میں شامل ہیں۔ کسی مملکت پر حکومت کرنے کے دوران، حکومت کو مختلف اعضاء اور درجات میں تقسیم کیا جاتا ہے جس میں بالترتیب مقننہ ،عدلیہ اور عاملہ اعضاء اور وفاقی، ریاستی اور مقامی حکومتیں شامل ہیں۔ مقننہ بازو قانون سازی کے لیے ذمہ دار ہوتی ہیں۔ اس طرح کے قوانین صوابدیدی یا من مانی کو روکنے کے لئے سوالات پوچھ کر کنٹرول کرتی ہے۔ عاملہ بازو مقننہ کے ذریعہ بنائے گئے قوانین کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے تمام ضروری مشینری کو متحرک کرتا ہے۔ اکثر اوقات حکومتی پالیسیوں پر عمل درآمد کے دوران مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے مسائل عدلیہ کے ذریعہ حل کئے جاتے ہیں۔ عدلیہ قوانین کی صحیح تشریح میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

حکومت ایک ایسا ادارہ ہے جس کے پاس مملکت کے معاملات کی اعلیٰ طاقت ہوتی ہے۔ کسی مملکت کی اعلیٰ طاقت حکومت کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اس طرح اسے قانون بنانے اور نافذ کرنے اور پالیسیوں کو نافذ کرنے کا اختیار بھی ہوتا ہے۔ حکومت قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کسی بھی فرد کو سزا بھی دے سکتی ہے۔ اختیار کے علیحدگی کا اصول حکومت کو موثر انتظامیہ میں مدد کرتا ہے۔

(2) حکومت مملکت کے ادارے کے طور پر (*Government an Institution of the State*)

مملکت ایک تنظیم کے طور پر بیان کی گئ ہے۔ جسے مملکت کے فرائض اور ذمہ داریاں کو انجام دہی کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ مملکت کے اداروں کو وسیع پیمانے پر رسمی اور غیر رسمی اداروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ رسمی ادارے مقننہ ، عاملہ اور عدلیہ ہیں۔ جب کسی غیر رسمی ادارے، بااثر طبقہ، سیاسی جماعتوں اور ٹریڈیونینوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

پارلیمانی طرز حکومت میں کابینہ اجتماعی طور پر پارلیمنٹ کو جوابدہ ہوتا ہے۔ عدم اعتماد کا ووٹ حکومت کے خاتمہ اور وزیر اعظم اور کابینہ کے استعفیٰ کا باعث بن سکتا ہے۔ مضبوط پارٹی نظم وضبط پارلیمانی طرز حکومت کی عام طور پر ایک اہم خصوصیت ہے۔ پارٹی کے ارکان پارٹی کے حکم کے مطابق ووٹ دیتے ہیں۔ یہ یقینی بناتے ہیں کہ حکومت کو قانون سازی کے لیے ضروری حمایت حاصل ہے۔ پارلیمانی طرز حکومت میں پارلیمانی خود مختاری بھی ایک اہم خصوصیت ہے۔ پارلیمنٹ کو اعلیٰ اختیار حاصل ہے کہ وہ یہ قوانین بنا سکتا ہے، ترمیم کرسکتا ہے اور منسوخ

کر سکتا ہے اور بالآخر عاملہ کو جوابدہ بنا سکتا ہے۔ پارلیمانی طرز حکومت میں وہ کمی ہے جسے صدارتی طرز حکومت میں چیک اینڈ بیلنس کہتے ہیں۔ اس لئے پارلیمانی نظام زیادہ موثر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیاسی چپقلش ان میں تاخیر نہیں کر سکتی۔

اس تناظر میں حکومت سے مراد مملکت کے ایک ادارہ سے ہے کیونکہ یہ لوگوں کی مشترکہ فلاح بہبود کے لیے تشکیل کی جاتی ہے۔ اس لیے حکومت مملکت کے ایک ادارے کے طور پر ضروری ہے کیونکہ حکومت کے ذریعہ ہی مملکت کی مرضی کا احساس ہوتا ہے۔ حکومت مملکت کے تجرید یا احساس کو ٹھوس حقیقت میں بدل دیتی ہے۔ جسے دیکھا اور پہچانا جا سکتا ہے۔ یہ حکومت جو ایک ادارے کے طور پر کام کرتی ہے اور حکومت افراد کے تعلقات کو منظم کرتی ہے اور لوگوں کے بنیادی انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ شہریوں کو اندرونی عدم تحفظ اور بیرونی جارحیت سے تحفظ فراہم کرنا شامل ہے۔

مملکت ایک ادارے کے طور پر نمائندگی کرتی ہے جس کے ذریعہ ایک متعین علاقہ اور اس کی آبادی کو منظم کیا جاتا ہے۔ حکومت معاشرے کے منظم کام کو یقینی بنانے، پالیسیوں کو نافذ کرنے اور قانون کی حکمرانی کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جسے حکومت ایک ادارے کے طور پر خود مختار ہوتی ہے۔ یہ اختیار اسے قوانین بنانے اور نافذ کرنے، ٹیکس لگانے، انصاف کرنے، وسائل کا انتظام کرنے اور خارجہ امور کو چلانے کی اجازت دیتی ہے۔ اس اتھارٹی کی قانونی حیثیت عام طور پر حکومت کرنے والے کی رضامندی، ایک قانونی فریم ورک یا دستور، سے حاصل ہوتی ہے۔ مملکت میں ادارے کے طور پر حکومت کے کئی بنیادی فرائض ہیں۔ بشمول۔

- امن وامان: عوامی تحفظ کو برقرار رکھنا، قوانین کا نفاذ اور انصاف کو یقینی بنانا۔
- عوامی خدمات: تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، بنیادی ڈھانچہ اور سماجی بہبود جیسی خدمات فراہم کرنا۔
- قومی سلامتی: مملکت کو بیرونی خطرات سے بچانا۔
- اقتصادی انتظام: معیشت کو منظم کرنا اور اس کی مدد کرنا، عوامی فنڈز کا اہتمام کرنا۔
- نمائندگی اور شراکت: شہریوں کے ساتھ مشغول ہونا اور اس بات کو یقینی بنانا کہ حکمرانی کے عمل میں ان کی آواز سنی جائے۔

ادارے کے طور پر حکومت عوام کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے اور قوانین اور چیک اور بیلنس کے فریم ورک کے اندر کام کرتی ہے۔ یہ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ طاقت کسی فرد یا گروہ میں مرکوز نہیں ہوتی ہے بلکہ حکومتی اقدامات شفاف ہیں اور جانچ پڑتال کے تابع ہیں۔

حکومت، دیگر اداروں جیسے سیاسی جماعتوں، سول سوسائٹی کی تنظیموں اور اور بین الاقوامی اداروں کے ساتھ بات چیت کرتی ہے۔ یہ بات چیت اشارہ کرتے ہیں کہ حکومت کس طرح پالیسیاں بناتی ہے اور حسب ضروریات عالمی سطح پر مملکت کی نمائندگی کرتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حکومت، مملکت کے ایک ادارے کے طور پر کام کرتی ہے جس کے ذریعہ مملکت اپنے اختیار کا استعمال کرتی ہے۔ قوانین کو نافذ کرتی ہے عوام کی فلاح بہبود کا انتظام کرتی ہے۔ حکومت اختیارات کی جوابدہی کے ساتھ عوامی فلاح بہبود کا انتظام کرتی ہے۔

حکومت مطالعہ کے میدان کے طور پر (*Government as field of Study*)

مطالعہ کے طور پر حکومت کو انسانی کوششوں کی ایک شاخ کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو مملکت میں کام کرنے والے ایجنسیوں، اداروں اور طاقتوں کا مطالعہ کرتی ہے۔ پرائمری اسکولوں میں حکومت اور اعلیٰ اداروں میں پولیٹیکل سائنس یا سیاسیات کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔ مطالعہ کے ایک تعلیمی شعبہ کے طور پر حکومت کے ذیلی مضامین یا شعبہ بھی ہوتے ہیں جیسے کہ سیاسی نظریہ ،سیاسی معیشت، تقابلی حکومت بین الاقوامی تعلقات، نظم ونسق عامہ، عوامی پالیسی، مقامی حکومت، طریقہ کاراور تحقیق، اخلاقیات اور سیاسی فلسفہ اور دیگر مطالعہ کے شعبہ کے طور پر حکومت فرد کو منطقی استدلال سے متاثر کرتی ہے۔ یہ شہریوں کو حکمرانی کے فن میں فعال اور بامعنی شرکت کے لیے تیار کرتی ہے۔

مجموعی طور پر، حکومت ریاستی سطح پر سیاسی آلہ کار ہے جس میں مختلف سطحوں پر حکمرانی کا مطالعہ شامل ہے۔ جو مقامی سطح سے بین الاقوامی سطح تک کیا جاتا ہے جو معاشروں کے نظم ونسق پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ یہ حکومت کی نظریاتی بنیادوں اور عملی حقائق دونوں کے لئے بصیرت فراہم کرتا ہے۔

1.6 اکتسابی نتائج (*Learning Outcomes*)

اس اکائی میں ہم نے

- حکومت کے معنی و مفہوم کے بارے میں جانکاری حاصل کی۔
- حکومت کے اعضاء کا مطالعہ کیا۔
- حکومت کے اقسام یا نوعیت پر بحث کیا۔
- حکومت کی وسعت یا دائرہ کار کا مطالعہ کیا۔

1.7 کلیدی الفاظ (*Keywords*)

مرکزیت: واحد مرکز میں اختیارات کا استعمال۔

لامرکزیت: مرکزی اکائیوں کے عدم موجودگی۔

مطلق العنان: ایک ایسا ملک یا سیاسی نظام جس میں حکمراں کے پاس سارے اختیار ہوتے ہیں اور وہ انفرادی طور پر فیصلہ لیتے ہیں۔

عدالتی نظرثانی: پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے قانون کو جب اعلیٰ عدلیہ جائزہ لیتی ہے کہ یہ قانون دستور کے مطابق ہے یا نہیں۔

اختیار: حکم دینے اور نافذ کرنے کا حق۔

1.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

1.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ بادشاہت میں کتنے لوگ حکومت کرتے ہیں؟

(a) 1 (b) 2 (c) 3 (d) 4

2۔ ایک ایسے ملک کا نام بتائیں جہاں پارلیمانی طرز حکومت موجود ہے؟

(a) امریکہ (b) سعودی عرب (c) بھارت (d) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ کس طرز حکومت میں اختیارات مرکز اور اکائیوں میں تقسیم ہوتا ہے؟

(a) وحدانی حکومت (b) وفاقی حکومت (c) صدارتی حکومت (d) پارلیمانی حکومت

4۔ قانون سازی حکومت کے کس اعضاء کا کام ہے؟

(a) عاملہ (b) مقننہ (c) عدلیہ (d) یہ تمام سبھی

5۔ مندرجہ ذیل میں مستقل عاملہ کون ہیں؟

(a) دفتر شاہی (b) ایم ایل اے (c) وزراء (d) ایم پی

6۔ مندرجہ ذیل میں کون وراثتی عاملہ کی مثال ہے؟

(a) ہندوستان کا صدر (b) برطانیہ کی رانی (c) امریکہ کا صدر (d) ان میں سے کوئی نہیں

7۔ حکومت عام طور پر کتنے شاخوں پر مشتمل ہوتی ہے؟

(a) عاملہ (b) مقننہ (c) عدلیہ (d) یہ سبھی

8۔ ہندوستان کے دستور کا محافظ کون ہے؟

(a) عاملہ (b) مقننہ (c) عدلیہ (d) ان میں سے کوئی نہیں

9۔ کس حکومت نظام میں صدر کے پاس صرف رسمی اختیارات ہوتے ہیں؟

(a) صدارتی حکومت (b) پارلیمانی حکومت (c) دونوں میں (d) ان میں کوئی نہیں

10۔ کس حکومت میں صرف ایک ہی شہریت ہوتی ہے؟

(a) وحدانی حکومت (b) وفاقی حکومت (c) صدارتی حکومت (d) پارلیمانی حکومت

1.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات *(Short Answer Type Questions)*

1. حکومت کی تعریف بیان کیجئے۔
2. جمہوریت پر مختصر نوٹ لکھیے۔
3. بادشاہت کے معنی بیان کیجئے۔
4. وفاقی حکومت سے کیا مراد ہے؟
5. پارلیمانی حکومت اور صدارتی حکومت میں کیا فرق ہے۔

1.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات *(Long Answer Type Questions)*

1. حکومت کے اعضاء کو بیان کیجئے۔
2. مقننہ سے کیا مراد ہے؟ مقننہ کے فرائض بیان کیجئے۔
3. حکومت کی وسعت کی وضاحت کیجئے۔

معروضی سوالات کے جوابات:

۔1	(a)	۔2	(c)	۔3	(b)	۔4	(b)	۔5	(a)
۔6	(b)	۔7	(d)	۔8	(b)	۔9	(b)	۔10	(b)

اکائی 2—جدید حکومت کا ارتقاء

(The Evolution of Modern Government)

اکائی کے اجزا:

2.0 تمہید

2.1 مقاصد

2.2 حکومت کا مختصر تعارف

2.3 قدیم حکومتیں اور ان کے اثرات

2.4 قرون وسطی کی حکومت اور جاگیرداری

2.5 نشاۃ ثانیہ اور روشن خیالی کا دور

2.6 انقلابات کا دور

2.7 قومی مملکتوں اور جدید سیاسی نظاموں کا عروج

2.8 جدید نظریات اور حکومت کی شکلیں

2.9 عالمگیریت اور حکومت کا مستقبل

2.10 اکتسابی نتائج

2.11 کلیدی الفاظ

2.12 نمونہ امتحانی سوالات

2.12.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات

2.12.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات

2.12.3 طویل جوابات کے حامل سوالات

2.0 تمہید (Introduction)

عزیز طلبا،اس اکائی میں آپ جدید حکومت کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔ جدید حکومت کا ارتقاءایک پیچیدہ عمل ہے جو صدیوں پر محیط ہے، جس کی تشکیل فلسفیانہ نظریات،انقلابات، سیاسی نظریات اور عالمی اثرات سے ہوتی ہے۔ قدیم تہذیبوں میں حکمرانی کی ابتدائی شکلوں سے لے کر قومی مملکتوں کے عروج اور عصری جمہوری نظاموں کی ترقی تک، حکومت کا سفر نظم و نسق، انصاف اور آزادی کے لیے انسانیت کی جاری جدوجہد کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ یونٹ اہم تاریخی واقعات، بااثر مفکرین،اور آج کے حکومتی نظاموں پر جدید نظریات اور عالمگیریت کے اثرات کو اجاگر کرتے ہوئے اس کے ارتقاء کے اہم سنگ میلوں پر تفصیلی روشنی ڈالے گا۔ ان پیش رفتوں کو سمجھنے کے بعد، ہم جدید سیاسی اداروں کی بنیادوں اور عصری دنیامیں ان کو درپیش چیلنجوں کے بارے میں بصیرت حاصل کریں گے۔

2.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کوپڑھنے کے بعد، آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قدیم سے جدید دور تک حکومتی نظام کے تاریخی ارتقا کو سمجھیں گے۔
- عصری سیاسی ڈھانچے پر قدیم حکومتوں کی خصوصیات اور اثر ورسوخ کو جان سکیں گے۔
- جدید سیاسی فکر کی تشکیل میں نشاۃ ثانیہ اور روشن خیالی کے کردار کا جائزہ لے سکیں گے۔
- جدید حکومتوں کے ارتقاء میں انقلابات کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔
- قومی مملکتوں کے عروج اور جدید سیاسی نظام کی ترقی میں ان کے کردار کو سمجھیں گے۔
- جدید سیاسی نظریات اور حکومت کی شکلوں کا جائزہ لیں گے۔
- جدید حکومتوں پر عالمگیریت کے اثرات کی چھان بین کر سکیں اور مستقبل کی حکومتی تبدیلیوں پر قیاس آرائیاں کر سکیں گے۔

2.2 حکومت کا مختصر تعارف (A brief Introduction of Government)

حکومت،اپنی سادہ ترین شکل میں،ایک منظم نظام ہے جس کے ذریعے کسی کمیونٹی، معاشرے یا قوم پر حکومت کی جاتی ہے۔اس کا بنیادی مقصد قوانین کو نافذ کر کے نظم و نسق،انصاف کا قیام اور تحفظ فراہم کرنا ہے۔ ابتدائی قبائلی اسمبلیوں سے لے کر آج کی پیچیدہ قومی مملکتوں تک، حکومت کا تصور سماجی تبدیلیوں، تکنیکی ترقیوں،اور سیاسی نظریات کو بدلتے ہوئے، مسلسل تیار ہوا ہے۔

پوری عالمی تاریخ میں، حکومت کی مختلف شکلیں وجود میں آئی ہیں، جن میں بادشاہت اور اشرافیہ (Monarchies and Aristocracies) سے لے کر جمہوریت اور جمہوریہ (Democracies and Republic) شامل ہیں۔ ان نظاموں کو لوگوں کی ضروریات اور سیاسی رہنماؤں کے نظریات سے تشکیل دیا گیا تھا جنہوں نے طاقت،اختیار اور افراد کے حقوق میں توازن پیدا کرنے کی کوشش

کی۔ جدید حکومت کا ارتقاء صرف سیاسی تبدیلیوں کی کہانی نہیں ہے بلکہ فلسفیانہ اور نظریاتی پیشرفت بھی ہے جس نے ہمیں ایک نئی شکل عطا کی ہے تاکہ ہم اپنی زندگیوں میں طاقت، آزادی اور مملکت کے کردار کو سمجھ سکیں۔

2.3 قدیم حکومتیں اور ان کے اثرات *(Ancient Government and their Impact)*

جدید حکومت کی جڑیں مصر، میسوپوٹیمیا(Mesopotamia)، یونان اور روم کی قدیم تہذیبوں سے ملتی ہیں۔ یہ ابتدائی حکومتیں بڑی حد تک وسائل، دفاع اور قوانین کے نفاذ پر مرکزی کنٹرول کی ضرورت سے تشکیل دی گئیں۔ بہت سے معاملات میں، حکمران کے اختیار کو الٰہی طور(Divinely Ordained) پر سمجھا گیا تھا، مصر میں فرعون یا میسوپوٹیمیا میں بادشاہ نہ صرف سیاسی رہنما بلکہ مذہبی شخصیات کے طور پر بھی خدمات انجام دیتے تھے۔

سب سے زیادہ بااثر ابتدائی نظاموں میں سے ایک براہ راست جمہوریت(Direct Democracy) تھی جو قدیم یونان میں، خاص طور پر ایتھنز میں رائج تھی۔ اس نظام نے مرد شہریوں کو فیصلہ سازی، قوانین کی تشکیل اور حکمرانی میں براہ راست حصہ لینے کی اجازت دی۔ اگرچہ دائرہ کار میں محدود—خواتین، غلاموں اور غیر شہریوں کو چھوڑ کر ایتھنز ماڈل نے شہریوں کی شرکت کا بنیادی خیال متعارف کرایا، جس نے بعد میں جدید جمہوری حکومتوں کو متاثر کیا۔

دوسری طرف، رومن ریپبلک نے منتخب نمائندوں، سینیٹ، اور چیک اینڈ بیلنس کے نظام کے ساتھ گورننس کی ایک زیادہ منظم شکل متعارف کرائی۔ رومن قانون، جو بارہ میزوں جیسی دستاویزات میں کوڈ شدہ ہے، قانون کی حکمرانی اور قانونی طریقہ کار کی اہمیت پر زور دیتا ہے، ایسے تصورات جو جدید طرز حکمرانی میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ رومن سلطنت میں جمہوریہ کے زوال نے مطلق العنانیت کی طرف ایک تبدیلی کی نشاندہی کی، لیکن جمہوریہ کے نظریات اور اختیارات کی علیحدگی نے بعد میں نشاۃ ثانیہ اور روشن خیالی کے ادوار میں سیاسی مفکرین کو متاثر کیا۔

قدیم حکومتوں نے، اپنے مختلف ڈھانچے اور فلسفوں کے ساتھ، اہم سیاسی تصورات جیسے جمہوریت، شہریت، قانون کی حکمرانی، اور اختیارات کی علیحدگی کی بنیاد رکھی۔ یہ تصورات، اگرچہ وقت کی رفتار کے ساتھ رفتہ رفتہ وجود میں آئے لیکن دنیا بھر کی جدید حکومتوں پر اثرانداز ہوتے رہتے ہیں۔

2.4 قرون وسطیٰ کی حکومت اور جاگیرداری *(Medieval Government and Feudalism)*

رومی سلطنت کے خاتمے کے بعد، یورپ قرون وسطیٰ کے دور میں داخل ہوا، یہ ایک ایسا وقت تھا کہ جس میں طاقت کی غیر مرکزیت اور جاگیرداری کا عروج تھا۔ جاگیرداری ایک درجہ بندی کا نظام تھا جہاں زمین، دولت اور اقتدار کا بنیادی ذریعہ تھی، اور حکمرانی آقاؤں اور جاگیرداروں کے درمیان باہمی تعلقات پر مبنی تھی۔ بادشاہ، اس نظام کے سب سے اوپر، فوجی خدمات کے عوض رئیسوں کو زمین دیتا تھا، جبکہ کسان تحفظ کے بدلے زمین پر کام کرتے تھے۔

جاگیر دارانہ حکومتیں بہت زیادہ مقامی تھیں، ہر جاگیر دار اپنے اپنے علاقے پر کنٹرول رکھتا تھا۔ اس لامرکزیت کا نتیجہ اکثر کمزور مرکزی اتھارٹی کی صورت میں نکلتا تھا، بادشاہ اقتدار کو برقرار رکھنے کے لیے اپنے رئیسوں اور جاگیر داروں کی وفاداری اور حمایت پر بہت زیادہ انحصار کرتے تھے۔ جاگیر دارانہ طرز حکمرانی کی بکھری نوعیت نے مضبوط، متحد مملکتوں کی ترقی کو محدود کر دیا، اور بادشاہوں اور ان کے جاگیر داروں کے درمیان مسلسل اقتدار کی کشمکش کا باعث بنی۔

قرون وسطیٰ کی حکومت کی ایک اہم خصوصیت چرچ اور مملکت کے درمیان جڑے ہوئے تعلقات تھے۔ کیتھولک چرچ، پورے یورپ میں وسیع تنظیمی ڈھانچے والے چند اداروں میں سے ایک ہونے کے ناطے سیاسی معاملات پر کافی اثر ورسوخ رکھتا تھا۔ بادشاہوں اور حکمرانوں نے اکثر اپنی حکمرانی کو قانونی حیثیت دینے کے لیے چرچ کی مدد حاصل کی، جب کہ چرچ خود ایک طاقتور سیاسی ادارہ بن گیا، جو بادشاہوں کو متاثر کرنے یا یہاں تک کہ معزول کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ سیکولر اور کلیسائی طاقت کے درمیان اس تناؤ نے قرون وسطیٰ کی سیاست کو زیادہ واضح شکل عطا کی۔

جیسے جیسے قرون وسطیٰ نے ترقی کی، جاگیر دارانہ نظام کئی بڑے عوامل کی وجہ سے کمزور اور زوال پذیر ہونا شروع ہوا۔ شہروں اور تجارت کی ترقی نے اقتصادی طاقت کو زمین پر مبنی دولت سے دور کر دیا۔ مضبوط، طاقتور مرکزی بادشاہت کے ارتقا، خاص طور پر برطانیہ اور فرانس میں؛ اور پیشہ ورانہ فوجوں کے عروج، نے جاگیر دارانہ محصولات کی ضرورت کو کم کر دیا۔ جاگیر داری کے زوال اور مرکزی بادشاہت کی ترقی نے جدید مملکت کے ارتقاء کی منزلیں طے کیں، جہاں مرکزی اختیار اور قومی شناخت نے اپنی گرفت مظبوط کی۔

قرون وسطیٰ کی حکومت، اپنے لامرکزی جاگیر دارانہ ڈھانچے اور مضبوط چرچ۔مملکت تعلقات کے ساتھ، سیاسی ترقی کے ایک اہم مرحلے کی نمائندگی کرتی تھی۔ جاگیر داری سے حکمرانی کی مضبوط مرکزی شکلوں میں منتقلی جدید قومی مملکتی نظام کے حتمی ظہور میں ایک اہم قدم تھا۔

2.5 نشاۃ ثانیہ اور روشن خیالی کا دور *(The Renaissance and Enlightenment Era)*

14ویں صدی میں شروع ہونے والا نشاۃ ثانیہ یورپ میں عظیم ثقافتی اور فکری بیداری کا دور تھا۔ اس نے مذہب اور جاگیر داری سے توجہ ہٹاتے ہوئے سیاسی نظریات میں اہم تبدیلیاں لائی ہیں۔ اس دور نے نئے تصورات متعارف کرائے جیسے ہیومنزم، انفرادی حقوق، اور حکمرانی کی نئی شکلیں۔ مفکرین نے اس دیرینہ عقیدے کو چیلنج کرنا شروع کر دیا کہ بادشاہوں کے پاس الٰہی اختیار اور مطلق طاقت ہے۔ اس سوال نے روشن خیالی کے دوران اور بھی زیادہ بنیاد پرست نظریات کی بنیاد رکھی، جس سے سیاست اور معاشرے میں گہری تبدیلیوں کی راہ ہموار ہوئی۔

روشن خیالی، جو 17ویں اور 18ویں صدیوں میں ابھری تھی، وہ جدید حکومت کے ارتقا میں ایک تبدیلی کا دور تھا۔ روشن خیال مفکرین جیسے تھامس ہابز، جان لاک، جین جیک روسو، اور بیرن ڈی مونٹیسکو نے حکومت کی نوعیت، سماجی معاہدے اور افراد کے حقوق کے بارے میں انقلابی نظریات متعارف کرائے تھے۔ ان فلسفیوں نے مطلق العنان بادشاہتوں کے جواز پر سوال اٹھایا اور نئے نظام تجویز کیے جہاں اقتدار حکمرانوں کی رضامندی سے حاصل کیا جائے گا۔ ان کے کچھ افکار مختصراً مندرجہ ذیل ہیں:

- تھامس ہابز نے اپنی تصنیف '*Leviathan*' میں دلیل دی ہے کہ معاشرے کو افراتفری کی طرف جانے سے روکنے کے لیے ایک طاقتور خود مختار حکومت ہونا ضروری ہے۔ تاہم، ان کے خیالات کو جان لاک نے چیلنج کیا، جنہیں جدید سیاسی نظریہ میں سب سے زیادہ بااثر شخصیات میں شمار کیا جاتا ہے۔ لاک نے دلیل دی کہ افراد کو زندگی، آزادی اور جائیداد کے فطری حقوق حاصل ہیں اور حکومت کا مقصد ان حقوق کی حفاظت کرنا ہے۔ ان کے خیالات نے جدید لبرل جمہوریت کی بنیاد رکھی اور محدود حکومت، قانون کی حکمرانی اور انفرادی آزادیوں کے تحفظ پر زور دیا۔
- جین جیک روسو نے سماجی معاہدے کا تصور متعارف کرایا، جہاں لوگ اجتماعی طور پر تحفظ اور مشترکہ بھلائی کے بدلے حکومت کرنے پر متفق ہوتے ہیں۔ روسو کا عوامی خود مختاری پر یقین، جہاں عوام طاقت کا حتمی ذریعہ ہے، جس نے بعد میں آنے والی انقلابی تحریکوں کو براہ راست متاثر کیا۔ مونٹیسکوئیو نے ' اختیارات کی علیحدگی' کے خیال میں تعاون کیا، انہوں نے ایک ایسے نظام کی وکالت کی جہاں حکومت کی عاملہ، قانون سازی اور عدالتی شاخیں الگ الگ ہوں تاکہ کسی ایک شاخ کو زیادہ طاقتور بننے سے روکا جا سکے۔

روشن خیالی کے ان نظریات نے جدید جمہوری نظاموں کی تشکیل پر گہرا اثر ڈالا۔ انہوں نے امریکی اور فرانسیسی انقلابات سمیت بڑے سیاسی انقلابات پر براہ راست اثر ڈالا، اور ایسے دستور کے مسودے کو تیار کیا جس میں عوامی خود مختاری، قانون کی حکمرانی اور انفرادی حقوق پر زور دیا گیا تھا۔ اس طرح روشن خیالی کا دور جدید حکومت کے ارتقاء میں ایک اہم لمحہ کی نشاندہی کرتا ہے، مطلق بادشاہتوں سے ہٹ کر آزادی، مساوات اور انصاف کے اصولوں پر مبنی زیادہ جمہوری اور نمائندہ طرز حکمرانی کی طرف بڑھتا ہے۔

نشاۃ ثانیہ اور روشن خیالی نے پرانے نظام کو چیلنج کیا اور ایسے نظریات متعارف کروائے جو آج بھی جدید حکومتوں کو تشکیل دیتے ہیں۔ سماجی معاہدہ، قدرتی حقوق، اور اختیارات کی علیحدگی جیسے تصورات 18ویں اور 19ویں صدی میں ابھرنے والے سیاسی نظاموں کی بنیاد بن گئے، جو دنیا بھر میں دستوری جمہوریتوں کی بنیاد بنے۔

2.6 انقلابات کا دور *(The Age of Revolutions)*

انقلابات کا دور، جس کا دائرہ 17ویں صدی کے آخر سے 19ویں صدی تک چلا، جدید حکومت کے ارتقاء کا ایک اہم دور تھا۔ اس وقت کے دوران، سیاسی اتھل پتھل اور انقلابات کے ایک سلسلے نے دنیا بھر میں حکومتوں کے ڈھانچے کو بنیادی طور پر تبدیل کر دیا، جس کے نتیجے میں جمہوری نظریات، دستوری طرز کی حکمرانی، اور مطلق العنان بادشاہتوں کو مسترد کر دیا گیا۔ اس دور میں سب سے اہم اور شاندار انقلاب، امریکی انقلاب اور فرانسیسی انقلاب تھے، جن میں سے ہر ایک نے جدید سیاسی فکر کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔

شاندار انقلاب (1688) (The Glorious Revolution)

برطانیہ میں شاندار انقلاب بنا کسی خون خرابہ والی بغاوت تھی جس کی وجہ سے دستوری بادشاہت قائم ہوئی۔ جب کنگ جیمز II کا تختہ الٹ دیا گیا اور ان کی جگہ ولیم III اور میری دوم نے لے لی، انقلاب نے بادشاہ کی مطلق طاقت کا خاتمہ کیا۔ 1689 میں انگلش بل آف رائٹس کی منظوری کے بعد، بادشاہت قانون کے ذریعے محدود ہو گئی، اور پارلیمنٹ مرکزی گورننگ باڈی بن گئی۔ یہ پیش رفت اس لیے اہم تھی کہ اس نے کسی ایک حکمران کی خواہش پر نہیں بلکہ قوانین پر مبنی حکومت کا نظریہ پیش کیا اور پارلیمانی نظام کی بنیاد رکھی جس نے بہت سے ممالک کو متاثر کیا۔

امریکی انقلاب (1775-1783) (The American Revolution)

امریکی انقلاب جدید حکومت کی تاریخ میں ایک اہم واقعہ تھا۔ امریکہ میں نوآبادیات نے برطانوی حکمرانی کے خلاف بغاوت کی، جس کی بڑی وجہ ان کی نمائندگی اور رضامندی کے بغیر ٹیکس لگانا اور کچھ دیگر ناانصافیاں تھیں۔ انقلاب کے نتیجے میں مملکت ہائے متحدہ امریکہ کی تشکیل ہوئی، جو جمہوریت اور آزادی کے اصولوں پر قائم ہونے والی پہلی مملکت تھی۔ امریکی دستور، جو 1787 میں اپنایا گیا تھا، میں عوامی خود مختاری، اختیارات کی علیحدگی اور انفرادی حقوق کے تحفظ کے تصورات کو شامل کیا گیا تھا۔ اس بے مثال جمہوری نظام نے ایک عالمی ماڈل کے طور پر کام کیا، جس نے یہ ظاہر کیا کہ موثر جمہوریت روایتی بادشاہتوں سے بالاتر ہو سکتی ہے۔ متنوع اور پیچیدہ معاشرے میں ترقی کی منازل طے کر کے یہ ثابت کر دیا کہ جمہوری طرز حکمرانی کے ذریعے اتحاد اور استحکام کو برقرار رکھا جا سکتا ہے اور یہ روایتی یورپی بادشاہتوں سے باہر اور متنوع سماجی تناظر میں پروان چڑھ سکتی ہے۔

فرانسیسی انقلاب (1789-1799) (The French Revolution)

فرانسیسی انقلاب جدید تاریخ کے اہم ترین سیاسی واقعات میں سے ایک تھا۔ اس نے بادشاہت کا تختہ الٹ دیا، جاگیردارانہ نظام کو ختم کیا، جہاں کسانوں کو حکمران کنٹرول کرتے تھے، اور "Liberty, Equality, Fraternity" (آزادی، مساوات، بھائی چارے) کے اصولوں پر مبنی جمہوریت قائم کی۔ امریکی انقلاب کے برعکس، فرانسیسی انقلاب نے بڑے پیمانے پر تشدد اور سیاسی عدم استحکام دیکھا، جس میں دہشت گردی کا دور بھی شامل ہے۔ تاہم، مقبول خود مختاری، سماجی مساوات، اور اشرافیہ کے مراعات کے خاتمے کے اس کے نظریات پورے یورپ اور اس سے باہر گونجتے رہے، سیاسی اور سماجی اصلاحات کے لیے مستقبل کی تحریکوں کو متاثر کرتے رہے۔

فرانسیسی انقلاب نے نپولین بوناپارٹ کے عروج میں بھی تعاون کیا، جس نے ابتدا میں انقلاب کے نظریات کی حمایت کی لیکن آخر کار شہنشاہ بن گیا۔ اس کے باوجود، اس کی قانونی اصلاحات، جسے نپولین کوڈ کے نام سے جانا جاتا ہے، قانون کی حکمرانی، قانون کے سامنے مساوات، اور جائیداد کے حقوق کے تحفظ کو قائم کر کے پورے یورپ میں قانونی نظام کو جدید بنایا۔

انقلابات کے اثرات (*Impact of the Revolutions*)

انقلابات کے دور نے مطلق العنان بادشاہتوں کے زوال اور دستوری حکومتوں کے عروج کو تقویت فراہم کی۔ اس نے یہ اصول بھی قائم کیا کہ حکومتوں کو عوام کے سامنے جوابدہ ہونا چاہیے، یہ خیال پورے یورپ اور امریکہ میں پھیلا۔ ان انقلابات نے دوسری قوموں کو جمہوری اصلاحات پر عمل کرنے کی ترغیب دی، جس کے نتیجے میں دنیا بھر کے ممالک میں نمائندہ نظام حکومت کو بتدریج اپنایا گیا۔

ان انقلابات کے اثرات صرف سیاسی میدان تک محدود نہیں تھے۔ انہوں نے سماجی اور اقتصادی تبدیلیوں کو بھی متحرک کیا، روایتی درجہ بندی کو چیلنج کیا اور تمام شہریوں کے لیے مساوی حقوق اور مواقع کے تصور کو فروغ دیا۔ انقلاب کے زمانے میں پیدا ہونے والے نظریات نے جدید جمہوریتوں کی بنیاد رکھی، جہاں اقتدار عوام کی رضامندی سے حاصل کیا جاتا ہے، اور حکومت افراد کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے موجود ہے۔

مختصراً، انقلابات کا دور ایک تبدیلی کا دور تھا جس نے حکمرانی کے جدید اصول متعارف کروائے، جن میں دستور پرستی، نمائندہ جمہوریت اور انفرادی حقوق کا تحفظ شامل ہے۔ ان انقلابات نے معاشروں میں حکومت کے کردار کو دیکھنے کے انداز کو بنیادی طور پر تبدیل کر دیا، جدید سیاسی منظر نامے کو تشکیل دیا، اور دنیا بھر میں جمہوری تحریکوں کو متاثر کرنا جاری رکھا۔

2.7 قومی مملکتوں اور جدید سیاسی نظاموں کا عروج

(Rise of Nation-States and Modern Political Systems)

انقلابات کے دور کے بعد، 19ویں اور 20ویں صدیوں میں قومی مملکتوں کا عروج اور جدید سیاسی نظاموں کا قیام دیکھا گیا۔ قومی مملکت ایک خود مختار ادارہ ہے جہاں سیاسی اور ثقافتی سرحدیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں، قومی شناخت اور مرکزی اختیار کے احساس کو فروغ دیتی ہیں۔ قومی مملکتوں کی ترقی کو قوم پرستی کے فروغ سے تقویت ملی، جس نے آبادی کے درمیان مشترکہ زبان، ثقافت اور تاریخ کی اہمیت پر زور دیا۔

اس عرصے کے دوران، بہت سے یورپی ممالک، جیسے فرانس، اٹلی، اور جرمنی، بکھری ہوئی سلطنتوں یا سلطنتوں سے متحد قومی مملکتوں میں منتقل ہوئے۔ یہ اکثر مرکزی حکومتوں میں طاقت کے استحکام کے ساتھ ہوتا ہے، جس نے تیزی سے پیچیدہ معاشروں کو سنبھالنے میں مدد کی۔ حاکمیت کا تصور بادشاہوں یا بیرونی طاقتوں کے بجائے قوم کے لوگوں سے وابستہ ہو گیا۔

نمائندہ جمہوریتیں پروان چڑھنے لگیں، جہاں منتخب عہدیدار عوام کی طرف سے حکومت کرتے تھے۔ حکمرانی کے نظام خاص طور پر پارلیمانی (مثال کے طور پر، برطانیہ) اور صدارتی (مثلاً، امریکہ) نظاموں کی شکل میں تیار ہوئے۔ پارلیمانی نظام میں، ایگزیکٹو کو مقننہ سے تیار کیا جاتا ہے، جبکہ صدارتی نظام میں، ایگزیکٹو اور مقننہ الگ الگ اختیارات کے ساتھ الگ الگ ادارے ہوتے ہیں۔

19ویں صدی میں دستوری حکومتوں کا پھیلاؤ بھی دیکھا گیا، جہاں تحریری دستور نے حکومتی طاقت کو محدود کیا اور انفرادی حقوق کا تحفظ کیا۔ ان پیش رفتوں نے قانون کی حکمرانی قائم کرنے میں مدد کی اور اختیارات کی علیحدگی کو تقویت بخشی، چیک اینڈ بیلنس کے نظام کو یقینی بنایا جو طاقت کے غلط استعمال کو روکتا ہے۔

قومی مملکتوں اور جدید سیاسی نظاموں کے عروج نے قومی شناخت، جمہوری نمائندگی اور شہریوں کے لیے قانونی تحفظات پر مبنی طرز حکمرانی کی طرف ایک اہم تبدیلی کی نشاندہی کی، جس نے ان حکومتوں کی بنیاد رکھی جو آج ہم دیکھتے ہیں۔

2.8 جدید نظریات اور حکومت کی شکلیں *(Modern Ideologies and Forms of Government)*

بیسویں صدی میں مختلف سیاسی نظریات کا ظہور ہوا، جس نے جدید طرز کی حکمرانی جیسے جمہوریت، اشتراکیت، اشتمالیت اور فسطائیت کو تشکیل دیا۔ ان نظریات نے معاشرے کی تنظیم، مملکت کے کردار، اور افراد کے حقوق کے بارے میں الگ تصورات پیش کیے تھے۔

جمہوریت، خاص طور پر لبرل جمہوریت، حکومت کی غالب شکل بن گئی، جو انفرادی حقوق، سیاسی آزادیوں، اور قانون کی حکمرانی پر زور دیتی ہے۔ جمہوریتوں میں عام طور پر آزاد انتخابات، متعدد سیاسی جماعتیں، اور جوابدہ حکومتیں ہوتی ہیں۔

اشتراکیت معاشی اور سماجی مساوات کی وکالت کرتی ہے، منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانے کے لیے حکومتی کنڑول یا وسائل اور صنعتوں کے ضابطے پر زور دیتی ہے۔ جب کہ کچھ ممالک نے جمہوری اشتراکیت کو اپنایا، جہاں اشتراکیت جمہوری اداروں کے ساتھ ایک ساتھ رہتا ہے، دوسروں نے اشتمالیت کا راستہ اختیار کیا۔

مارکسسٹ–لیننسٹ نظریے کی بنیاد پر، اشتمالیت کا ہدف ایک طبقاتی معاشرہ تشکیل دینا ہے جہاں تمام جائیدادیں اجتماعی طور پر ملکیت میں ہوں۔ سوویت یونین اور چین کمیونسٹ حکومتوں کی اہم مثالیں تھیں، حالانکہ دونوں نے محدود سیاسی آزادیوں کے ساتھ آمرانہ حکمرانی کا تجربہ کیا۔

دوسری طرف فسطائیت ایک انتہائی دائیں بازو کا نظریہ ہے جو انتہائی قوم پرستی، آمرانہ قیادت، اور مخالفت کو دبانے پر زور دیتا ہے۔ یہ جمہوریت کو مسترد کرتا ہے اور ایک مرکزی، آمرانہ حکومت کو فروغ دیتا ہے، جیسا کہ نازی جرمنی اور مسولینی کے اٹلی میں دیکھا گیا ہے۔

جدید دنیا میں، مختلف ممالک حکومت کی مختلف شکلیں اپناتے ہیں، اکثر ان نظریات کے عناصر کو یکجا کرتے ہیں۔ جب کہ جمہوری طرز حکمرانی کا رقبہ وسیع ہے، آمریت، عوامیت اور سیاسی عدم استحکام جیسے چیلنجز عالمی سیاست پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ ان نظریات کا ان سے متعلقہ حکومتوں نے عصری سیاسی منظر نامے کو کافی حد تک تشکیل دیا ہے۔

2.9 عالمگیریت اور حکومت کا مستقبل *(Globalization and the Future of Government)*

عالمگیریت، تجارت، مواصلات، ٹیکنالوجی، اور ہجرت کے ذریعے ممالک کے بڑھتے ہوئے باہمی ربط نے جدید حکومتوں کو نمایاں طور پر متاثر کیا ہے۔ جیسے جیسے معیشتیں اور معاشرے زیادہ مربوط ہوتے جاتے ہیں، حکومتوں کو بین الاقوامی تعلقات، اقتصادی پالیسی، اور گھریلو حکمرانی کے انتظام میں نئے چیلنجوں اور مواقع کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اقتصادی عالمگیریت، ملٹی نیشنل کارپوریشنز، بین الاقوامی تجارتی معاہدوں، اور عالمی مالیاتی اداروں جیسے عالمی بینک اور انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ (IMF) کے عروج کا باعث بنی ہے، جو حکومتوں کے اپنی معیشتوں کو منظم کرنے کے طریقے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جہاں عالمگیریت نے اقتصادی ترقی اور اختراع کو آگے بڑھایا ہے، وہیں اس نے عدم مساوات، ملازمت کی نقل مکانی، اور قومی خود مختاری کے بارے میں بھی خدشات کو جنم دیا ہے۔

سیاسی عالمگیریت کے نتیجے میں اقوام متحدہ (UN) اور یورپی یونین (EU) جیسی بین الاقوامی تنظیموں کا ظہور ہوا ہے، جو ماحولیاتی تبدیلی، انسانی حقوق اور سلامتی جیسے عالمی مسائل پر تعاون کو فروغ دیتے ہیں۔ حکومتیں اب ایک بین الاقوامی نظام میں کام کرتی ہیں جہاں عالمی سطح پر کیے جانے والے فیصلے ملکی پالیسیوں کو متاثر کر سکتے ہیں، جس سے قومی مفادات اور عالمی ذمہ داریوں کے درمیان توازن پیدا ہوتا ہے۔

ترقی کی رفتار کو دیکھتے ہوئے، حکومت کا مستقبل مصنوعی ذہانت، ڈیجیٹل گورننس اور سائبر سیکیورٹی سمیت تکنیکی ترقی جیسے رجحانات سے تشکیل پائے گا۔ حکومتوں کو تیزی سے ترقی پذیر ٹیکنالوجیز کو اپنانے کی ضرورت ہوگی جو خدمات فراہم کرنے، شہریوں کے ساتھ مشغولیت اور قومی سلامتی کے تحفظ کے طریقے کو تبدیل کریں گے۔

مزید برآں، ماحولیاتی تبدیلی، نقل مکانی، اور عالمی وبائی امراض جیسے چیلنجوں کے لیے حکومتوں کو سرحدوں کے پار تعاون کرنے کی ضرورت ہے، جس سے عالمی بحرانوں سے نمٹنے کے لیے مضبوط بین الاقوامی گورننس اور پالیسیوں کی ضرورت ہوگی۔

مختصراً، عالمگیریت نے حکومتوں کے کام کرنے کے طریقے کو تبدیل کر دیا ہے، جس سے انہیں عالمی اور گھریلو دونوں طرح کے خدشات کو حل کرتے ہوئے پیچیدہ بین الاقوامی تعلقات کو نیویگیٹ کرنے کی ضرورت ہے۔ مستقبل میں، حکومتوں کو اپنے ملک کی خود مختاری کو برقرار رکھنے اور بین الاقوامی سطح پر تعاون کے درمیان توازن قائم کرنے کی ضرورت ہوگی۔ انہیں وہیں تیز رفتار تکنیکی ترقیوں اور سماجی تبدیلیوں کے ساتھ بھی مطابقت پیدا کرنا ہوگی تاکہ تیزی سے ایک دوسرے سے جڑی ہوئی دنیا کی ضروریات کو مؤثر طریقے سے پورا کیا جا سکے۔ یہ توازن حکومتوں کو عالمی اور مقامی خدشات کا مؤثر طریقے سے انتظام کرنے کے قابل بنائے گا، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ وہ تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں اپنے شہریوں کی ابھرتی ہوئی ضروریات کو پورا کریں۔

2.10 اکتسابی نتائج *(Learning Outcomes)*

اس اکائی میں ہم نے جدید حکومت کے ارتقاء کے متعلق مندرجہ ذیل نکات سیکھے :

- قدیم سے جدید دور تک حکومتی نظام کا تاریخی ارتقا۔
- عصری سیاسی ڈھانچے پر قدیم حکومتوں کی خصوصیات اور ان کا اثر ورسوخ۔
- جدید سیاسی فکر کی تشکیل میں نشاۃ ثانیہ اور روشن خیالی کا کردار۔
- جدید حکومتوں کے ارتقاء میں انقلابات کی اہمیت۔
- قومی مملکتوں کے عروج اور جدید سیاسی نظام کی ترقی میں ان کا کردار۔
- جدید سیاسی نظریات اور حکومت کی شکلوں کا جائزہ۔
- جدید حکومتوں پر عالمگیریت کے اثرات اور مستقبل میں ممکنہ حکومتی تبدیلیاں۔

2.11 کلیدی الفاظ *(Keywords)*

دستوری بادشاہت: حکومت کا ایک نظام جس میں ایک بادشاہ (بادشاہ یا ملکہ) تحریری یا غیر تحریری دستور کے پیرامیٹرز کے اندر مملکت کے سربراہ کے طور پر کام کرتا ہے، جس میں زیادہ تر سیاسی طاقت منتخب نمائندوں کے پاس ہوتی ہے۔

لبرل ڈیموکریسی: حکومت کی ایک شکل جہاں منتخب نمائندے ایسے قوانین کے مطابق حکومت کرتے ہیں جو انفرادی آزادیوں، حقوق کا تحفظ کرتے ہیں اور منصفانہ انتخابات اور قانون کی حکمرانی کے ساتھ برابری کو یقینی بناتے ہیں۔

عالمگیریت: تجارت، مواصلات، اور ٹیکنالوجی میں پیشرفت کی وجہ سے دنیا کی منڈیوں، ثقافتوں، اور سیاسی نظاموں کے باہمی ربط اور باہمی انحصار میں اضافہ کا عمل۔

قانون کی حکمرانی: یہ اصول کہ تمام افراد اور ادارے بشمول حکومتیں، ان قوانین کے سامنے جوابدہ ہیں جو منصفانہ طور پر لاگو اور نافذ ہوتے ہیں، قانون کے سامنے مساوات کو یقینی بناتے ہیں۔

بارہ میزیں: رومن قانون کا پہلا تحریری ضابطہ تھا، جو تقریباً 450 قبل مسیح میں تمام رومن شہریوں کے لیے قانونی شفافیت اور مساوات فراہم کرنے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔

2.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

2.12.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ تھامس ہوبز نے اپنی تصنیف "لیوایتھن" میں درج ذیل میں سے کون سا تصور متعارف کرایا؟

(a) اختیارات کی علیحدگی (b) سماجی معاہدہ

(c) فطری حقوق (d) بادشاہوں کا الٰہی حق

2۔ 'شاندار انقلاب' انگلستان میں کس طرز حکومت کے قیام کا باعث بنا؟

(a) مطلق بادشاہت (b) دستوری بادشاہت

(c) جمہوریہ (d) سوشلسٹ معیشت

3۔ امریکی انقلاب کا اہم نتیجہ کیا تھا؟

(a) کمیونسٹ مملکت کا قیام (b) امریکی دستور کو اپنانا

(c) برطانوی سلطنت کی توسیع (d) روشن خیالی کا خاتمہ

4۔ کون سا نظریہ انتہائی قوم پرستی اور آمرانہ قیادت پر زور دیتا ہے؟

(a) لبرل ازم (b) اشتراکیت

(c) اشتمالیت (d) فسطائیت

5۔ *Montesquieu* نے اپنی تحریروں میں کس اصول کی وکالت کی؟

(a) بادشاہت کی بالادستی (b) مقبول خود مختاری

(c) اختیارات کی علیحدگی (d) اجتماعیت

6۔ "*Liberty, Equality, Fraternity*" کس انقلاب سے متصف ہے؟

(a) شاندار انقلاب (b) امریکی انقلاب

(c) فرانس انقلاب (d) صنعتی انقلاب

7۔جدید حکومتوں پر عالمگیریت کا کیا اہم اثر ہوا؟

(*a*) بین الاقوامی تجارت میں کمی (*b*) قومی خود مختاری کو مضبوط بنایا

(*c*) اقوام کے درمیان باہمی انحصار میں اضافہ (*d*) تکنیکی ترقی میں کمی

8۔مندرجہ ذیل میں سے کون سا عام طور پر لبرل جمہوریت کی خصوصیت نہیں ہے؟

(*a*) آزاد انتخابات (*b*) محدود حکومت

(*c*) آمرانہ حکومت (*d*) انفرادی حقوق کا تحفظ

9۔اشتراکیت کا بنیادی مقصد کیا تھا؟

(*a*) انفرادی آزادی سب سے بڑھ کر (*b*) معاشی اور سماجی مساوات

(*c*) قوم پرستی کا فروغ (*d*) تھیوکریسی کا قیام

10۔روشن خیالی نے جدید حکمرانی کو کس طرح متاثر کیا؟

(*a*) اس نے بادشاہوں کی مطلق طاقت کو تقویت دی۔

(*b*) اس نے حقوق، حکومت اور فرد کے کردار کے بارے میں خیالات متعارف کرائے ہیں

(*c*) اس کی وجہ سے خواندگی میں کمی آئی۔

(*d*) اس نے سیاسی مباحث کی حوصلہ شکنی کی۔

2.12.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (*Short Answer Type Questions*)

1. برطانیہ میں شاندار انقلاب کا اہم نتیجہ کیا تھا؟ بیان کیجیے۔
2. امریکی انقلاب کے بعد سب سے پہلے کون سا سیاسی نظام قائم ہوا؟
3. حکومت پر مونٹیسکوئیو کے نظریہ کا بنیادی اصول کیا ہے؟ قلم بند کیجیے۔
4. جدید حکومت کے ارتقا میں روشن خیالی نے کیا کردار ادا کیا؟ بتائے۔
5. عالمگیریت نے جدید حکومتوں کو کیسے متاثر کیا ہے؟ مختصر روشنی ڈالیئے۔

2.12.3 طویل جوابات کے حامل سوالات *(Long Answer Type Questions)*

1. جدید سیاسی نظاموں پر ہابز، لاک اور مونٹیسکو ئیو کے اثر کی وضاحت کیجئے، اور واضح کیجئے کہ ان کے خیالات نے دستوری جمہوریتوں کو کس طرح تشکیل دیا۔
2. 19ویں اور 20ویں صدی میں قومی مملکتوں کے عروج اور جدید سیاسی نظاموں کی تشکیل کا تجزیہ کیجئے۔
3. 20ویں صدی میں حکومتی نظام کے ارتقا پر جمہوریت، اشتراکیت، اشتمالیت، اور فسطائیت جیسے جدید سیاسی نظریات کے اثرات کا جائزہ لیجئے۔

معروضی سوالات کے جوابات:

(c)	5۔	*(d)*	4۔	*(b)*	3۔	*(a)*	2۔	*(b)*	1۔
(b)	10۔	*(b)*	9۔	*(c)*	8۔	*(c)*	7۔	*(c)*	6۔

اکائی 3– قومی مملکت کا تصور

(Nation State Concept)

اکائی کے اجزا:

3.0		تمہید
3.1		مقاصد
3.2		قوم کیا ہے
3.3		مملکت کیا ہے
	3.3.1	مملکت کی خصوصیات
	3.3.2	مملکت کے پہلو
3.4		مملکت اور قوم کے درمیان اہم فرق
3.5		قومی مملکت
	3.5.1	اصل
	3.5.2	قومی مملکت کی ترقی
	3.5.3	جدید قومی مملکت
3.6		اکتسابی نتائج
3.7		کلیدی الفاظ
3.8		نمونہ امتحانی سوالات
	3.8.1	معروضی جوابات کے حامل سوالات
	3.8.2	مختصر جوابات کے حامل سوالات
	3.8.3	طویل جوابات کے حامل سوالات

3.0 تمہید (Introduction)

عزیز طلبا، اس اکائی میں آپ قومی مملکت کے تصور کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔ قومی مملکت ایک سیاسی اکائی ہے جہاں مملکت، ایک مرکزی سیاسی تنظیم جو کسی علاقے کے اندر آبادی پر حکمرانی کرتی ہے، اور قوم، ایک مشترکہ شناخت پر مبنی کمیونٹی، ہے۔ یہ "ملک" کے مقابلے میں زیادہ درست تصور ہے، کیونکہ کسی ملک کو غالب قومی یا نسلی گروہ کی ضرورت نہیں ہے۔

قوم، جسے کبھی کبھی ایک مشترکہ نسل کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، اس میں ایک تارکین وطن یا مہاجرین شامل ہو سکتے ہیں جو قومی مملکت سے باہر رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے کچھ قوموں کے پاس ایسی مملکت نہیں ہے جہاں وہ نسل غالب ہو۔ زیادہ عام معنوں میں، ایک قومی مملکت محض ایک بڑا، سیاسی طور پر خود مختار ملک یا انتظامی علاقہ ہے۔

3.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی میں آپ:

- قوم، مملکت اور قومی مملکت کا تعارف حاصل کریں گے۔
- قوم اور مملکت کے مابین فرق کی وضاحت کریں گے۔
- قومی مملکت کی ارتقائی تناظر کو سمجھیں گے۔
- جدید دور میں کلاسیکی قومی مملکت کے تصور کو عالمگیریت کے نہج پر پرکھ سکیں گے۔

3.2 قوم کیا ہے؟ (What is a Nation)

ایک قوم لوگوں کا ایک گروہ ہے جو اپنے آپ کو مشترکہ ثقافتی یا تاریخی معیار پر مبنی ایک مربوط اور ہم آہنگ اکائی کے طور پر دیکھتے ہیں۔ قومیں سماجی طور پر تعمیر شدہ اکائیاں ہیں، فطرت کی طرف سے نہیں دی گئی ہیں۔ ان کا وجود، تعریف اور ارکان حالات کی بنیاد پر ڈرامائی طور پر تبدیل ہو سکتے ہیں۔ قوموں کو کچھ طریقوں سے تصور شدہ برادری (Imagined communities) کے طور پر سوچا جا سکتا ہے جو اتحاد کے تصورات سے جڑی ہوئی ہیں جو مذہب، نسلی شناخت، زبان، ثقافتی عمل وغیرہ کے گرد محور ہو سکتی ہیں۔ ایک قوم کا تصور اور عمل اس بات کا تعین کرنے کے لیے کام کرتا ہے کہ کون ہے اور کون نہیں (اندرونی بمقابلہ بیرونی)۔ اس طرح کے تصورات اکثر سیاسی حدود کو نظرانداز کر دیتے ہیں کہ ایک ہی قوم متعدد مملکت وں میں "پھیل" سکتی ہے۔ مزید برآں، ہر قوم کی ایک مملکت نہیں ہوتی (جیسے کرد؛ روما؛ فلسطین)۔ کچھ مملکت وں میں متعدد قوموں کے تمام یا کچھ حصے شامل ہو سکتے ہیں۔

ایک قوم کی تعریف ایک ایسی برادری کے طور پر بھی کی جاسکتی ہے جو کسی مخصوص علاقے میں آباد ہوں، جو ایک الگ تاریخ اور مشترکہ سیاسی اداروں سے جڑے ہوں۔ برٹرینڈ رسل (Bertrand Russell) کے الفاظ میں، ''سماجی ہم آہنگی کے لیے ایک عقیدہ یا جذبہ ضروری ہے، لیکن اگر اسے طاقت کا ذریعہ بنانا ہے تو اسے لوگوں کی ایک بڑی اکثریت کو گہرائی سے اور حقیقی طور پر محسوس کرنا چاہیے''۔ چنانچہ ایک قوم کے قانونی اور جذباتی دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، فرانس ایک قوم ہے جب کہ ہندوستان ایک 'قوم سازی میں' ہے، جب کہ قبرص (Cyprus) 'ایک مملکت، دو قومیں' کی مثال ہے۔ کچھ معاملات میں، اسکاٹس (Scots)، باسکی (Basques) (اسپین میں) اور کاتالان (Catalans) کی طرح، کچھ اقلیتی گروہ انضمام کی مزاحمت کر سکتے ہیں۔ بعض صورتوں میں، جیسے فرانس، سوئٹزرلینڈ، سویڈن، ڈنمارک وغیرہ مملکتیں پہلے اور اقوام بعد میں آئیں۔

3.3 مملکت کیا ہے؟ (What is a State)

مملکت ایک آزاد، خود مختار حکومت ہے جو ایک مخصوص مقامی طور پر متعین اور پابند علاقے پر کنٹرول کا استعمال کرتی ہے، جس کی سرحدیں عام طور پر واضح طور پر بیان کی جاتی ہیں اور دوسری مملکتوں کے ذریعہ بین الاقوامی سطح پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ ایک مملکت (جسے قوم یا ملک بھی کہا جاتا ہے) ایک ایسا علاقہ ہوتا ہے جس میں متعین حدود کو ایک سیاسی اکائی میں منظم کیا جاتا ہے اور ایک قائم شدہ حکومت کی طرف سے حکمرانی ہوتی ہے جو اس کے داخلی اور خارجہ امور پر کنٹرول رکھتی ہے۔ جب کوئی مملکت اپنے داخلی اور خارجہ امور پر مکمل کنٹرول رکھتی ہے تو اسے خود مختار مملکت (Sovereign state) کہا جاتا ہے۔ ایک خود مختار مملکت کے ذریعہ دعوی کردہ مقام کو علاقہ (Territory) کہا جاتا ہے۔

مملکت کا خیال یا تصور خلیج فارس اور بحیرہ روم کے درمیان میں پیدا ہوا۔ اس دوران بننے والی پہلی قدیم مملکتوں کو شہری مملکت (city states) کہا جاتا تھا۔ شہری مملکت ایک خود مختار مملکت ہے جو ایک قصبے اور آس پاس کے منظر نامے کو گھیرے ہوئے ہے۔ اکثر، شہر کی مملکتوں نے شہر کو چاروں طرف سے دیواروں سے گھیر کر محفوظ کیا اور کھیتوں کی زمینیں شہر کی دیواروں سے باہر واقع تھیں۔ بعد میں، سلطنتیں اس وقت قائم ہوئیں جب متعدد شہر مملکتیں ایک ہی شہر مملکت کے زیرِ انتظام تھیں۔

اس میں مقامی لوگ آباد ہیں اور اس کی تنظیم فیصلہ ساز ادارے (یعنی حکومت) کی مدد سے اس علاقے پر موثر کنٹرول قائم کرنے کے لیے لائی جاتی ہے۔ اگر ہم کسی سیاسی تنظیم کے درجہ بندی پر غور کریں تو اسے تین سطحوں پر درجہ بندی کیا جاسکتا ہے، (*i*) سپر اسٹیٹ؛ (*ii*) مملکت؛ اور (*iii*) مقامی حکومت۔

3.3.1 مملکت کی خصوصیات (Characteristics of a State)

مملکت کو درج ذیل خصوصیات کی مدد سے پہچانا جاسکتا ہے۔

1. اس نے واضح طور پر حدود کی وضاحت کی ہے۔

2. اس کا ایک سرمایہ ہے۔
3. پالیسیاں بنانے/نافذ کرنے کے لیے ایک شخص/افراد کا گروپ ہے۔
4. اس میں مرکزی/ادارہ جاتی قانونی اور ٹیکس کے نمونے ہیں۔
5. اس کے پاس ایک منظم فوج ہے۔
6. اس کے باشندوں کو جدید تعلیم دی جاتی ہے۔
7. یہ تنظیم کے دیگر پہلوؤں کی بھی نمائش کرتا ہے۔

3.3.2 مملکت کے پہلو (*Aspects of State*):

1۔ مملکتیں علاقے سے منسلک ہوتے ہیں۔

- خود مختار یا مملکت علاقے پر بطور مطلق حاکم ہوتے ہیں۔
- ان کی سرحدیں واضح ہوتی ہیں۔
- ان سرحدوں کے اندر اپنے علاقے کا دفاع اور کنٹرول کرتا ہے۔
- دوسرے ممالک کی طرف سے تسلیم کیا جاتا ہے (سفارتی شناخت، پاسپورٹ، معاہدے، وغیرہ)

2۔ مملکتوں کے پاس بیوروکریسی (*Bureaucracy*) ہیں جن کا عملہ مملکت کے اپنے ملازمین کے ذریعہ ہوتا ہے۔

- ایک قومی بیوروکریسی ہے جس کا عملہ سرکاری عملہ کرتا ہے (قانونی نظام، تعلیمی نظام، درجہ بندی سرکاری اکائیاں، وغیرہ)؟

3۔ مملکتیں اپنے علاقے (خود مختار) کے اندر کچھ افعال پر اجارہ داری کرتی ہیں۔

- اپنے علاقے میں طاقت کے جائز استعمال کو کنٹرول کرتا ہے۔
- قومی سطح پر رقم کو کنٹرول کرتا ہے (کرنسی پرنٹ کرتا ہے؛ ٹیکس جمع کرتا ہے)
- اپنے علاقے کے اندر قوانین بناتا ہے (قانون، ضابطے، ٹیکس، شہریت، وغیرہ)
- اپنے علاقے میں بہت سی معلومات کو کنٹرول کرتا ہے۔

3.4 مملکت اور قوم کے درمیان اہم فرق (*Major Differences between State and Nation*)

عام استعمال میں، مملکت اور قوم کی اصطلاحات اکثر مترادفات کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر، جب ہم 'مغربی اقوام' یا 'ایشیائی اقوام' یا 'افریقی اقوام' کہتے ہیں، تو ہمارا مطلب اقوام نہیں بلکہ مملکتیں ہیں۔ اسی طرح 'اقوام متحدہ' حقیقت میں قومی مملکتوں کی تنظیم ہے۔ ہر جدید مملکت ایک قومی مملکت ہے؛ اس کے باوجود، مملکت اور قوم کے درمیان کچھ اہم فرق موجود ہیں۔

- مملکت اور قوم کے عناصر مختلف ہیں: مملکت کے چار عناصر ہیں آبادی، علاقہ، حکومت اور خود مختاری۔ ایک بھی عنصر کی غیر موجودگی میں،ایک مملکت واقعی ایک مملکت نہیں ہو سکتی ہے. ایک مملکت ہمیشہ ان چاروں عناصر سے متصف ہوتی ہے۔
- اس کے برعکس،ایک قوم لوگوں کا ایک گروہ ہے جو اتحاد اور مشترکہ شعور کا مضبوط احساس رکھتا ہے۔ مشترکہ علاقہ، مشترکہ نسل، مشترکہ مذہب، مشترکہ زبان، مشترکہ تاریخ، مشترکہ ثقافت اور مشترکہ سیاسی امنگیں وہ عناصر ہیں جو ایک قوم کی تشکیل میں مدد دیتے ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی بالکل ضروری عنصر نہیں ہے۔ جو عناصر قوم کی تعمیر کرتے ہیں وہ بدلتے رہتے ہیں۔
- مملکت ایک سیاسی تنظیم ہے جبکہ قوم ایک سماجی، ثقافتی، نفسیاتی، جذباتی اور سیاسی اتحاد ہے: مملکت ایک سیاسی تنظیم ہے جو اپنے لوگوں کی سلامتی اور فلاح و بہبود کی ضروریات کو پورا کرتی ہے۔اس کا تعلق بیرونی انسانی اعمال سے ہے۔ یہ ایک قانونی ادارہ ہے۔ دوسری طرف،ایک قوم آبادی کی ایک متحدہ اکائی ہے جو جذباتی، روحانی اور نفسیاتی بندھنوں سے بھری ہوئی ہے۔ کسی قوم کا لوگوں کی جسمانی ضروریات سے بہت کم تعلق ہوتا ہے۔
- ایک متعین علاقہ کا قبضہ مملکت کے لیے ضروری ہے لیکن ایک قوم کے لیے نہیں: ہر مملکت کے لیے ایک مقررہ علاقہ کا مالک ہونا ضروری ہے۔ یہ مملکت کا جسمانی عنصر ہے۔ مملکت ایک علاقائی ادارہ ہے۔ لیکن کسی ملک کے لیے علاقہ ایک لازمی ضرورت نہیں ہے۔ ایک قوم مقررہ علاقے کے بغیر بھی زندہ رہ سکتی ہے۔ مشترکہ مادر وطن کی محبت اتحاد کا ذریعہ بنتی ہے۔ مثال کے طور پر، 1948 سے پہلے یہودی ایک قوم تھے حالانکہ ان کا اپنا کوئی مقررہ علاقہ نہیں تھا۔ جب، 1948 میں، انہوں نے ایک متعین علاقہ حاصل کیا، تو انہوں نے اسرائیل کی مملکت قائم کی۔
- خود مختاری مملکت کے لیے ضروری ہے لیکن قوم کے لیے نہیں: خود مختاری مملکت کا ایک لازمی عنصر ہے۔ یہ مملکت کی روح ہے۔ خود مختاری کی عدم موجودگی میں مملکت اپنا وجود کھو دیتی ہے۔ یہ خود مختاری کا عنصر ہے جو مملکت کو عوام کی دیگر تمام انجمنوں سے ممتاز بناتا ہے۔ کسی قوم کے لیے خود مختاری ضروری نہیں ہے۔ کسی قوم کی بنیادی ضرورت اس کے لوگوں کے درمیان جذباتی اتحاد کے مضبوط بندھن ہوتے ہیں جو متعدد مشترکہ سماجی ثقافتی عناصر کی وجہ سے پروان چڑھتے ہیں۔ 1947 سے پہلے ہندوستان ایک قوم تھا لیکن مملکت نہیں تھا کیونکہ اس کی خود مختاری نہیں تھی۔ (مملکت = قوم + خود مختاری)۔ 1947 میں اس کی آزادی کے بعد، ہندوستان ایک مملکت بن گیا کیونکہ برطانوی سامراج کے خاتمے کے بعد یہ ایک خود مختار ادارہ بن گیا۔ تاہم، ہر قوم ہمیشہ خود مختار اور ہر دوسری قوم کے کنٹرول سے آزاد رہنے کی خواہش رکھتی ہے۔
- قوم مملکت سے وسیع ہو سکتی ہے: مملکت ایک مقررہ علاقے تک محدود ہے۔ اس کی حدود میں اضافہ یا کمی ہو سکتی ہے لیکن تبدیلی کا عمل ہمیشہ بہت پیچیدہ ہوتا ہے۔ تاہم، ایک قوم ایک مقررہ علاقے کی حدود میں رہ سکتی ہے یا نہیں رہ سکتی۔ قوم ایک کمیونٹی ہے جس کی بنیاد مشترکہ نسل، تاریخ، روایات اور امنگوں پر ہے۔ ظاہر ہے اس کی حدود مملکت کی حدود سے باہر آسانی سے پھیل سکتی ہیں۔

مثال کے طور پر، ایک طرح سے فرانسیسی قوم بیلجیم، سوئٹزرلینڈ اور اٹلی تک پھیلی ہوئی ہے کیونکہ ان ممالک کے لوگ اسی نسل سے تعلق رکھتے ہیں جس سے فرانسیسی تعلق رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

- ایک مملکت میں دو یا زیادہ قومیتیں رہ سکتی ہیں: ایک مملکت کے اندر دو یا دو سے زیادہ قومیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی جنگ عظیم سے پہلے، آسٹریا اور ہنگری ایک مملکت تھے، لیکن دو مختلف قومیں تھیں۔ زیادہ تر جدید مملکتیں کثیر القومی مملکتیں ہیں۔
- قوم مملکت سے زیادہ مستحکم ہے: ایک قوم مملکت سے زیادہ مستحکم ہے۔ جب خود مختاری ختم ہو جاتی ہے تو مملکت مر جاتی ہے قوم نہیں۔ کوئی قوم خود مختاری کے بغیر بھی زندہ رہ سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، دوسری جنگ عظیم میں ان کی شکست کے بعد، جرمنی اور جاپان دونوں نے اپنی خود مختار حیثیت کھو دی اور بیرونی طاقتوں نے ان کو کنٹرول کرنا شروع کر دیا۔ مملکتوں کے طور پر ان کا وجود ختم ہو گیا۔ لیکن قوموں کے طور پر وہ زندگی گزارتے رہے، جو کچھ مہینوں کے بعد اپنی خود مختار حیثیت دوبارہ حاصل کر کے خود مختار آزاد مملکتیں بن گئیں۔
- مملکت بنائی جا سکتی ہے جب کہ ایک قوم ہمیشہ ارتقاء کا نتیجہ ہوتی ہے: مملکت عوام کی شعوری کوششوں سے بنائی جا سکتی ہے۔ جسمانی عناصر مملکت کی پیدائش میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر دوسری جنگ عظیم کے بعد جرمنی دو الگ الگ مملکتوں مغربی جرمنی اور مشرقی جرمنی میں تقسیم ہو گیا۔ لیکن جرمن جذباتی طور پر ایک قوم کے طور پر رہے۔ بالآخر اکتوبر 1990 میں جرمن دوبارہ ایک مملکت میں متحد ہو گئے۔ 1947 میں پاکستان کو ہندوستان سے الگ کر کے ایک الگ مملکت بنا دیا گیا۔ قوم لوگوں کا اتحاد ہے جو آہستہ آہستہ ابھرتا ہے۔ قوم کی تعمیر میں کوئی خاص کوشش نہیں کی جاتی۔
- مملکت اپنے اتحاد اور سالمیت کے تحفظ کے لیے پولیس طاقت کا استعمال کرتی ہے، قوم مضبوط ثقافتی اور تاریخی روابط سے جڑی ہوتی ہے: مملکت کے پاس پولیس کی طاقت ہوتی ہے۔ اس کی نافرمانی کرنے والوں کو مملکت سزا دیتی ہے۔ کسی قوم کے پاس پولیس کی طاقت یا طاقت یا جبر کی طاقت نہیں ہے۔ اسے اخلاقی، جذباتی اور روحانی طاقت کی حمایت حاصل ہے۔ قوم اتحاد کے احساس کی طاقت پر زندہ رہتی ہے۔ ایک قوم اپیل کرتی ہے، مملکت حکم دیتی ہے۔ ایک قوم قائل کرتی ہے، ایک مملکت مجبور کرتی ہے۔ اور ایک قوم بائیکاٹ کرتی ہے، مملکت سزا دیتی ہے۔ مملکت ایک سیاسی تنظیم ہے جبکہ قوم ایک اتحاد ہے۔

3.5 قومی مملکت *(The Nation State)*

مملکت ایک علاقائی سیاسی برادری ہے جس کے لیے آزاد منظم حکومت کی کچھ شکل ہوتی ہے۔ ایک قومی مملکت ایک ایسی مملکت ہے جس کی بنیاد وفاداری اور ثقافتی خود شناخت ہے، جسے ہم قوم یا قومیت کہتے ہیں۔ چونکہ ایک مملکت ایک قوم کا اظہار ہے، عام طور پر ہر قوم کے لیے صرف ایک مملکت ہوتی ہے اور ہر مملکت کے لیے صرف ایک قوم ہوتی ہے۔ چونکہ موثر رابطے کے لیے ایک مشترکہ زبان ضروری ہے، اس لیے قوموں کی شناخت عام طور پر ایک زبان سے ہوتی ہے، لیکن بہت سی ایسی قومیں ہیں جو ایک ہی زبان بولتی ہیں، جیسے کہ برطانیہ اور آئرلینڈ یا اسپین اور میکسیکو، لیکن بالکل الگ ہیں۔ جہاں ایک قومی مملکت میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں، وہاں عام طور پر ایک زبان غالب ہوتی ہے۔ زبان

کے علاوہ، ایک قوم تاریخی واقعات کی مشترکہ یادوں اور ہر طرح کے ثقافتی عوامل، جیسے کھیلوں کے مقابلے، ادب، میڈیا، سیاسی جماعتیں، سماجی تنظیموں، تعلیمی اور سیاسی نظاموں سے بنتی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر قوم کے شہریوں کو اس بات کا عمومی احساس ہوتا ہے کہ اس کا تعلق کیا ہے اور اس کی ان سے کیا ضرورت ہے۔

دنیا کی جو بھی قومیں بنتی ہیں، ان کی حقیقت میں کوئی شک نہیں۔ اقوام متحدہ کے اس وقت 193 ممبران ہیں، تقریباً سبھی کسی نہ کسی طرح کی قوم ہیں۔ تاہم، یہ نظام صرف پچھلے 100 سالوں کی پیداوار ہے۔ 1815 کا معاہدہ ویانا (*Treaty of Vienna*)، جس نے اس وقت سمجھی جانے والی بین الاقوامی برادری کی نمائندگی کی تھی، اس کے آٹھ دستخط کنندگان تھے، جن میں سے صرف پانچ (برطانیہ، فرانس، اسپین، پرتگال اور سویڈن) قومی مملکت یں تھیں۔ باقی دو سلطنتیں (آسٹریا اور روس) اور ایک ذاتی مملکت (پَرشیا) تھیں۔ برلن کا 1878 کا معاہدہ (*Treaty of Berlin*)، سات دستخط کنندگان تھے، جن میں چار قومی مملکت یں (برطانیہ، فرانس، جرمنی اور اٹلی) اور تین سلطنتیں (آسٹریا-ہنگری، روس اور ترکی) شامل تھیں۔ 1919 کے ورسائی معاہدے (*Treaty of Versailles*) پر 32 دستخط کنندگان تھے، جن میں سے صرف ایک (بھارت) ایک آزاد قومی مملکت نہیں تھی۔ 1920 میں 42 مملکت وں نے لیگ آف نیشنز (*League of Nations*) کی بنیاد رکھی جس کے زیادہ سے زیادہ 58 ممبران تھے۔ 51 ممالک، تمام قومی مملکت وں نے 1945 میں اقوام متحدہ (*United Nations*) کی بنیاد رکھی۔

قومیت کے احساس اور سماجی اور ثقافتی بنیادوں کے علاوہ جو اس کی حمایت کرتا ہے، ایک قوم واحد سیاسی نظام یا حکومت اور ایک انتظامی ڈھانچہ ہے جو اس حکومت کی ہدایات پر عمل کرتا ہے۔ سیاسی نظام ایک ایگزیکٹو، مقننہ اور عدلیہ پر مشتمل ہے، جو اچھی یا بری طرح سے کام کر سکتا ہے، واضح قانونی قواعد کے مطابق ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا، مکمل طور پر مرکزی یا جزوی طور پر صوبوں کو منتقل کیا جا سکتا ہے، اور ان کے اختیارات کو پوری طرح سے قبول کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

خود مختاری اور قانونی حیثیت کے تصورات ایک قومی مملکت کے لیے ضروری ہیں کیونکہ، اس کی فطرت کے مطابق، آبادی کی بنیادی وفاداری اس کی قوم سے ہوتی ہے۔ چونکہ ہر قوم کے لیے ایک ہی مملکت ہوتی ہے، اس لیے ایک قوم سیاسی طور پر دوسری قوم کے تابع نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ہمارے پاس خود مختاری کا قانونی تصور ہے، جس کے تحت ایک قومی مملکت کسی دوسرے ادارے کے قانونی اختیار کے تحت نہیں ہے۔ چونکہ قوم کے ساتھ وفاداری ایک ثقافتی تجربہ کے طور پر ہے، اس لیے حکومت کو عوام کی طرف سے قوم کے اختیار کا صحیح ذریعہ کے طور پر قبول کرنا چاہیے۔ اس لیے ہمارے پاس قانونی جواز کا سیاسی تصور ہے، جو اس طرح کی صحیح طریقے سے تشکیل شدہ حکومت کے پاس ہے۔ قانونی عمل کے ذریعے قانونی حیثیت حاصل کی جاتی ہے جسے عام طور پر آئین کہا جاتا ہے۔ آئین کے کم از کم تقاضے یہ ہیں کہ حکومت کو کس طرح نامزد اور برخاست کیا جاتا ہے اور اس کے پاس کیا اختیارات ہیں۔ اگر معمول کے مطابق حکومت کئی اداروں پر مشتمل ہے جیسے کہ ایک ایگزیکٹو، مقننہ، اور عدلیہ، اور مرکزی اور صوبائی حکومتیں، تو آئین ان کی متعلقہ صلاحیتوں کو محدود کرتا ہے۔ حکومتی اداروں کی شناخت کے علاوہ، ان کے متعلقہ اختیارات اور اہلیت کا بھی جائز ہونا ضروری ہے۔

3.5.1 اصل (*Origins*)

قومی مملکتوں کی ابتداء اور ابتدائی تاریخ متنازعہ ہے۔ ایک بڑا نظریاتی سوال یہ ہے: "کون سا پہلے آیا، قوم یا قومی مملکت ؟" اسٹیون ویبر (*Steven Weber*)، ڈیوڈ ووڈورڈ (*David Woodward*)، مشیل فوکولٹ (*Michel Foucault*) اور جیریمی بلیک (*Jeremy Black*) جیسے اسکالرز نے اس مفروضے کو آگے بڑھایا ہے کہ قومی مملکت سیاسی آسانی یا کسی نامعلوم غیر متعین ذریعہ سے پیدا نہیں ہوئی اور نہ ہی یہ کوئی سیاسی ایجاد تھی۔ لیکن سیاسی معیشت، سرمایہ داری، تجارتی نظام، سیاسی جغرافیہ، اور جغرافیہ کے ساتھ مل کر نقشہ سازی اور نقشہ سازی کی ٹیکنالوجیز کی پیشرفت میں 15ویں صدی کی دانشورانہ دریافتوں کی نادانستہ ضمنی پیداوار ہے۔ ان فکری دریافتوں اور تکنیکی ترقیوں سے ہی قومی مملکت وجود میں آئی۔

دوسروں کے لیے پہلے قوم کا وجود تھا، پھر خود مختاری کے لیے قوم پرست تحریکیں اٹھیں، اور اس مطالبے کو پورا کرنے کے لیے قومی مملکت بنائی گئی۔ قوم پرستی کے کچھ "جدیدیت کے نظریات" اسے پہلے سے موجود مملکت کو متحد اور جدید بنانے کے لیے حکومتی پالیسیوں کی پیداوار کے طور پر دیکھتے ہیں۔ زیادہ تر نظریات قومی مملکت کو 19ویں صدی کے یورپی رجحان کے طور پر دیکھتے ہیں جو مملکت کی طرف سے دی گئی تعلیم، عوامی خواندگی اور ذرائع ابلاغ جیسی ترقیوں کے ذریعے سہولت فراہم کرتے ہیں۔

قومی مملکت کا خیال ویسٹ فیلیا کے معاہدے (1648) کے بعد مملکت وں کے جدید نظام کے عروج سے تھا اور اس سے وابستہ ہے، جسے اکثر "ویسٹ فیلین نظام" کہا جاتا ہے۔ طاقت کا توازن اُس نظام کی خصوصیت رکھتا ہے اس کی تاثیر کا انحصار واضح طور پر بیان کردہ، مرکزی طور پر کنٹرول شدہ، آزاد اداروں پر ہے، چاہے وہ سلطنتیں ہوں یا قومی مملکت یں، جو ایک دوسرے کی خود مختاری اور علاقے کو تسلیم کرتی ہیں۔ ویسٹ فیلین نظام نے ایک قومی مملکت نہیں بنائی تھی، بلکہ ایک قومی مملکت اس کے جزو مملکت وں کے معیار پر پورا اترتی ہے (یہ فرض کرتے ہوئے کہ کوئی متنازعہ علاقہ نہیں ہے)۔ ویسٹ فیلیا کے نظام سے پہلے، قریب ترین جغرافیائی سیاسی نظام چانیوان نظام (*Chanyuan system*) تھا جو 1005 میں چنیوان کے معاہدے کے ذریعے مشرقی ایشیا میں قائم کیا گیا تھا، جس نے ویسٹ فیلیا کے امن معاہدوں کی طرح، چین کے سونگ (*Song*) خاندان کی آزاد حکمرانی اور نیم خانہ بدوش لیاو (*Liao*) خاندان کے درمیان قومی حدود کو متعین کیا تھا۔ 13ویں صدی میں پین یوریشین (*Pan-Eurasian*) منگول سلطنت کے قیام تک اس نظام کو مشرقی ایشیا میں آیندہ صدیوں میں نقل کیا گیا۔

قومی مملکت کو رومانیت کے دور میں ایک فلسفیانہ بنیاد ملی، سب سے پہلے انفرادی لوگوں کے "فطری" اظہار کے طور پر (رومانٹک قوم پرستی)۔ 19ویں صدی کے دوران قوم کی نسلی اور نسلی بنیادوں پر بڑھتے ہوئے زور نے ان شرائط میں قومی مملکت کی نئی تعریف کی۔ نسل پرستی، جو بولین ویلیئرز (*Boulainvilliers*) کے نظریات میں فطری طور پر وطن دشمن اور ملک دشمن تھی، نوآبادیاتی سامراج اور "براعظمی سامراجیت" کے ساتھ منسلک ہوگئی، خاص طور پر پین۔جرمنی اور پین۔سلاوک (*Slavic*) تحریکوں میں۔

نسل پرستی اور نسلی قوم پرستی کے درمیان تعلق 20ویں صدی میں فاشزم اور نازی ازم کے ذریعے اپنے عروج پر پہنچا۔ "قوم" (*Volk*) اور "مملکت" کے مخصوص امتزاج کا اظہار *Völkische Staat* جیسے اصطلاحات میں کیا گیا تھا اور 1935 کے نیورمبرگ (*Nuremberg*) جیسے قوانین میں نافذ کیا گیا تھا، جس نے فاشسٹ مملکتوں جیسے ابتدائی نازی جرمنی کو غیر فاشسٹ قوم سے الگ کیا تھا۔ مملکتوں کو معیار کے لحاظ سے مختلف بنایا گیا ہے۔ اقلیتوں کو لوگوں کا حصہ نہیں سمجھا جاتا تھا اور اس کے نتیجے میں ایسی مملکت میں کسی بھی مستند یا جائز کردار سے انکار کیا جاتا تھا۔ جرمنی میں نہ تو یہودیوں اور نہ ہی رومن لوگوں کا حصہ سمجھا جاتا تھا اور دونوں کو خاص طور پر ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ جرمن قومیت کے قانون نے جرمن نسب کی بنیاد پر "جرمن" کی تعریف کی، جس میں تمام غیر جرمنوں کو چھوڑ دیا۔

حالیہ برسوں میں، ایک قومی مملکت کے اپنی سرحدوں کے اندر مطلق خود مختاری کے دعوے کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ بین الاقوامی معاہدوں اور سپُرانیشنل بلاکس (*Supra-national blocs*) پر مبنی ایک عالمی سیاسی نظام جنگ کے بعد کے دور کی خصوصیت رکھتا ہے۔ غیر مملکتی اداکاروں جیسے بین الاقوامی کارپوریشنز اور غیر سرکاری تنظیموں کو بڑے پیمانے پر قومی مملکتوں کی اقتصادی اور سیاسی طاقت کو کمزور کرنے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

Andreas Wimmer اور *Yuval Feinstein* کے مطابق، قومی مملکتیں اس وقت ابھرتی ہیں جب اقتدار کی تبدیلیوں نے قوم پرستوں کو موجودہ حکومتوں کا تختہ الٹنے یا موجودہ انتظامی اکائیوں کو جذب کرنے کی اجازت دی۔ زیو لی (*Xue Li*) اور الیگزینڈر ہکس (*Alexander Hicks*) قومی مملکت کی تخلیق کی تعدد (*frequency*) کو پھیلاؤ کے عمل سے جوڑتے ہیں جو بین الاقوامی تنظیموں سے نکلتے ہیں۔

3.5.2 قومی مملکت کی ترقی (*Development of the Nation State*)

تمام مملکتی تنظیموں کو سمجھنے کا مرکزی تصور قانونی حیثیت کا ہے۔ جائز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حاکم کی ہدایات کو قبول کیا جائے۔ کسی بھی معاشرے کی پہلی ضرورت امن و امان ہے، اور اس کو لانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ایک ایسا حکمران ہو جسے عام طور پر جائز تسلیم کیا جاتا ہو۔ ایک جائز حکمران تنازعات کا فیصلہ کر کے دونوں حل کر سکتا ہے اور ایسے قوانین بنا سکتا ہے جس کے ذریعے تنازعات سے بچا جا سکے یا فیصلے کی ضرورت کے بغیر حل کیا جا سکے۔ یہ اتنی بڑی ضرورت ہے کہ مملکتیں جائز حکومت کے موجودہ ذریعہ کو زیادہ سے زیادہ دیر تک لٹکائے رہیں، جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ وہ اپنے فرائض کو مزید پورا نہیں کر سکتی۔ جہاں جائز حکومت کا ذریعہ ناکام ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں قانونی حیثیت کے مسابقتی ذرائع پیدا ہوتے ہیں، اس کا نتیجہ خانہ جنگی کی صورت میں نکلتا ہے، جو تصادم کی سب سے تلخ شکل ہے۔ تمام خانہ جنگیاں ان کی اصل مسابقتی جائزوں (*Competing legitimacies*) کے تنازعات سے ہے۔ ان خانہ جنگیوں کا نتیجہ بالآخر کسی نہ کسی طریقے سے مملکت میں ایک نئی قانونی اتھارٹی کے قیام کی صورت میں نکلتا ہے۔

مملکت کی مختلف شکلوں کے جائزے میں، ہم نے پایا کہ شروعاتی حکومتوں کا انحصار اس حقیقت پر تھا کہ وہ ان لوگوں کے سامنے جوابدہ نہیں ہیں جن پر وہ حکومت کرتے ہیں۔ اگر وہ عوام کو جوابدہ ہوتے تو کام نہیں کر سکتے۔ شہری مملکت کی حکومت نظری طور پر شہر کے سامنے جوابدہ تھی، لیکن عملی طور پر امیر تاجروں یا ان کی اولادوں کی طرف سے چلائی جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک شہری مملکت کا استدلال تجارت کے ذریعے دولت جمع کرنا تھا، تاکہ جو لوگ اس میں سب سے زیادہ کامیاب تھے وہ حکومت کرنے کی توقع رکھتے تھے۔ شہری مملکتیں اس وقت پیدا ہوئیں جب آس پاس کی ذاتی مملکتیں یا سلطنتیں زرعی معیشت سے نسبتاً کم دولت پیدا کرتی تھیں۔ جب علاقائی مملکتوں نے اپنی آبادی کے لحاظ سے اہم دولت کی تخلیق کا موقع فراہم کرنا شروع کیا، تو شہر کی مملکتوں کے لیے استدلال اور ان کی خود مختاری کا دفاع کرنے کی صلاحیت ختم ہو گئی۔

قومی مملکت کی اہمیت یہ ہے کہ جواز (*legitimacy*) کا سرچشمہ الٹ گیا۔ جیسے جیسے آبادی اپنی قومیت سے واقف ہوتی گئی، حکمران خود کو یا کسی مذہبی اتھارٹی کو نہیں بلکہ قوم کے سامنے جوابدہ ٹھہرا۔ احتساب کا یہ عمل عموماً مراحل میں ہوتا ہے۔ سب سے پہلے حکمران کو مملکت کے ان افراد کے سامنے جوابدہ ٹھہرایا جاتا تھا جنہوں نے سب سے زیادہ اضافی قیمت پیدا کی تھی - اصل زمیندار، سوداگر اور فنانسرز۔ اگر یہ احتساب موثر رہا اور قومی دولت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا تو مکمل جمہوریت کے حصول تک احتساب کا دائرہ آبادی کے وسیع تر طبقے تک پھیلا دیا گیا۔

عملی طور پر، تبدیلیوں کا یہ سلسلہ بہت سی مملکتوں میں مشکل ثابت ہوا ہے۔ جہاں مملکت وسیع پیمانے پر قومیت کے ساتھ موافق ہو، اور حکمران ایک قابل حکمران تھا جس کے مقاصد قوم کے مقاصد سے ہم آہنگ تھے، قومیت کی آمد خاندانی حکمرانی کو کمزور کرنے کے بجائے عارضی طور پر مضبوط کر سکتی ہے۔ اس صورت میں، بنیادی سیاسی تناؤ مختلف نظریات اور پروگراموں کی نمائندگی کرنے والی سیاسی جماعتوں کے بڑھنے سے پیدا ہوا۔ تاہم، بہت سے معاملات میں مملکت قومیت کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی تھی، یا حکمران قابل نہیں تھا یا اس کے مقاصد اپنے رعایا سے مختلف تھے۔ خدائی/روحانی حکومتوں (*Theocracies*) نے اپنے اختیار کو لاحق کسی بھی خطرے کو غیر اخلاقی سمجھا۔ فوجی مملکتوں نے اپنے پڑوسیوں پر حملہ کر کے قومی دباؤ سے بچنا چاہا۔ ان صورتوں میں، قومی مملکتوں میں تبدیلی کا عمل تکلیف دہ اور پر تشدد ہو سکتا ہے۔ بہت سی ذاتی مملکتوں کے لیے، خاندان کے زوال کے نتیجے میں قانونی حیثیت کا بحران (*crisis of legitimacy*) پیدا ہوا جبکہ حکومت کا ایک نیا ذریعہ ابھرا۔ اکثر ایسا مرحلہ ہوتا تھا جس میں ایک غیر خاندانی (*non dynastic*) حکمران اس کام کو پورا کرتا تھا جسے ایک قابل خاندانی حکمران کو انجام دینا تھا۔ بہت سی غیر خاندانی مملکتوں کے لیے، حکومت ایک تنگ اشرافیہ (*narrow elite*) کے ذریعے چلائی جاتی تھی جو ایک ایسا حکمران پیدا کرنے میں ناکام رہی جو پوری آبادی تک قومیت اور صنعت کاری کی توسیع سے پیدا ہونے والے تناؤ کو سنبھال سکے۔ ان صورتوں میں، آمرانہ حکومتوں (*authoritarian regimes*) اور سماجی بغاوتوں کا ایک غیر مستحکم سلسلہ تھا، یہاں تک کہ آخر کار ایک مستحکم آئینی نظام ابھرا۔

قومی مملکتیں سب سے پہلے یورپ کے مغربی کنارے پر واقع ممالک میں ابھریں، جن میں عام طور پر مستحکم اور طویل عرصے تک رہنے والے خاندانوں نے ایک فریم ورک جائز حکمرانی فراہم کی۔ اس کی دو وجوہات معلوم ہوتی ہیں: (*i*) مقدّس رومی سلطنت، جو ایک سامراجی مملکت

کے طور پر ناکام ہو چکی تھی، اس کے مغرب کی مملکت وں کی ترقی میں مداخلت کرنے کے لیے بہت کمزور تھی، جبکہ اس کے مشرق میں مملکت وں کو مملکت وں سے بچانے کے لیے کام کرتی تھی۔ (*ii*) مقدّس رومی سلطنت کی ناکامی سے فائدہ اٹھانے والی شہری مملکت بھی طویل فاصلے کی تجارت کے ذریعے امیر بن گئی۔ مغربی یورپ کی مملکت یں اپنی معیشتوں کی اضافی قدر بڑھانے کے لیے اس دولت سے فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہوئیں، جو کہ دوسری صورت میں کم پیداواری زراعت پر منحصر تھیں، اس لیے اپنی قومیت کو ترقی دینے کے لیے وسائل حاصل کر رہے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے خود طویل فاصلے کی نوآبادیاتی کوششوں کی خواہش کی، جس سے ان کی دولت اور وسائل میں بھی اضافہ ہوا۔ یہ دو عوامل ابھرتی ہوئی قومی مملکت وں کو دنیا کے دوسرے حصوں سے ممتاز کرتے ہیں جہاں قومی مملکت یں بعد میں ظاہر ہوئیں۔

فرانس جیسے کچھ ممالک میں، سابقہ سیاسی اداروں کو ان نتائج کو حاصل کرنے سے قاصر قرار دیا گیا، اور مکمل طور پر نئے ادارے وضع کیے گئے، اکثر مشکل سے اور کافی تجربات کے بعد۔ دوسرے ممالک جیسے انگلینڈ میں، موجودہ اداروں کو نئے مقاصد کے لیے ڈھال لیا گیا۔ انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ کو موجودہ مضبوط پارلیمانوں کا فائدہ تھا، اور انگلینڈ کے پاس ذاتی حکمرانی کے دوران ایک آزاد قانونی نظام قائم تھا۔ ممالک کی اکثریت نے فرانسیسی مثال کی پیروی نہیں کی، لیکن اپنے موجودہ اداروں کو ڈھالنے کی کوشش کی، جن کی کمی کو دور کرنے میں کافی وقت لگ سکتا ہے۔ حکمران جو اس بات سے واقف تھے کہ ان کے ملک نے ایک مضبوط قومی تشخص تیار کر لیا ہے، ان کا خیال تھا کہ اس سے ان کی اتھارٹی مضبوط ہو جائے گی، یہ نہ سمجھا جائےگا کہ اب ان کی قانونی حیثیت کا انحصار قومی حمایت پر ہے یا مخالفت پر۔

ایک بار جب مغربی یورپ اور امریکہ میں قومی مملکت کا تصور قائم ہو چکا تھا، تو اس کا پوری دنیا میں پھیلاؤ آٹھ یا اس سے زیادہ علاقائی اور تجارتی سلطنتوں کے زوال سے ہوا جو 1900 میں موجود تھیں اور ان کی جگہ موجودہ 193 اقوام متحدہ کے رکن ممالک نے لے لی۔۔ ایسی ہر سابقہ مملکت نے لازمی طور پر سامراجی طاقت کے اختیار کو مسترد کر دیا ہے۔ ابتدائی طور پر، جیسا کہ آئرلینڈ یا اٹلی میں، اس منتقلی کی مزاحمت کی گئی۔ تاہم، زیادہ تر معاملات میں نئی مملکت کا قیام اس وقت ہوا جب سامراجی طاقت یا تو اپنے منحصر علاقے کو کنٹرول کرنے کے ذرائع یا مملکت کے باشندوں کے دباؤ میں ایسا کرنے کی خواہش کھو بیٹھی کیونکہ کچھ معاملات میں، سامراجی طاقت کے خلاف بغاوت ایک تھیوکریٹک یا قبائلی عنصر کی طرف سے کی گئی تھی، نہ کہ قومی۔

3.5.3 جدید قومی مملکت (*The Modern Nation-State*)

قومی مملکت وں کی قوم پرستی نے سلطنتوں کے لیے جدوجہد قیام اور بیسویں صدی کی عظیم جنگوں دونوں میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ قومی مملکت یں جن کے گھر میں اعلیٰ درجے کی یکسانیت تھی اس کے باوجود کثیر الثانی سلطنتیں تیار ہوئیں جو آبائی مملکت کے ساتھ وفاداری اور وابستگی کی یکساں سطح کو فروغ دینے میں ناکام رہیں۔ قومی مملکت وں کی جڑیں نسلی اکائیوں میں تھیں، جنھوں نے جاری نسلی تنازعات میں اضافہ کیا، خاص طور پر جب سامراج کے نتائج نسلی حدود کی از سر نو تشکیل اور آبادیوں کی نقل مکانی میں ظاہر ہوئے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد جرمنی، روس، ترکی، اور

آسٹریا۔ہنگری کی سلطنتوں کو فاتح اتحادیوں نے ختم کر دیا تھا، اور ان کے سابقہ علاقوں کو یا تو آزادی دے دی گئی تھی یا باقی سامراجی طاقتوں فرانس، برطانیہ، اور جاپان کے ذریعے نئے نوآبادیاتی مینڈیٹ (*colonial mandates*) کے تحت منظور کیا گیا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد کے دور (1939–1945) میں، قومی مملکت عالمی نظام میں بڑھتی ہوئی مسابقت کا شکار ہو گئی۔ مغربی یورپ کی سلطنتیں خود ارادیت (*Self-determination*) کی تحریکوں، قوم پرستی، سرد جنگ کی سیاست، اور مزاحمتی تحریکوں کا مقابلہ کرنے کے لیے جانوں اور وسائل کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے سلطنت کی کمزوری کی وجہ سے بکھر گئیں۔ نوآبادیاتی سلطنتوں کے ٹوٹنے اور اس کے نتیجے میں سوویت یونین کے خاتمے اور سرد جنگ کے خاتمے کے نتیجے میں آزاد ممالک کی تعداد 1945 میں 75 سے بڑھ کر 2000 تک 200 سے زیادہ ہو گئی۔

اقوام متحدہ (*UN*) اور یورپی یونین (*EU*) جیسی بین الاقوامی تنظیموں نے خود مختاری کے روایتی تصورات کو تبدیل کیا اور سیاسی، اقتصادی اور سیکورٹی کے معاملات پر اختیارات کے مسابقتی مراکز قائم کیے۔ مثال کے طور پر، اکیسویں صدی کے آغاز میں، یوروپی یونین نے بہت سے کام سنبھالے ہیں جو پہلے قومی مملکت وں کے صوبے تھے، بشمول مانیٹری پالیسی۔ یوروپی یونین جیسی تنظیموں کی کشش یہ ہے کہ وہ چھوٹی سے درمیانی درجے کی قومی مملکت وں کو وسائل جمع کرنے اور معاشی اور حفاظتی طاقت کو بروئے کار لانے کی اجازت دیتی ہیں۔ بہر حال، یہ رجحان قومی مملکت کے روایتی کردار کو بھی کمزور کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، ملٹی نیشنل کارپوریشنز (*MNCs*) کی ترقی نے انفرادی حکومتوں کے معاشی اور سیاسی کنٹرول کو ختم کر دیا اور قومی مملکت وں کو نئے چیلنجز پیش کیے۔

معاصر سیاسیات کے مفکرین، بین الاقوامی نظام میں قومی مملکت کے کردار پر منقسم ہے۔ نیوریلسٹ (*neorealists*) اس بات پر زور دیتے رہتے ہیں کہ قومی مملکت عالمی سیاست میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور یہ ادارے عقلی (*rational*) اداکار ہیں جو لاگت سے فائدہ کے تجزیے (*cost-benefit analysis*) کے ذریعے زیادہ سے زیادہ طاقت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے اسکالرز کا کہنا ہے کہ بین الاقوامی ادارے محض بڑی طاقتوں کی سیاسی ترجیحات کی عکاسی کرتے ہیں اور قومی مملکت کی طاقت کو کم کرنے کے بجائے بڑھانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ نولبرل-ادارہ جاتی (*neoliberal-institutionalists*) ماہرین کا رد عمل ہے کہ عالمی تنظیمیں اور *MNCs* تیزی سے معاشی اور سیاسی طاقت حاصل کرنے کے ساتھ ہی قومی مملکت کے طور پر زوال پذیر ہے۔ مزید برآں، مملکت وں کے درمیان بڑھتے ہوئے باہمی انحصار نے نہ صرف قوم پرستی کو کم کیا ہے اور اقتصادی تعلقات میں اضافہ کیا ہے بلکہ اس نے ایک نئی عالمی ثقافت کو فروغ دیا ہے جو خود اور نسلوں کے روایتی تصورات سے بالاتر ہے۔ عالمگیریت کے اس طرح کے مظاہر پر مفکرین کی طرف سے تنقید کی جاتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ قومی اصولوں اور اقدار کی کمی مقامی ثقافتوں کو مجروح کرتا ہے اور یہ ثقافتی سامراج (*cultural imperialism*) کی ایک شکل ہے۔

3.6 اکتسابی نتائج *(Learning Outcomes)*

اس اکائی میں آپ نے:

- قوم، مملکت اور قومی مملکت کے تصور کا مطالعہ کیا۔
- قوم اور مملکت کے مابین فرق کو سمجھا۔
- قومی مملکت کی ارتقائی تناظر کو سمجھا۔
- جدید دور میں کلاسیکی قومی مملکت کے تصور کو عالمگیریت کے نہج پر پرکھا۔

3.7 کلیدی الفاظ *(Glossary)*

- قوم: لوگوں کا ایک گروہ جو مشترکہ ثقافتی عناصر، جیسے زبان، نسل، تاریخ، یا مذہب کا اشتراک کرتے ہیں، اور اکثر ان کی مشترکہ شناخت کا احساس ہوتا ہے۔
- مملکت: ایک متعین علاقہ، ایک مستقل آبادی، ایک حکومت، اور دوسری مملکتوں کے ساتھ تعلقات میں داخل ہونے کی صلاحیت کے ساتھ ایک سیاسی ادارہ ہے۔
- نیشن اسٹیٹ: ایک سیاسی ادارہ جو ایک قوم اور مملکت دونوں کی خصوصیات کو یکجا کرتا ہے، جہاں قوم کی سرحدیں مملکت کی سرحدوں کے ساتھ ملتی ہیں، مثالی طور پر اس کے شہریوں کے درمیان ایک متحد شناخت ہوتی ہے۔
- خود ارادیت: اس اصول کے تحت کسی قوم کو اپنی سیاسی حیثیت کا تعین کرنے اور اپنی معاشی، سماجی اور ثقافتی ترقی کو آگے بڑھانے کا حق حاصل ہے، جو اکثر آزادی یا خود مختاری کے مطالبات کا باعث بنتا ہے۔

3.8 نمونہ امتحانی سوالات *(Model Examination Questions)*

3.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات *(Objective Answer Type Questions)*

1۔ ایک قومی مملکت کیا ہے؟

(*a*) مشترکہ شناخت کے ساتھ ایک الگ آبادی کی خصوصیت ایک سیاسی ادارہ ہے۔

(*b*) حکومت کی ایک قسم جو صرف اقتصادی ترقی پر مرکوز ہے۔

(*c*) بین الاقوامی تعاون کو فروغ دینے والی ثقافتی تنظیم۔

(*d*) ایک خطہ جس پر متعدد قومیں حکومت کرتی ہیں۔

2۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سی بہترین "خود مختاری" کی تعریف کرتا ہے؟

(*a*) کسی قوم کی آزادانہ تجارت کرنے کی صلاحیت۔افراد کے درمیان رضاکارانہ معاہدہ

(*b*) مملکت کا خود پر حکومت کرنے کا اختیار۔

(*c*) لوگوں کی ثقافتی شناخت۔

(*d*) کسی ملک کی جغرافیائی حدود۔

3۔ ویسٹ فیلیا کا معاہدہ (1648) اہم ہے کیونکہ اس نے:

(*a*) اقوام متحدہ کا قیام کیا۔

(*b*) یورپ میں نوآبادیاتی نظام کے خاتمے کی نشان دہی کی۔

(*c*) جدید قومی مملکتی نظام کی بنیاد رکھی۔

(*d*) عالمی تجارتی معاہدوں کو فروغ دیا۔

4۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سی قومی مملکت کی خصوصیت نہیں ہے؟

(*a*) متعین علاقہ

(*b*) مستقل آبادی

(*c*) ملٹی نیشنل گورننس

(*d*) دوسری مملکتوں کی طرف سے تسلیم

5۔ قوم پرستی کا تصور بنیادی طور پر مندرجہ ذیل ہے:

(*a*) مملکتوں کے درمیان اقتصادی مقابلہ۔

(*b*) لوگوں کے ایک مخصوص گروہ کے درمیان ثقافتی اور سیاسی شناخت۔

(*c*) قوموں کے درمیان فوجی اتحاد۔

(*d*) ماحولیاتی تحفظ کے اقدامات۔

6۔مندرجہ ذیل واقعات میں سے کون سا اکثر قومی مملکت کے عروج سے منسلک ہوتا ہے؟

(a) صنعتی انقلاب

(b) روشن خیالی کا دور

(c) سرد جنگ

(d) امریکی خانہ جنگی

7۔ایک قومی مملکت پیدا ہونے کا سب سے زیادہ امکان ہے جب:

(a) ایک ہی نسلی گروہ ہے جو مشترکہ ثقافت کا اشتراک کرتا ہے۔

(b) متعدد نسلی گروہ پرامن طور پر ایک ساتھ رہتے ہیں۔

(c) بیرونی طاقتیں حکمرانی مسلط کرتی ہیں۔

(d) معاشی حالات عالمگیریت کے حق میں ہیں۔

8۔مندرجہ ذیل میں سے کون سی اصطلاح اس رجحان کو بیان کرتی ہے جہاں کسی قوم کی اپنی مملکت نہ ہو؟

(a) بے وطن قوم

(b) عالمگیریت

(c) استعمار

(d) فیڈریشن

9۔مندرجہ ذیل میں سے کون سی قومی مملکت کی مثال ہے؟

(a) اقوام متحدہ

(b) کینیڈا

(c) یورپی یونین

(d) نیٹو

10۔عصری عالمی سیاست میں، قومی مملکتوں کو اکثر چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے:

(*a*) بڑھتی ہوئی یکساں آبادی

(*b*) عالمگیریت اور بین الاقوامی مسائل

(*c*) بین الاقوامی تجارت میں کمی

(*d*) تنہائی پسند پالیسیاں

3.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات *(Short Answer Type Questions)*

1. "قومی مملکت" کی اصطلاح کی وضاحت کرکے اس کی اہم خصوصیات پر بیان کیجیے۔
2. "قومی مملکت اور سادہ مملکت کے فرق کو واضح کیجیے؟
3. قومی مملکتوں کی تشکیل اور استحکام پر قوم پرستی کے اثرات کا تجزیہ کیجیے۔
4. عالمگیریت قومی مملکت کو کن دُشواریوں کا سامنا ہوتا ہے۔
5. قوم اور مملکت کے مابین فرق کو واضح کیجیے۔

3.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات *(Long Answer Type Questions)*

1. مملکت کیا ہے؟ اس کی خصوصیات بیان کیجیے۔
2. جدید قومی مملکت پر ایک نوٹ لکھیے۔
3. قومی مملکت کی ترقی پر ایک مضمون لکھیے۔

معروضی سوالات کے جوابات:

1۔	(*a*)	2۔	(*b*)	3۔	(*c*)	4۔	(*c*)	5۔	(*b*)
6۔	(*b*)	7۔	(*a*)	8۔	(*a*)	9۔	(*c*)	10۔	(*b*)

اکائی 4۔ وحدانی حکومت

(Unitary Government)

اکائی کے اجزا:

4.0 تمہید

4.1 مقاصد

4.2 وحدانی حکومت کا تصور

4.3 وحدانی طرز حکومت کی تعریف

4.4 وحدانی طرز حکومت کی خصوصیات

4.5 وحدانی طرز حکومت کی خوبیاں

4.6 وحدانی حکومت کی خامیاں

4.7 وحدانی اور وفاقی حکومت میں تفریق

4.8 بھارت کا وفاقی حکومت سے مرکزیت کے طرف بڑھتے قدم

4.9 وحدانی حکومت کے لیے ماڈل مملکت

4.10 اکتسابی نتائج

4.11 کلیدی الفاظ

4.12 نمونہ امتحانی سوالات

4.12.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات

4.12.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات

4.12.3 طویل جوابات کے حامل سوالات

4.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد

4.0 تمہید *(Introduction)*

عزیز طلبا، اس اکائی میں آپ وحدانی حکومت کا مطالعہ کریں گے۔ وحدانی حکومت جس کے نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے یہ واحد حکومت ہے جس کے سارے اختیارات واحد مرکز میں موجود ہوتا ہے۔ باقی انتظامی اکائی کے اختیار اور اس کے وجود واحد مرکز پر منحصر ہے۔ حالانکہ اس نظام کی اپنی کچھ خوبیاں بھی ہیں لیکن اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ وحدانی حکومت آمریت میں بدلنے کے حتی الامکان کوشش رہتی ہے۔ اس اکائی میں کچھ ماڈل مملکت کی بھی وضاحت کی گئی اس کے ساتھ ہی کیسے موجودہ دور میں بھارت وفاقی سے وحدانی کی طرف رُخ کرتا جارہا ہے اس کی بھی تجزیہ کی گئی ہے۔

4.1 مقاصد *(Objectives)*

اس اکائی کا مقصد ہے طلبا کو وحدانی حکومت سے واقف کروانا۔

- اس کے علاوہ طلبا وحدانی حکومت کا تصور، اس کی خوبیاں اور خامیوں سے بھی مستفید ہوں گے۔
- اس کے ساتھ ہی وحدانی اور وفاقی حکومت میں تفریق کو سمجھنے میں بھی طلبا کو آسانی ہوگی۔
- اس اکائی کے آخر میں طلبا ہندوستانی حکومت کا وحدانی رجحان کے علاوہ وحدانی حکومت کے ماڈل مملکت اور وحدانی حکومت بنام تحکم پسند حکومت کی بھی معلومات حاصل کر پائیں گے۔

4.2 وحدانی حکومت کا تصور *(Concept of Unitary Government)*

جدید دنیا میں حکومت کے دو طرح کا نظام ہوتا ہے۔ وحدانی یا وفاقی حکومت۔ لیکن زیادہ تر ممالک میں وحدانی طرز حکومت کا وجود ہے۔ جیسے، براجیل، آسٹریلیا، کنیڈا، روس، ارجینٹنہ، آسٹریہ، بیلجیم، جرمنی، پاکستان، یو اے ای وغیرہ۔

اس قسم کی حکومت میں ایک ایسا زمرہ (*Category*) بھی ہے جو نہ تو مکمل طور پر وحدانی ہے اور نہ ہی وفاقی۔ اس زمرہ میں بھارت کو شامل کیا جاسکتا ہے۔ اس بھارتیہ طرز حکومت کو دستور کے ماہر کے۔ سی۔ ویر 'نیم وفاقی حکومت' کا نام دیا ہے۔ کیونکہ یہ نہ تو مکمل طور پر وحدانی ہے اور نہ ہی وفاقی۔ عام دنوں میں بھارت کا انتظام وفاقی نظام کی طرح کام کرتی ہے۔ لیکن جیسے کسی وجہ سے ملک میں صدر جمہوریہ ہنگامی حالات کا اعلان کرتا ہے۔ پورے ملک کا انتظام وفاقی طرز حکومت سے خود بخود وحدانی طرزِ حکومت میں منتقل ہو جاتا ہے اور ریاست و دیگر انتظامی اکائی کے سارے اختیارات مرکز کو حاصل ہو جاتا ہے۔ ایسا تب تک بنا رہتا ہے جب تک کہ ہنگامی حالات کے خاتمہ کا اعلان نہ کر دیا جائے۔

وحدانی حکومت، جیسا کے نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ایک ایسی حکومت جہاں انتظام حکومت ایک مرکز کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔دیگر ریاست و انتظامی یونٹ مرکزی حکومت کے ماتحت ایک ایجینٹ کی طرح کام کرتا ہے۔ مرکز کبھی بھی کسی بھی اکائیوں کو اختیار دے سکتی ہے اور لے بھی سکتی ہے۔اس لیے وحدانی حکومت میں ریاست اور یہ انتظامی اکائیوں کو اختیار اور اقتدار کے لیے مکمل طور پر مرکز کے اُوپر منحصر کرتی ہے۔

4.3 وحدانی طرز حکومت کی تعریفیں *(Definition of Unitary Government)*

- گارنر کے مطابق،ایک ایسا حکومت جہاں تمام تر اختیارات مرکزی حکومت کے پاس ہوتی ہے۔
- ای۔وی۔ڈائیسی،وحدانی حکومت برسر قانون سازی کا اختیار کا ایک مرکزی طاقت کی جانب سے عادتاً استعمال ہے
- سی۔ایف۔اسٹرونگ کے مطابق،وحدانی حکومت کی دو اہم خوبیاں ہیں۔
- مرکزی حکومت کی بالادستی خود مختار باڈی کی غیر موجودگی۔
- ہر من فائنر لکھتے ہیں کہ وحدانی حکومت ایک ایسی حکومت ہے جس میں سبھی اختیارات اور طاقت ایک مرکز کو حاصل رہتی ہے۔ جس کی مرضی اور ایجینٹ قانونی طور پر سارے علاقے پر حاکم ہوتے ہیں۔

حسب بالا تعریفات سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ حکومت کے سارے کام کاج و نظم و نسق کے اختیارات صرف واحد مرکز میں موجود ہوتا ہے۔مرکزی مجلسِ قانون ساز کی برتری وحدانی حکومت کا بنیادی نکتہ سمجھا جاتا ہے۔

4.4 وحدانی طرز حکومت کی خصوصیات *(Characteristics of Unitary Form of Government)*

وحدانی حکومت کی حصوصیات حسب ذیل ہیں:

1۔طاقتور مرکز *(Strong Centre)*

اختیار کی تقسیم مرکز کی طرف سے ہوتا ہے اور وفاقی اعتبار سے بڑا ہی غیر برابری ہوتا ہے۔(*i*) یونین فہرست، ریاستی فہرست کے مقابلے میں زیادہ سبجیکٹ شامل ہیں۔(*ii*) زیادہ تر اہم سبجیکٹ کو یونین فہرست میں رکھا گیا ہے۔(*iii*) کنکریٹ فہرست کی قانون سازی میں مرکزی حکومت کو ترجیح دی جاتی ہے۔Residuary Power (*iv*) بھی مرکز کے پاس ہی ہے یہ مختلف باتیں مرکز کو بااثر اور طاقتور بناتی ہے۔اگر صوبائی یا علاقائی حکومتوں کا وجود ہوتا بھی ہے تو ایسی صورت میں ان کا اپنا کچھ اختیار نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ انہیں اختیارات کا استعمال کرتی ہے جو مرکزی حکومت اسے تفویض کرتی ہے۔جب کہ وفاقی نظام میں ہوتا کیا ہے کہ اختیارات کی تقسیم دستور کے ذریعہ ہوتا ہے اور صوبائی حکومتوں کا اختیارات حقیقی ہوتے ہیں۔ مرکز کسی بھی قسم کا کوئی اختیار صوبہ کو تفویض نہیں کرتی۔اس طرح دیکھا جائے تو وحدانی طرز حکومت میں مرکز کافی مضبوط ہوتا ہے۔ برطانیہ میں علاقائی محکمے کافی مضبوط ہیں لیکن وہ جو کچھ بھی اختیارات کا استعمال کرتی ہے وہ لندن کے 10 ڈاؤننگ اسٹریٹ سے تفویض کیے جاتے ہیں جسے حالات کے پیش نظر ختم بھی کیا جاسکتا ہے۔

2۔ مرکزی حکومت کا ریاستی علاقہ پر کنڑول (Central Government control over State Territory)

وفاقی حکومت کی طرح، حکومت ہند میں ریاستی حکومت کو علاقائی سالمیت کا کوئی حق نہیں ہے۔ پارلیمنٹ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی ریاست کے حدود و نام اور اس کے کچھ حصہ کو تبدیل کر سکتی ہے۔

3۔ واحد دستور (Single Constitution)

عام طور پر وفاقی نظام میں ریاست کو اپنا دستور بنانے کا حق ہوتا ہے جو مرکزی حکومت سے الگ ہوتا ہے لیکن اس کے برعکس بھارت میں ریاست کو ایسا کوئی بھی حق حاصل نہیں ہے اور یہاں مرکزی حکومت اور ریاست کے لیے ایک ہی دستور فراہم کیا گیا ہے۔ لازمی طور پر مرکزی اور ریاستی حکومت ایک ہی دستور سے چلتے ہیں۔

4۔ دستور کا لچکدار ہونا (Flexibility of the Constitution)

بڑے پیمانے پر دستور میں ترمیم پارلیمنٹ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ چاہے عام اکثریت (Simple Majority) یا خاص اکثریت (Special Majority) سے ہو۔ دستور میں ترمیم کرنے کے لیے صرف مرکز ہی شروعات کر سکتا ہے۔ اس میں ریاست کو ایسا کرنے کا کوئی اختیار نہیں ۔جب کہ امریکی مملکت میں وہاں کے ریاست کو دستور میں ترمیم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

5۔ واحد شہریت (Single Citizenship)

بھارت میں شہری کو کہیں بھی ایک ہی شہریت فراہم کی گئی ہے۔ وہ صرف بھارت کا شہری ہوگا اور اُسے اس سے الگ کسی بھی شہری کو اپنے ریاست کی شہریت حاصل نہیں ہوگی۔ کسی بھی ریاست کے شہری واحد شہریت ہی حاصل ہوئی ہے۔ جب کہ دوسرے مملکت خاص کر یو ایس اے، سوئیٹجرلینڈ اور آسٹریلیا میں شہری کو مرکزی شہریت کے ساتھ ساتھ وہاں کی ریاست کی بھی شہریت حاصل ہوتی ہے جہاں کا وہ شہری باشندہ ہو۔

6۔ اکہری متحد عدلیہ (Single Integrated Judiciary)

اس سے مراد یہ ہے کہ ہندوستان کے سبھی عدالتوں جیسے نچلی عدالت سے لے کر سپریم کورٹ تک ترتیب وار (Hierarchical) طریقے سے الگ (Order) ترتیب میں بھارتیہ کورٹ کے پاس اختیار حاصل ہے۔

7۔ آل انڈیا سروس (All India Service)

آل انڈیا سروس، مرکزی سروس کی ایک اہم خصوصیت ہے جس سے مرکزی ملازمت یہ آل انڈیا سروس تمام بھارت میں یکساں نظم ونسق کے نظام کو عمل میں لاتا ہے۔ آل نڈیا سروس کی مثالیں، جیسے، آئی-اے-ایس، آئی۔ پی-ایس، انڈین فوریسٹ سروس وغیرہ۔

8۔ ہنگامی حالات کی فراہمی (Provisions of Emergency)

آیئن کے دفعہ 352،356 اور 360 میں ایمر جنسی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ہنگامی حالات کے دوران مرکزی حکومت کافی طاقتور ہو جاتی ہے، ریاستی حکومت کے سارے اختیارات مرکز کو حاصل ہو جاتی ہے اور ریاست مرکز کے ماتحت آجاتی ہیں۔ حکومت بغیر آئین میں ترمیم کے وفاقی نظام سے وحدانی نظام میں خود بخود آجاتا ہے۔ اس طرح کی تبدیلی اور کسی وفاق (Fedration) میں نہیں پایا جاتا۔ یہ اس طرح کی فراہمی ہندوستانی آیئن کی نایاب مثال ہے۔

9۔ گورنر کا تقرر (Appointment of Governor)

ریاست میں گورنر کا انتخاب نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ صدر کے ذریعہ تقرر کیے جاتے ہیں اور اپنے عہدے پر بنے رہنا یہ بھی صدر کے مرضی پر منحصر کرتا ہے۔ ریاست میں گورنر کے پاس کئی اہم اختیار حاصل ہوتے ہیں۔ ایسا سمجھا جاتا ہے کہ گورنر ریاست میں مرکزی حکومت کے ایجینٹ ہوتے ہیں۔

10۔ ریاستوں کی غیر مساوی نمائندگی (Unequal Representation of States)

وفاقی مملکت میں ایوان کے بالاتر ہاوس میں مساوی نمائندگی ہوتی ہے لیکن بھارت میں ریاست کو راجیہ سبھا کے اندر برابری کی نمائندگی نہیں ہے۔

4.5 وحدانی طرز حکومت کی خوبیاں (Merits of Unitary Form of Government)

وحدانی حکومت کی مختلف خوبیاں مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ وحدانی طرز حکومت چھوٹے ملکوں کے لیے مناسب (Appropriate for Small Countries)

اس طرح کی حکومت چھوٹے ممالک کے لیے بہتر ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس سے پورے ملک کے نظم و نسق اور پروگرام یا پالیسی کو بااثر بنانا اور اس کو عمل میں لانا ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ بھارت اور امریکہ جیسے وسیع عریض ممالک جہاں بالترتیب 29 اور 50 ریاستیں ہیں کروڑوں اربوں کی آبادی ہے، وحدانی طرز نامناسب ہے کیونکہ بڑے ملک میں انتظامیہ بڑا مسئلہ ہے وہاں وحدانی نہیں بلکہ وفاقی نظام ہی کافی بہتر اور مناسب ہے۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی وحدانی طرز حکومت قائم ہے وہ تمام کے تمام ممالک نسبتاً کافی چھوٹے ہیں جیسے انگلینڈ، فرانس، جاپان، سویڈین وغیرہ۔

2۔ موثر حکومت *(Effective Government)*

وفاقی طرز حکومت میں جس طرح سے کافی پیچیدگیاں ہین ویسا وحدانی طرز حکومت میں نہیں ہوتا۔ نتیجتاً حکومت موثر ہوتی ہے۔ کسی بھی قومی اور بین الاقوامی معاملے پر بروقت فیصلے لیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فلاح بہبود کے کاموں میں تاخیر نہیں ہوتی۔ حکومت بھی موثر کے خاطر ایسے ایسے افسران کی تقرری کرتی ہے جو مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔

3۔ واحد شہریت *(Single Citizenship)*

وفاقی نظام کے برخلاف وحدانی طرز حکومت میں شہریوں کی وفاداری کا بٹوارہ نہیں ہوتا۔ دوسرے لفظوں میں وحدانی طرز حکومت میں تمام شہریوں کو بلا تفریق جائے پیدائش ایک ہی شہریت حاصل ہوتی ہے مثلاً ایک شخص برطانیہ کے چار اکائیوں میں سے کسی بھی اکائی میں پیدا ہوتا ہے چاہے انگلینڈ میں، شمالی آئرلینڈ میں، ویلس میں یا پھر اسکاٹ لینڈ میں وہ برطانیہ کا ہی شہری کہلائے گا۔ لیکن وفاقیت میں جیسا کہ امریکہ میں رائج ہے کہ ایک شخص دوہری شہریت کا مالک ہوتا ہے۔ ایک امریکہ کا اور دوسرا امریکہ کے اس صوبے کا جہاں وہ پیدا ہوا ہے اور رہتا ہے۔ واحد شہریت ملک کے اتحاد کو برقرار رکھتی ہے جب کہ وفاقیت میں انتشار کا خدشہ رہتا ہے جیسا کہ امریکی میں۔

4۔ کم خرچیلی حکومت *(Less Expensive Government)*

اس طرز حکومت کی ایک موثر خوبی یہ بھی ہے کہ اس نظام میں حکومت کی تنظیم پر ہونے والا خرچ کم ہوتا ہے کیوں کہ وفاقی نظام کی طرح کی طرح یہاں دوہری تنظیم قائم نہیں کرنا پڑتا۔ وحدانی طرز نظام کافی کفائت شعار ہوتا ہے۔ وفاقی نظام کے برخلاف جہاں مرکز کے علاوہ ہر صوبے میں بھی مقننہ ہوتا ہے اس کے علاوہ مرکزیت کے طرز پر صوبائی ڈھانچے بھی ہوتے ہیں، دوہری انتخاب بھی ہوتے ہیں، وحدانی طرز حکومت میں یہ تمام اخراجات نہیں ہوتے ہیں جس سے ملک کے خزانے پر بے جا اضافی بوجھ نہیں پڑتا ہے

5۔ لچکدار حکومت *(Flexible Government)*

اس حکومت میں دستور میں ترمیم کرنا آسان ہوتا ہے۔ وفاقی طرز حکومت میں دستور کی ترمیم کا ایک طریقہ صوبائی مقننہ کی منظوری کے طور پر بھی ہے۔ مگر وحدانی طرز حکومت میں اس قسم کی کسی منظوری کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ نتیجتاً بدلتے سماجی واقتصادی حالات کے پیش نظر دستور میں آسانی کے ساتھ تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ جس سے ملک ترقی کی راہ پر گامزن رہ سکتا ہے

6۔ نظم ونسق اور قانون میں یکسانیت *(Uniformity in Administration and Law)*

وحدانی حکومت میں وحدانیت، پالیسی، نظم ونسق اور قانون میں یکسانیت پایا جاتا ہے۔ کیوں کہ سارے اختیارات مرکز کے پاس ہوتے ہیں اس لیے کوئی بھی، پالیسی، قانون اور نظم نسق میں بنانے اور نافذ کرنے میں کسی طرح کی کوئی دسواریاں نہیں آتی۔ جب کہ وفاقی نظام میں مرکز اور ریاست کے درمیان تنازعات کے خدشات ہمیشہ بنا رہتا ہے۔

4.6 وحدانی حکومت کی خامیاں (Demerits of Unitary Government)

وحدانی حکومت کی مختلف خامیاں مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ بڑے آبادی والے ملکوں کے لیے مناسب نہیں (Not Appropriate for Populated Countries)

وحدانی حکومت بڑے ملک کے لیے مناسب نہیں مثال کے طور پر امریکہ اور ہندوستان جیسے مختلف ذات، مذہب، خاندان، زبان اور تمدن کے مختلف گروہ پائے جاتے ہیں اور یہی تنوع کسی بھی جمہوری ملک کی خوبصورتی ہوتی ہے۔ وحدانی طرز حکومت بڑے ملک کے لیے موافق نہیں ہوتا کیوں کے یہی ڈائیورسیٹی کبھی کبھی تضاد کا سبب بھی بن جاتی ہے۔ ان سب ملکوں کے لیے وفاقی نظام ہی بہتر ہے تاکہ ہر سطح پر مختلف مفادات کی تحفظ کے لیے انتظامیہ اور مقننہ کا معقول انتظام ہو۔ وحدانی طرز حکومت میں علاقائی انتظامیہ یا مقننہ کا کوئی جواب نہیں ہوتا نتیجتاً مختلف لوگوں کے مختلف مفادات کا تحفظ ممکن نہیں ہوتا۔

2۔ تمام اختیارات مرکز کے ہاتھوں میں (All Powers in Centre)

چونکہ وحدانی طرز حکومت میں تمام کے تمام اختیارات مرکز کے ہاتھوں میں مرتکز ہوتے ہیں ایسے میں اس بات کا ہمیشہ خدشہ بنا رہتا ہے کہ حکومت کہیں ظالمانہ شکل نہ اختیار کر لے جیسا کہ لاسکی کا ماننا ہے: "جدید ریاست کا مضبوط مرکزیت حقوق کے ایک مثالی نظام کے بہت بڑے دشمن ہے۔ صرف اس لیے جہاں بجلی بڑے پیمانے پر تقسیم کی جاتی ہے ان لوگوں پر کوئی موُثر پابندی عائد ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہر وہ نظام جس میں اختیارات کا ارتقاز ایک جگہ یا ایک آدمی کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ وہاں ہمہ وقت شہریوں کے آزادی و حقوق سلب ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔ لیکن وفاقی نظام میں ایسا ممکن نہیں کیونکہ دستور کے ذریعہ وہاں اختیارات کو زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

3۔ علاحدگی کا خطرات (To Risk of Separation)

وحدانی طرز حکومت میں پورے ملک کے لیے ایک ہی انتظامیہ اور ایک ہی مقننہ ہوتا ہے ایسے میں کام کا بوجھ اتنا بڑھ جاتا ہے کہ ملک کے دور افتادہ علاقوں پر مرکزی حکومت دھیان نہیں رکھ پاتی ہے نتیجتہً وہاں کے مسائل حل نہیں ہو پاتے ہیں اور اس کے سبب وہاں کے لوگ علیحدگی کی پسند کے شکار ہو جاتے رہے ہیں جس سے ملک کی اتحاد اور یکجہتی پر منفی اثر پڑتا ہے۔ بھارت جو وفاقیت کی ایک بڑی علامت ہے۔ یہاں علاقائی انتظامیہ اور مقننہ ہونے کے باوجود بھی مرکزی سرکار شمالی مشرقی ریاستوں میں صحیح دھیان نہیں رکھ پاتی ہے۔ نتیجتہً وہاں کے لوگوں کے اندر ایک علاحدگی کا احساس ہے جو لوگوں کو غیر جمہوری اور غیر دستوری کام کرنے پر آمادہ کیا ہے۔

4۔ دفتر شاہی کا غلبہ (Dominance of Bureaucracy)

وحدانی طرز حکومت میں صوبائی یا علاقائی مقننے نہیں ہوتے ہیں اس لیے علاقائی انتظامیہ مکمل طور پر نوکر شاہ کے ہاتھوں میں ہوتا ہے جنکی تقرری مرکزی حکومت کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اس سطح پر عوامی نمائندوں کا کوئی رول نہیں ہوتا ہے نتیجتاً نوکر شاہ کا غلبہ کافی بڑھ جاتا ہے، عوام

چاہ کر بھی علاقائی انتظامیہ میں شمولیت اختیار نہیں کر سکتے ہیں۔ جس سے ان کی سیاسی تربیت بھی ممکن نہیں ہو پاتی۔ صرف اور صرف افسران کی حکومت چلتی ہے۔ ان کا زور سر چڑھ کر بولتا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر گارنر کہتے ہیں: "وحدانی حکومت مقامی اقدام کو رجحان بنتا ہے، عوامی معاملات میں دلچسپی لانے کے بجائے حوصلہ شکنی کرتا ہے، حکومتوں کی جانفشانی کو نقصان پہنچاتا ہے اور مرکزی بیرو کریسی کی ترقی کی سہولت فراہم کرتا ہے۔

5۔ بربادی کا خدشہ *(Threatening of Loss)*

وحدانی طرز حکومت میں چونکہ اختیارات کا ارتکاز ایک مرکزی حکومت کے ہاتھوں میں ہوتا ہے ایسے میں دباؤ اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اس بات کا ہمیشہ خدشہ رہتا ہے کہ مرکزی حکومت کہیں بیٹھ نہ جائے اس کے بربادی کا ڈر ہمیشہ بنا رہتا ہے۔ اندرونی خلفشار ہو یا بیرونی حملے کا خدشہ مرکزی حکومت ہمیشہ پنکھ کے توازن پر بیٹھی رہتی ہے۔ ذرا سی ہوا پر بھاری نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ لیکن ملک میں اگر وفاقی نظام قائم ہو اور مختلف سطح پر اختیارات کا بٹوارہ ہوا ہو تو اس قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ پرانے دنوں میں مملکت کا دارالخلافہ ملک کے وسطی شہر میں ہوا کرتا تھا۔ خیر وفاقیت کے سینکڑوں قلعے سر کرنے کے بجائے وحدانیت کا ایک مرکزی قلعہ فتح کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔

6۔ سیاست میں عدم دلچسپی *(Non Interest in Politics)*

چونکہ وحدانی طرز حکومت میں صوبائی یا علاقائی سیاسی انتظامیہ نہیں ہوتے ہیں ایسے لوگ سرگرم طریقے سے سیاست میں حصہ نہیں لیتے ہیں، سیاست سے ان کی دلچسپی ختم ہو جاتی ہے۔ سیاسی طور پر اپنے آپ کو آگے بڑھانے کا ان کے پاس زیادہ مواقع نہیں ہوتے ہیں نتیجتاً وہ دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کرتے ہیں اور ان کی یہ عدم دلچسپی عوامی آزادی کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہوتا ہے جیسا کہ پروفیسر لاسکی کہتے ہیں: "ہم جمہوری حکومت کا پورا فائدہ اٹھا نہیں سکتے۔ جب تک کہ ہم یہ اعتراف نہیں کرتے ہیں کہ سارے مسئلے مرکزی مسائل نہیں ہیں، اور ان واقعات میں مرکزی کے متناسب مسائل کے نتیجے میں فیصلہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، اور ان افراد کے ذریعہ، جن کے ذریعہ یہ واقعہ سب سے زیادہ گہرائی میں پڑا ہے۔"

ایمرجنسی کے دوران زمانہ جنگی میں وحدانی حکومت میں اندرونی بغاوت اور بیرونی حملہ کا اندیشہ رہتا ہے کیوں کہ ایسے وقت میں وحدانی حکومت کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

4.7 وحدانی اور وفاقی حکومت میں تفریق *(Difference between Unitary and Federal Government)*

1۔ دستوری نظام *(Constitutional System)*

وحدانی اور وفاقی طرز حکومتوں کے درمیان پہلا فرق دستوری انتظام سے متعلق ہے۔ وحدانی طرز حکومت میں ایک ہی مقننہ کے ساتھ ایک مرکزی حکومت ہوتی ہے جس کے ہاتھوں میں تمام اختیارات مرتکز ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس طرز حکومت میں علاقائی انتظامیہ بھی ہوتی ہے مگر

انہیں حقیقی اختیارات حاصل نہیں ہوتے ہیں بلکہ مرکزی حکومت ہی حسب ضرورت اختیارات تفویض کرتی رہتی ہے۔جب کہ وفاقی طرز حکومت میں حکومت کا دوہرا نظام ہوتا ہے۔ایک مرکز میں اور دوسرا صوباؤں میں اور دستور کے ذریعہ دونوں کے درمیان اختیارات تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔صوبائی حکومتوں کا اختیارات حقیقی ہوتا ہے۔اس کے علاوہ وفاقی طرز نظام میں کئی ایک دیگر سطحوں پر بھی نظام حکومت قائم ہوتا ہے جو مقننہ کے ایکٹ کے ذریعہ تشکیل دیا جاتا ہے۔

2۔دستوری ترمیم *(Constitutional Amendment)*

وحدانی حکومت میں دستور کی ترمیم بہت آسانی کے ساتھ کی جاتی ہے چونکہ ایک ہی مقننہ اور ایک ہی مرکزی حکومت ہوتی ہے جس کے ہاتھوں میں تمام اختیارات مرتکز ہوتے ہیں اس لیے جب بھی دستور میں ترمیم کی ضرورت پیش آتی ہے حکومت باآسانی معمولی طریقے کو اپناتے ہوئے دستور میں ترمیم کرتی ہے۔مگر وفاقی طرز حکومت میں دستور میں ترمیم کرنا لوہے کا چنا چبانے کا مترادف ہے۔اختیارات کی تقسیم کے سبب دستور اتنا سخت ہوتا ہے کہ مرکزی حکومت جب تب اس میں ترمیم نہیں لا سکتی۔اس کے لیے بہت پیچیدہ مراحل سے گزرنے پڑتے ہیں۔امریکہ اور بھارت میں دستوری ترمیم کے تین طریقے بتائے گئے ہیں جو کافی سخت نوعیت کے ہیں۔بعض معاملوں میں ترمیم کے لیے صوبائی مقننہ کی منظوری بھی لینی پڑتی ہے۔

3۔شہریت *(Citizenship)*

وحدانی طرز حکومت میں لوگوں کو ایک ہی شہریت حاصل ہوتی ہے۔چاہے وہ ملک کے کسی بھی خطے میں رہتا ہو۔وہ اپنے ملک کا ہی شہری کہلاتا ہے۔مثلاً برطانیہ میں جہاں وحدانی طرز نظام قائم ہے ایک شہری چاہے اسکاٹ لینڈ کا باشندہ ہو یا ویلس کا یا شمالی آئرلینڈ کا یا پھر انگلینڈ کا۔وہ برطانیہ کا ہی شہری ہوتا ہے۔مگر وفاقی طرز حکومت میں معاملہ کچھ الگ ہے۔یہاں ہر آدمی اپنے ملک کا شہری تو ہوتا ہی ہے ساتھ ہی ساتھ وہ اس صوبے کا بھی شہری ہوتا ہے جہاں کا وہ باشندہ ہے۔جیسا کہ امریکہ میں ہے وہاں ایک آدمی جس صوبے کا رہنے والا ہوتا ہے وہ وہاں کا بھی شہری کہلاتا ہے۔دوسرے لفظوں میں وحدانی طرز حکومت میں لوگوں کو ایک ہی شہریت حاصل ہوتی ہے جب کہ وفاقی طرز حکومت میں لوگوں کو دوہری شہریت حاصل ہوتی ہے۔

4۔اختیارات کی تقسیم *(Separation of Power)*

وحدانی طرز حکومت میں چونکہ ایک مرکزی حکومت کا وجود ہوتا ہے اور کوئی دیگر حکومت نہیں ہوتی ہے ایسے میں مرکزی حکومت تمام تر اختیارات کا مالک و مختار ہوتا ہے۔جب کہ وفاقی طرز حکومت میں وحدانیت کے برخلاف حکومت کا دوہرا نظام قائم ہوتا ہے۔ایک مرکزی اور دوسرا صوبائی حکومت ہوتی ہے اور دستور اساسی کے ذریعہ ان دونوں کے اختیارات کو واضح کر دیا جاتا ہے۔دونوں کے اختیارات حقیقی ہوتے ہیں جو دستور سے اخذ کرتے ہیں۔مثلاً بھارت میں جہاں وفاقی طرز حکومت قائم ہے، دستور ہند کے تین فہرستوں کے ذریعہ دونوں کے

درمیان اختیارات تقسیم کردیئے گئے ہیں۔ مرکزی فہرست مرکز کے لیے، صوبائی فہرست صوباؤں کے لیے جب کہ مشترکہ فہرست میں متذکرہ موضوعات پر قوانین کو وضع کرنے کا اختیار مرکز اور صوبائی حکومتوں دونوں کا ہے۔

5۔عدلیہ کا مقام *(Position of Judiciary)*

وفاقی طرز حکومت میں عدلیہ کو ایک برتر مقام حاصل ہوتا ہے۔عدلیہ قانون کی دستوریت کو دیکھتی ہے، دستور کی تشریح و وضاحت کرتی ہے اور اس کی محافظ کے طور پر کام کرتی ہے۔ وفاقیت میں چونکہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان اختیارات تقسیم کردیئے جاتے ہیں اس لیے اختیارات کے استعمال سے متعلق دستوری تنازعے کا کھڑا ہونا لازمی ہے۔ ایسے میں عدلیہ ہی وہ واحد دستوری ادارہ ہوتا ہے جو ان کے تنازعے کا تصفیہ کرتا ہے۔اس ضمن میں عدلیہ حتمیٰ اور قطعی ہوتا ہے۔جب کہ وحدانی طرز حکومت میں عدلیہ کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہے۔ یہاں اختیارات کی تقسیم کا ایسا کوئی نظام ہی نہیں ہوتا جس سے تنازعہ قائم ہو۔ تمام اختیارات مرکز کو حاصل ہوتے ہیں اور وہ اپنی رضا سے علاقائی انتظامیہ کو اختیارات تفویض کرتی ہے اور کسی معاملے کے کھڑے ہونے کی صورت میں مرکزی حکومت ہی اسکو نپٹا لیتی ہے۔ عدلیہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

4.8 بھارت کا وفاقی حکومت سے مرکزیت کے طرف بڑھتے قدم
(India Move Towards Centralization)

بھارت اپنے وفاقی نظام کے لیے جانا جاتا ہے لیکن پچھلے کچھ سالوں سے حکومت جس طرح کی پالیسی نافذ کررہی ایسا لگ رہا دستور کا نظام وفاقی کے اُپر خطرات کے بادل چھائے جارہا۔ابھی حال میں بھارت کی حکومت نے دفعہ 370اور 35 A کو ختم کردیا اور جموں کشمیر کو(Union Territory) میں بانٹ دیا۔اس میں صرف جموں وکشمیر کے عوام کا دستور کے تعلق بُرا اثر پڑا بلکہ اس قدم نے بھارت کے وفاقی توازن پر بھی اثر ڈالا۔ یہ قدم بھارت کا وفاقی نظام سے وحدانی کے طرف بڑھنے کی علامت ہے۔ جس وقت دستور کو تشکیل دیا جارہا تھا۔اس وقت بھارت کو ایک مضبوط مرکزی حکومت کی ضرورت تھی کیوں کہ تاریخی طور پر بھارت اور پاکستان کے بٹوارے سے شبق سیکھ لیا ہے۔

لیکن جس طرح کی پالیسی، قانون اور یوجنا حال کے کچھ سالوں سے عمل میں لائی جارہی ہے اس سے مرکزی حکومت تو مضبوط ہورہی ہے لیکن ریاستوں کو ایسا لگ رہا ہے کہ دن بدن اس کے اختیارات میں مداخلت بڑھتی جارہی ہے۔ بھارت کے حکومت کا وحدانی کے طرف بڑھتے ہوئے قدم کی دلیلیں مندرجہ ذیل ہیں:

- گوڈس اور سروس ٹیکس(*Goods and Services Tax*)کے ذریعہ پورے ملک میں ایک برابر ٹیکس لگانا۔
- قومی زراعتی بازار(*National Agriculture Market*)بنانا اور سب *Making India* کے نام پر ہوا۔
- علاقائی پارٹی کے اخلاقی اختیارات جس سے بھارت کے وفاقی نظام کو تحفظ کرنا ہے اسے بھی نظر انداز کیا جارہا ہے۔
- 1990 کے بعد علاقائی پارٹیاں مرکز کے لیے صرف ایک سیاسی *Check* کی طرح کام کررہی ہیں۔

- کچھ علاقائی پارٹیوں نے بھی دفعہ 370 کے خاتمے کی حمایت میں مرکزی حکومت کا ساتھ دیا۔ یہ اچھی علامت نہیں ہے اس سے بھارت کی جمہوریت کمزور ہو گی۔

حسب بالا بتائے گئے سارے دلیل اس بات کا ثبوت ہے کہ بھارت تیزی سے مرکزیت کی طرف بڑھ رہا ہے۔ حالانکہ موجودہ حکومت سری نریندر مودی کی قیادت میں ایسا ہو رہا ہے جو کی خود کئی بار یہ دہرا چکے ہیں اور وہ خود 'باہمی امداد وفاق' (*Cooperative Federalism*) کے حامی ہیں۔ لیکن ان خیال میں کتنا اختلاف (*Contradiction*) ہے کیوں کہ جو ریاست کو اپنے ساتھ لے کر چلنے کی بات کرتے ہیں اور مرکز اور ریاست کو ایک دوسرے کا پارٹنر بناتے اور بار بار اس بات کا زور دیتے ہیں کہ ملک کی ترقی میں مرکز اور ریاستوں کو قدم سے قدم ملا کر چلنا دونوں حکومتوں کے درمیان دوستانہ تعلق ہونا چاہئے۔ پھر وہی دوسرے جانب ایسے ایسے اقدامات لے رہے ہیں جس سے دونوں حکومتوں کے درمیان تنازعہ پیدا ہونا لازمی ہے اور ریاست کے اختیار جس کو دستور نے فراہم کیا وہاں مداخلت ہو رہا ہے اور ریاست کمزور ہو رہی ہے اور مرکز مضبوطی کے طرف آگے بڑھتی جا رہی ہے۔ اگر بھارت وفاقی خصوصیات جو دستور نے فراہم کیا ہے بچانا ہے تو ریاست اور مرکز کو ساتھ ملک کر چلنا ہو گا۔ اس سے نہ صرف ریاست بلکہ ملک بھی مضبوط ہو گا۔ آگے ترقی کے راستے ہموار ہوں گے اور ہمارے وزیر اعظم جو *Cooperative Federalism* پر زیادہ توجہ ڈالتے ہیں تب ہی ان کا خواب پورا ہو گا۔

4.9 وحدانی حکومت کے لیے ماڈل مملکت *(Model Countries for Unitary System)*

یوں تو دنیا کے زیادہ تر ملک میں وحدانی حکومت کا نظام ہے لیکن پھر یو۔این۔او (*U.N.O*) کے 193 ممبر ملک میں 165 کا طرزِ حکومت وحدانی ہے جیسے یو۔کے (*United Kingdom*) اور فرانس وحدانی حکومت کا بہترین مثال ہے۔ یو کے وحدانی نظام والے ملکوں کے درمیان وحدانی حکومت کا ماڈل ملک ہے۔

1۔ یو کے (*United Kingdom*): یو کے، انگلینڈ، اسکاٹ لینڈ، ویلس اور ناردن آئیر لینڈ کے ملکوں سے مل کر بنا ہے۔ تکنیکی طور پر یو کے ایک دستوری کا نظام ہے۔ لیکن یو کے (*UK*) وحدانی حکومت کی طرح کام کرتا ہے جہاں مکمل اختیارات وہاں کے پارلیمنٹ میں ہے۔ قوی مقننہ کا قیام لندن انگلینڈ میں موجود ہے۔ حالانکہ دوسرے ملک (یو کے) کا اس کا اپنا حکومت ہے لیکن وہ کسی قانون کو نہیں بنا سکتا۔

2۔ فرانس (*France*): فرانس کی جمہوریہ (*Republic*) حکومت 1000 مقامی سیاسی سبڈیویزن (*Sub-Division*) جس کو وہاں ڈپارٹمنٹس (*Departments*) کہا جاتا ہے مکمل طور پر اپنے اختیار کا استعمال کرتی ہے۔ ہر ایک ڈیپارٹمنٹس کی قیادت ایک کامل انتظامی کے ذریعہ ہوتا ہے جس کا منتخب فرانس کی مرکزی حکومت کرتی ہے۔ تکنیکی طور پر وہ حکومت ہے جو کہ فرانس کا علاقائی ڈیپارٹمنٹس کا وجود صرف مرکزی حکومت کے ذریعہ جاری کیے گئے ڈائریکٹویس (*Directives*) کو نافذ کرنا ہے۔

دنیا میں کچھ ایسے بھی ممالک ہے جیسے چین، جاپان، اٹلی، فلی پائنس (*Philippines*) جس میں وحدانی حکومت کا وجود ہے لیکن سبھی میں کچھ نہ کچھ نیا پن بھی ہے۔

وحدانی حکومت بنام آمریت پسند حکومت (*Unitary States Vs Authoritarian State*)

وحدانی حکومت کے غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے اس طرز حکومت کا جھکاؤ معنی میں آمریت پسند حکومت کی طرف ہے۔ اس نظام میں سبھی اختیارات واحد سیاسی لیڈر یا اشراف گروہ میں موجود ہوتا ہے۔ لیڈر یا لیڈران آمریت پسند حکومت میں عوام کے ذریعہ منتخب ہوتے ہیں اور نہ ہی دستوری اختیار سے وہ عوام کو جواب دہ ہوتے ہیں۔ آمریت پسند حکومت (*Authoritarian State*) بامشکل ہی میڈیا کی آزادی، بولنے کی آزادی اور بغیر اجازت مذہب کو ماننے کی اجازت دینے میں یقین رکھتے ہیں بلکہ ان پر پابندیاں عائید کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس نظام میں اقلیت گروہ کی تحفظ کی کوئی آزادی موجود نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر جرمنی میں ہٹلر کے زمانے میں جدید دنیاں میں آمرانہ مملکت کی مثال ہے۔ ایران، کیوبہ، شمال کوریہ وغیرہ۔

حالانکہ یونائیٹیڈ کنگڈم (*UK*) اور فرانس وہاں بھی وحدانی حکومت ہے لیکن وہاں آمرانہ حکومت (*Authoritarian State*) کی علامت ویسی نہیں ہے جیسا کہ جدید شمال کوریہ، کیوبہ اور چین میں ہے۔

4.10 اکتسابی نتائج (*Learning Outcomes*)

اس اکائی میں آپ نے:

- وحدانی حکومت کا تصور، اس کی خوبیاں اور خامیوں کا مطالعہ کیا۔
- وحدانی اور وفاقی حکومت میں تفریق کو سمجھا۔
- ہندوستانی حکومت کے وحدانی رجحان کا مطالعہ کیا۔

4.11 کلیدی الفاظ (*Keywords*)

مرکزیت : واحد مرکز میں اختیار کا مجتمع

لامرکزیت : اختیار کا تقسیم مرکز اور دیگر انتظامی اکائیوں میں

ماڈل : نمونہ

باہمی امداد کا وفاق : مرکز اور ریاستوں کے درمیان دوستانہ تعلق

تحکم مملکت : ویسا مملکت جہاں اختیار واحد حکمران کے پاس اور وہ نہ تو دستور اور ہی عوام کے لیے جواب دہ ہونا

Abrogation : خاتمہ

شہریت : وحدانی میں واحد شہریت کا نظام پایا جاتا ہے۔ جب کہ وفاق میں دوہری شہریت کا نظام اکثر دیکھا گیا ہے

قانون: : وحدانی حکومت میں عوام کو ایک ہی اقتدار کے قانون کو عمل کرنا پڑتا ہے حالانکہ وفاقی حکومت میں عوام کو دو حکومت مرکز اور ریاست کے قانون کو عمل کرنا پڑتا ہے۔

4.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

4.12.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ ہندوستان کے آئین میں کتنے فہرست کی فراہمی کی گئی ہے؟

(a) ایک (b) دو

(c) تین (d) چار

2۔ حکومت ہند نے دفعہ 370 کا حال ہی میں خاتمہ کر دیا اس کا تعلق کس ریاست سے تھا؟

(a) پنجاب (b) جموں وکشمیر

(c) آسام (d) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں کس طرح کا نظام حکومت ہے؟

(a) وحدانی حکومت (b) وفاقی حکومت

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

4۔ ہنگامی حالات کے دوران ہندوستان میں حکومت کا نظام کیسا ہوتا ہے؟

(a) وحدانی (b) وفاقی

(c) نیم وفاقی (d) ان میں سے کوئی نہیں

5۔ دوہری شہریت کس ملک میں پایا جاتا ہے؟

(a) بھارت (b) چین

(c) پاکستان (d) امریکہ

6۔ وحدانی حکومت کس قسم کے ملک کے لیے بہتر ہوتا ہے؟

(a) چھوٹے ملک کے لیے (b) بڑے ملک کے لیے

(c) چھوٹے اور بڑے دونوں ملک کے لیے (d) ان میں سے کوئی نہیں

7۔ موجودہ وقت میں اقوام متحدہ (UNO) میں ممالک کی تعداد کتنی ہے؟

(a) 180 (b) 190

(c) 192 (d) 193

8۔ ہندوستان کے ریاست میں گورنر کا تقرر کس کے ذریعہ ہوتا ہے۔

(a) وزیر اعظم (b) صدر جمہوریہ

(c) چیف جسٹس آف انڈیا (d) لوک سبھا کا اسپیکر

9۔ کیا ہندوستان کے ریاستوں کو دستور میں ترمیم کرنے کا حق حاصل ہے؟

(a) ہاں (b) نہیں

(c) کسی خاص معاملے میں (d) ہنگامی حالات کے دوران

10۔ کس نظام حکومت میں حکومت کے متعلق العنانی ہونے کے خدشات بنا رہتا ہے؟

(a) وفاقی حکومت (b) وحدانی میں

(c) نیم وفاقی (d) ان میں سے کوئی نہیں10۔

4.12.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. وحدانی حکومت پر مختصر نوٹ لکھیے۔
2. وحدانی حکومت کے خصوصیات پر روشنی ڈالیے۔
3. وحدانی حکومت ہندوستان جیسے ملک کے لیے کیوں موافق نہیں ہے؟ بحث کیجئے۔
4. وحدانی اور وفاقی حکومت کے درمیان تفریق کو بتائیے۔
5. وحدانی حکومت کی خوبیاں اور خامیاں کو مختصراً بیان کیجئے۔

4.12.3 طویل جوابات کے حامل سوالات *(Long Answer Type Questions)*

1. وحدانی حکومت کے معنی و مفہوم اور تعریف کو بیان کیجیے۔
2. بھارت میں مکمل طور پر نہ ہی وحدانی اور نہ ہی وفاقی حکومت ہے سمجھائیے۔
3. ہنگامی حالات میں بھارتیہ حکومت کیسے وحدانی شکل اختیار کر لیتی ہے؟ بحث کیجیے۔

معروضی سوالات کے جوابات:

1۔	*(c)*	2۔	*(b)*	3۔	*(c)*	4۔	*(a)*	5۔	*(d)*
6۔	*(a)*	7۔	*(d)*	8۔	*(b)*	9۔	*(b)*	10۔	*(b)*

اکائی 5—وفاقی حکومت

(Federal Government)

اکائی کے اجزا:

5.0 تمہید
5.1 مقاصد
5.2 وفاقی طرز حکومت
5.3 وفاقی حکومت کے معنی
5.4 وفاقی حکومت کی قسمیں
5.5 وفاقی حکومت کو اپنانے کی وجوہات
5.6 بھارت میں وفاقی حکومت کی نوعیت
5.7 وفاقی حکومت کی خصوصیات
5.8 وفاقی حکومت کی خوبیاں
5.9 وفاقی حکومت کی خامیاں
5.10 وفاقی حکومت کی مخطلف تصور
5.11 ایسوز اور چیلنجز سے بھارتیہ وفاق کاروبرو
5.12 اکتسابی نتائج
5.13 کلیدی الفاظ
5.14 نمونہ امتحانی سوالات
5.14.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات
5.14.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات
5.14.3 طویل جوابات کے حامل سوالات

5.0 تمہید (Introduction)

عزیز طلبا، اس اکائی میں آپ وفاقی حکومت کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔ وفاقی حکومت میں دو سطح پر حکومت ہوتی ہے پہلی مرکزی اور دوسری ریاستی حکومت دونوں حکومت کے اختیارات دستور ہند کے ذریعہ فراہم کیا گیا ہے۔ دونوں حکومت سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے دائرہ اختیار میں مداخلت نہ کرے لیکن پھر بھی دونوں حکومت کے درمیان تنازع کی شکایتیں ملتی رہتی ہے۔ حالانکہ بھارت کا وفاقی نظام باقی ملکوں کے مقابلے تھوڑ مختلف ہے یہ عام دنوں میں وفاقی شکل اختیار کیے رہتی ہے۔ جیسے ہی باہری حملہ یا ہنگامی حالات جیسے صورتحال بنتی ہے تو صدر جمہوریہ کے ذریعہ ایمرجینسی کا اعلان کیا جاتا ہے خود بخود بھارت کا نظام وحدانی شکل ختیاار کر لیتی ہے۔ کچھ خوبیوں اور خامیاں کے ساتھ بھارت جیسا بڑا اور تنوع مملکت (Diversity) کے لیے یہ نظام موافق ہے۔

5.1 مقاصد (Objectives)

عزیز طلبا، اس اکائی میں آپ:

- وفاقی حکومت کے معنی، اقسام اور تعریفات کا مطالعہ کریں گے۔
- وفاقی حکومت کو اپنانے کی وجوہات پر غور کریں گے۔
- بھارت میں وفاقی حکومت کی نوعیت کو سمجھیں گے۔
- وفاقی حکومت کی خوبیوں اور خامیوں کو سمجھیں گے۔
- وفاقی حکومت کی مخطلف تصورات کو جانیں گے۔

5.2 وفاقی طرز کی حکومت (Federal Form of Government)

ہمارے دستور نے ہندوستان کو خود مختار ریاستوں کی یونین قرار دیا ہے۔ وفاقی طرز کی حکومت بھارت جیسے ملک کے لیے نہایت موزوں ہے یہ ایسا ملک ہے جس میں مذہب، زبان اور تمدّن کا تنوع ہے دستور نے دو طرح کی حکومتوں کو قائم کیا ہے۔ مرکزی حکومت اور ریاستی حکومت آگے چل کر مقامی حکومت بھی اس میں شامل ہو گئے۔ لہازا ان کے حدود و اختیارات کو اچھی طرح واضح کر دینا ضروری تھا۔ دستور میں اس کی پوری اور واضح تصویر ملتی ہے۔ ہندوستان میں بااختیار عدلیہ سپریم کورٹ ہے۔ یہ دستور کی تصریح اور تحفظ کا ضامن ہے۔ ایسی حکومت جس میں مرکز اور ریاست کے اختیار تقسیم ہوتے ہیں اس قسم کی حکومت وفاقی کہلاتی ہے۔

ملک کے اتحاد کو قائم رکھنے کے لیے کچھ ایسا اصول ہے جس سے ملک وفاقی سے زیادہ وحدانی ہو گیا ہے۔ یہاں واحد شہریت ہے۔ امریکہ کی طرح دوہری شہریت نہیں ہے۔ عام حالات میں بھی صدر مملکت وحدانی حکومت قائم کر دیتا ہے ہنگامی حالات کے بغیر ہی مرکز کو بہت ہی

مضبوط بنایا گیا ہے۔ چوں کہ بیشتر اختیارات مرکز کو حاصل ہیں۔اسی وجہ سے مرکز بہت مضبوط اور مستحکم ہو گیا ہے۔اس لیے بھارت کا دستور بہت حد تک کناڈا(Canada)کی وفاقی حکومت سے مشابہت رکھتا ہے اور یہ امریکہ کی طرح نہیں ہے۔

5.3 وفاقی طرز حکومت کے معنی (Meaning of Federal Government)

وفاقی طرز حکومت ایسی حکومت کو کہا جاتا ہے جس میں اختیارات کا تقسیم صاف طور پھر مرکزی حکومت ٬ ریاستی حکومت کے درمیان تقسیم کیا گیا ہے۔اور اس طرح کا اختیارات کا تقسیم دستور کے تحت کیا گیا ہے۔دنیاں کے کئی ملکوں میں وفاقی نظام پایا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر امریکہ جو وفاقی حکومت کا بہترین مثال ہے۔لیکن بھارت کا معاملہ کچھ مختلف ہے یہاں نہ تو مکمل طور پر وفاقی نظام ہے اور نہ ہی وحدانی بلکہ کے۔سی۔ویر(K.C Wheare)کے مطابق بھارت کا نظام نیم وفاقی ہے(Quasi-Federal)ہے کیوں عام دنوں میں تو یہاں کا نظام وفاقی دِکھتا ہے لیکن جیسے ہی ہنگامی حالات(Emergency)کا اعلان ہوتا ہے یہ نظام خود بخود سارے ملک میں وفاقی سے وحدانی نظام میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ریاستی حکومت کے زیادہ تر اختیارات مرکزی حکومت کو منتقل ہو جاتے ہیں۔

تعریفیں (Definitions of Federal Government)

مختلف ماہرین نے وفاقی حکومت کی تعریفیں اپنے اپنے مطابق دی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

- ماہرین علم سیاسیات فینر نے وفاقی طرز حکومت کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے: "ایک وفاقی ریاست ایک ایسی ریاست ہے جس میں اختیارات اور اقتدار کا ایک حصہ مقامی علاقوں میں دیا جاتا ہے جب کہ دوسرا حصہ ایک مرکزی ادارہ میں ہوتا ہے جسے جان بوجھ کر مقامی علاقوں کی انجمن تشکیل دی جاتی ہے۔
- ڈائسی کے مطابق: "ایک وفاقی ریاست ایک سیاسی تضاد کے سوا کچھ نہیں ہے جس کا مقصد قومی اتحاد کو ریاست کے حقوق کی بحالی کے ساتھ مفاہمت کرنا ہے۔
- "ڈاکٹر گارنر کے مطابق: "وفاقی حکومت مرکزی اور مقامی حکومت کا ایک نظام ہے۔ مشترکہ خود مختاری کے تحت مشترکہ،دونوں مرکزی اور مقامی تنظیمیں اپنے مخصوص دائرہ کار میں اعلیٰ ہیں،ان کے لیے عام آیئن یا پارلیامنٹ کے ایکٹ کے ذریعہ نشان زد کیا گیا ہے جو نظام کو تشکیل دیتا ہے۔"

5.4 حکومت کی قسمیں (Types of Government)

ہندوستان کے دستور کے مطابق ہندوستان میں کئی سطح پر حکومت کا نظام قیام عمل میں لایا گیا ہے۔جس کی قسمیں مندرجہ ذیل ہیں۔

مقامی حکومت (*Local Government*) مقامی حکومت بنیادی سطح پر کام کرتی ہے۔ یہ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے علاوہ حکومت کا تیسرا درجہ ہے۔ یہ دیہی علاقوں میں پنچایتوں اور شہری علاقوں میں میونسپلٹیوں پر مشتمل ہے۔ اس کے رکن عوام کے ذریعہ بالواسطہ یا بلاواسطہ منتخب ہوتے ہیں۔ 1992 کے دستوری ترمیم کے بعد سے، ہندوستان میں بلدیاتی حکومت دو الگ الگ شکلوں میں وجود میں آئی۔ شہری بلدیاتی حکومت اور دیہی بلدیاتی حکومت۔ شہری علاقوں میں ان کے اختیارات انفرادی ریاستی حکومتوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ شہری مقامی حکومتوں کی اقسام میں شامل ہیں۔

ریاستی حکومت (*State Government*) ہندوستان میں ریاستی حکومتیں ہندوستان کی ریاست پر حکمرانی کرنے والی حکومتیں ہیں اور چیف منسٹر / وزیر اعلیٰ ریاستی حکومت کی سربراہی کرتے ہیں۔ اقتدار مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں میں تقسیم ہے۔ ہندوستان کی ریاست کو ریاستی فہرست اور متفقہ فہرست (جزوی طور پر) میں درج موضوع پر قانون بنانے کا اختیار حاصل ہے۔

مرکزی حکومت (*Central Government*) ایسی حکومت سے ہے جس کو ہندوستان کے دستور نے سب سے زیادہ اختیار حاصل ہے۔ دستوری طور پر مرکزی حکومت کے سربراہ مملکت صدر ہوتے ہیں جب کی حقیقی طور پر سارے اختیار کا استعمال وزیر آعظم کرتے ہیں۔ وزیر آعظم کو حکومت کا سربراہ مانا جاتا ہے۔ حالانکہ دستور نے ملک کے ریاستوں کو بھی کئی اختیار دیئے ہیں، لیکن جیسے ہی ملک میں ہنگامی حالات پیدا ہوتے ہیں ایسی صورت میں ریاستوں کے اختیار بھی مرکزی حکومت کے ہاتھ میں آجاتا ہے اور مرکز ریاست کے گورنر کے ذریعہ ریاست کے نظم و نسق کو چلاتے ہیں۔

دیہاتی شہری *(Village Urban Government)*

وفاقی طرز حکومت میں اختیارات کا تقسیم پہلے مرکزی اور ریاستی حکومت کے درمیان تھا۔ 1992 میں ہندوستان کے دستور میں 73 ویں اور 74 ویں ترمیم کر مقامی طرز حکومت کو شہری اور دیہاتی میں تقسیم کر منظر عام پر لایا گیا جس کے مقامی سطح پر پالیسی، پروگرام اور نظم و نسق کو بہتر عملی جامہ پہنایا جاسکے۔

5.5 وفاقی حکومت کو اپنانے کی وجوہات *(Reason for Adopted Federal Government)*

بھارت میں وفاقی حکومت کو اپنانے کی مختلف وجوہات ہیں۔ باباصاحب بھیم راؤ امبیڈکر کا خیال تھا کہ بھارت اگر وحدانی طرز حکومت کو اپناتا ہے تو اتنا بڑا ملک جس میں بہت سے اختلافات ہر سطح پر پائے جاتے ہیں جس کو چلانا مشکل ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر دلی میں بیٹھ کر جنوب میں موجود ریاست کیرالا یہ بھارت کے شمال مشرق میں موجود کئی چھوٹے ریاست کو جاننا اور سمجھنا اور اس کو چلانا کافی مشکل ہوتا۔ اس لیے بڑا ملک کو چلانے کے لیے وفاقی حکومت موافق ہے کیوں اس نظام حکومت میں حکومت کو مرکزی ریاستی اور مقامی حکومت میں تقسیم کر دستوری اختیارات کے ساتھ اس کے نظم و نسق کو باآسانی کے ساتھ چلایا جاسکتا ہے۔ وہیں دوسری طرف وحدانی حکومت چھوٹے ملک کے لیے مفید ہوتا ہے نہ کہ ہندوستان جیسے بڑے ملک کے لیے۔

دوسری وجہ تھی تمدن تنوع (Cultural Diversity) کیوں کے بھارت میں ہر ایک علاقہ، سطح اور ریاست میں مذہب ذات، خاندان، زبان اور تمدن کے اعتبار سے تنوع پایا جاتا ہے حلانکہ کے بھارت ایک جمہوری ملک ہے اور جمہوریت میں نمائندگی ایک اہم موزوں ہے اسے صرف وفاقی حکومت میں ہی سبھی گروہ کی نمائندگی ممکن ہے۔ اس وجہ سے دستور بنانے والوں نے وحدانی حکومت کی جگہ پر وفاقی طرز حکومت کو ترجیح دینا مناسب سمجھا۔

5.6 بھارت میں وفاق کی نوعیت *(Nature of Federation in India)*

بھارت میں دستور بنانے والوں نے پہلے ہی وفاقی طرز حکومت کو اپنایا ہے لیکن بھارت کے دستور میں کہیں بھی لفظ 'Federal' عمل میں نہیں آیا ہے۔ ہمارے دستور کے دفعہ 1 میں کہا گیا ہے "India Shall be Union of State بھارت ریاستوں کا یونین ہوگا۔ ایسا اس لیے کیا گیا کہ بھارت ایک ملک کے طور پر اپنے ریاستوں کے ساتھ بھارت کے ساتھ مل کر رہنے کہ لیے کس طرح کا کوئی معاہدہ نہیں کیا جیسا کہ اور دوسرے وفاق نے کیا ہے مثال کے طور پر امریکہ وہاں سبھی ریاستوں کا مرکز کے ساتھ معاہدہ کیے اور وہ جب چاہے مرکز سے الگ ہو سکتا ہے۔ لیکن بھارت میں ایسا نہیں وہ کسی بھی قیمت پر مرکز سے جدا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے بھارت کا وفاقی نوعیت دوسرے ملک کے وفاق سے مختلف ہے۔ یہی وجہ دستور کے ماہرین یہاں کے وفاقی طرز حکومت کو مکمل طور پر وفاقی نظام ماننے سے اختلاف رائے رکھتے ہیں۔

5.7 وفاقی حکومت کی خصوصیات *(Characteristics of Federal Government)*

1۔ دوہری طرز حکومت *(Dual Government)*

بھارت کے دستور میں حکومت کی دوہری نظام ہے۔ پہلا مرکزی حکومت اور دوسرا ریاستی حکومت۔ دونوں حکومت کو دستور کے طرف سے الگ الگ اختیار حاصل ہیں۔ مرکزی حکومت کو قومی اہمیت کے مدّے کو جیسے کہ دِفاع، بیرونی معاملہ، کرینسی، شہریت وغیرہ اہم سبجکٹ پر فوقیت حاصل ہے جب کہ دوسرے طرف ریاستی حکومت علاقائی اور مقامی مدّے جیسے زراعت، طبعی، مقامی حکومت عوامی فائدہ وغیرہ پر قانون سازی کرتے ہیں۔

2۔ تحریری دستور *(Written Constitution)*

بھارت کا دستور دنیاں کا سب سے طویل اور تحریری دستور ہے۔ ابتدا میں 8 فہرست، 395 دفعہ اور 22 حصہ تھا لیکن اب 2016 کے مطابق دستور میں 465 دفعہ، 25 حصہ اور 12 فہرست شامل ہے جو دونوں حکومت کے اقتدار، بناوٹ اور کارکردگی کی وضاحت کرتا ہے دونوں کو اپنے حدود میں رہ کر اپنے کام کو انجام دینے کی بات کرتا ہے۔ وفاقی حکومت کے لیے تحریری آیئن کا ہونا لازمی ہے۔

3۔ اختیارات کی تقسیم *(Division of Powers)*

بھارت کادستور مرکزی اور ریاستی حکومت کے درمیان اختیار کی تقسیم یونین فہرست (Union List)، ریاستی فہرست (State List) اور مشترکہ فہرست (Concurrent List) کے لحاظ سے کرتا ہے۔ ابھی حال تک یونین فہرست میں 100 سبجکٹ، ریاست فہرست میں 66 سبجکٹ اور مشترکہ فہرست میں 52 سبجکٹ کو جگہ ملی ہوئی ہے۔ مشترکہ فہرست میں موجود سبجکٹ سے مرکزی اور ریاستی دونوں حکومت قانون سازی کر سکتی ہے لیکن اگر دونوں کے درمیان کوئی تنازع پیدا ہوتا ہے تو اس صورت میں ریاستی قانون سازی پر مرکزی حکومت کی قانون سازی کو فوقیت حاصل ہوگی۔ ریجوڈری سبجکٹ (Residuary Subject) پر بھی مرکزی حکومت کو ہی قانون سازی کا حق حاصل ہے۔

4۔ دستور کا بالادستی (Supremacy of the Constitution)

بھارت میں دستور ہی سب کچھ ہے۔ حالانکہ مرکزی اور ریاستی دونوں حکومت کو دستور کے مطابق اختیار حاصل ہے لیکن پھر بھی دونوں میں سے کوئی بھی حکومت اگر ایسا قانون سازی کرتا ہے جو غیر دستور ہو تو سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ دستور کے حوالے سے یہ حق حاصل ہے کہ حکومتوں کے ذریعہ قانون سازی کو غلط قرار کر دے گی۔ اس لیے حکومت کے تینوں اعضا، مقننہ، عاملہ اور عدلیہ دستور کے تحت ہی کام کر سکتی ہے اس سے باہر جا کر نہیں۔

5۔ سخت دستور (Rigid Constitution)

بھارت کا دستور کافی حد تک سخت ہے خاص کر جیسے وفاقی بناوٹ کو لیکر جیسے مرکز اور ریاست کا رشتہ، عدلیہ تنظیم اور دستور میں ترمیم دونوں حکومت کے متحدہ عمل سے ہی ممکن ہے اور ایسے کسی ترمیم کے لیے پارلیمنٹ میں غیر معمولی اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے ساتھ ہی آدھی ریاست اسمبلی کی منظوری ہونا بھی لازمی ہوتا ہے۔

6۔ عدلیہ کی آزادی (Independent Judiciary)

دستور نے آزادانہ عدلیہ کو قائم کیا ہے جس کے سربراہ سپریم کورٹ ہے جس کے دو اہم کام ہے (i) دستور کے برتری کی حفاظت عدالتی نظر ثانی کے ذریعہ سے (ii) تنازع کا خاتمہ: اگر مرکزی اور ریاستی یہ پھر ریاستوں کے درمیان پیدا ہو جائے تو عدلیہ کو حکومت سے آزاد رکھنے کے لیے دستور میں جج سے مطلق کئی سارے فائدہ بتائے گئے جسے ججوں کی مدّت، طئے شدہ نوکری کے شرائط وغیرہ۔

7۔ دوہری ایوانیت (Bicameralism)

بھارت کے دستور میں دو ایوان کا بندوبست کیا گیا ہے جو لوک سبھا (Lower House) اور راجیہ سبھا (Upper House) سے مل کر بنا ہوتا ہے۔ راجیہ سبھا میں ریاست کی نمائندگی ہوتی ہے، جب کہ لوک سبھا میں پورے ملک کی نمائے ندگی ہوتی ہے۔ راجیہ سبھا کے ذریعہ

ریاست کے مفاد کو تحفظ مرکزی حکومت کے دخل سے کیا جاتا ہے۔اس سے وفاقی نظام قائم رہتی ہے۔اس طرح وفاقی حکومت کی مختلف خصوصیات بھارت کے دستور میں موجود ہے جو وفاقی حکومت کو بنائے رکھنے میں ایک اہم رول ادا کرتی ہے۔

5.8 وفاقی حکومت کی خوبیاں *(Merits of federal Government)*

1۔وفاقی حکومت میں اختیارات دستور کے مطابق ہوتا ہے اس لیے چاہے وہ مرکزی حکومت ہو یا ریاستی اپنے اپنے دائیرہ میں رہ کر اپنے کاموں کو انجام دیتی ہے۔

2۔وفاقی نظام میں مقامی مدّے کو یا بہتر طریقے سے عمل میں لایا جاتا ہے کیوں کہ مقامی سطح پر مقامی لوگوں کا مقامی مدّے پر شراکت ہوتی جس سے بہتر پالیسی کو عمل میں لایا جاسکتا ہے۔

3۔وفاقی حکومت بڑے مملکت کے لیے موئثر: ہوتا ہے کیوں کے اس میں مختلف ذات' مذہب' زبان اور تمدن کی نمائندگی ہوتی ہے جو ایک ہیلتھی جمہوریت کے لیے لازمی ہے۔

4۔چھوٹی ریاستوں کے لیے مناسب حکومت: چھوٹی ریاستوں کے لیے وفاقی طرز نظام کافی مناسب ہوتا ہے۔کیونکہ ان میں اتنی طاقت نہیں ہوتی ہے کہ اپنی شاخت کو برقرار رکھ پائیں۔داخلی اتحاد سے لے کر دفاعی انتظام تک چھوٹی ریاستوں کے لیے مسائل ہی مسائل ہیں۔ایسے میں اگر وہ متحد ہو کر وفاق کا قیام کرتے ہیں تو انہیں اپنی شاخت کو برقرار رکھنے کو لیکر اور اپنی طاقت میں اضافہ کرنے میں کافی مدد ملے گی۔آزادی سے قبل بھارت میں سینکڑوں شاہی ریاستوں کا وجود تھا مگر آزادی کے بعد ایک کے بعد دیگر تمام شاہی ریاستوں نے اپنی وجود کو ضم کر کے ایک متحدہ اور مضبوط ہندوستان کی بنیاد دی رکھی ورنہ کسی بڑی طاقت کا نوالہ بن کر اپنی ثقافتی شاخت کو کھو بیٹھتے۔

5۔عوام کی شمولیت: وفاقیت میں چونکہ ہر سطح پر حکومت کا نظام ہوتا ہے ایسے میں عوام کو حکومت میں شمولیت کا بھرپور موقعہ فراہم ہوتا ہے۔عوام ذوق درذوق حکومت کے کاموں میں اپنے آپ کو ملوث کرتے ہیں جس سے ان کی سیاسی تربیت ہوتی ہے۔حکومتی مسائل میں عوامی دلچسپی انکوایک بہتر شہری بننے کا موقع فراہم کرتا ہے۔وفاقی طرز نظام میں چونکہ علاقائی خود مختار حکومتوں کا وجود ہوتا ہے۔ایسے میں عام شہری نچلی سطح پر حکومت میں شامل ہوتے ہیں اور حکومت کا باگ دوڑ سنبھالتے ہیں جس سے ان کے اندر اعتماد بحال ہوتا ہے اور جمہوریت مضبوط تر ہوتی ہے۔ساتھ ہی مقامی سطح پر مقامی لوگوں کی خود حکومت (*Self-Government*) کی اچھی طربیت ہو جاتی ہے جس سے آگے چل کر قومی سطح پر بہتر لیڈر ثابت ہوتے ہیں۔

6۔وفاقی حکومت میں مرکزی مطلق العنانی (*Despotism*) نہیں چلتی کیوں کے وہ عوام کو جوابدہ ہوتی ہے۔اختیارات کے تقسیم در کر کے حکومت کے بوجھ کو کم کیا جاسکتا ہے۔

7۔ فلاحی حکومت: وفاقی طرز حکومت میں حکومت کی نوعیت فلاحی ہوتی ہے۔ چونکہ دستور کے ذریعہ حکومت کے تمام تر اختیارات مرکز اور صوبائی حکومتوں کے درمیان تقسیم کر دیئے جاتے ہیں اس لیے مرکز کی تاناشاہی نہیں بنتی یا بالفاظ دیگر حکومت تاناشاہ کا روپ اختیار نہیں کرتی ہے۔ واضح ہو کہ وحدانی طرز حکومت میں اختیارات کی تقسیم کا ایسا کوئی نظام نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ مرکزی حکومت کو تمام اختیارات حاصل ہوتے ہیں جس سے اس بات کا ہمیشہ ایک ڈر بنا رہتا ہے کہ حکومت ان اختیارات کا غلط استعمال کرتے ہوئے ظالمانہ روپ نہ اپنا لے۔ بہر کیف حکومت کی تاناشاہی تو قائم نہیں ہوتی بلکہ فلاحی حکومت کا قیام عمل میں آتا ہے جو عوام کو لے کر چلتی ہے اور عوامی بھلائی کے لیے کام کرتی ہے۔

ان تمام خوبیوں کی وجہ سے وفاقی نظام کئی ملکوں میں کامیاب رہا ہے۔اس نظام کا امریکہ بہترین مثال ثابت ہوا ہے۔

5.9 وفاقی حکومت کی خامیاں *(Demerits of Federal Government)*

وفاقی حکومت کی خامیاں مندرجہ ذیل ہیں:

1۔اس طرز حکومت میں فوری فیصلہ لینے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کچھ معاملے میں تو مرکزی حکومت کو ریاستی حکومت کی تعاون کی ضرورت ہوتی اور کچھ معاملے میں ریاستی حکومت کو مرکز سے منظوری نہیں ہوتی ہے۔

2۔ یہ نظام کم موئثر ہوتا ہے کیوں کہ مختلف قانون اور نظم و نسق کی موجودگی ہوتی ہے۔

3۔انتظامی سطح پر عدم یکسانیت: واضح ہو کہ وفاقی طرز نظام میں کئی ایک سطحوں پر حکومت کا نظام قائم ہوتا ہے۔ مگر ان حکومتوں کے انتظامیہ میں یکسانیت نہیں ہوتی ہے جو اس کی بہت بڑی خامی ہے۔ایک ہی موضوع پر الگ الگ صوبے میں الگ الگ قانون ہوتے ہیں جو کہ قطعی اچھا نہیں ہے۔ یہ انتظامی عدم یکسانیت بعض اوقات مرکز اور صوبے کے باہمی تعقات پر منفی اثر ڈالتا ہے جو ملک کے داخلی صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا ہے۔ متحدہ امریکہ میں بعض ایسے بھی موضوعات ہیں جس پہ پچاس صوبوں میں پچاس قسم کے قوانین ہیں۔ ٹھیک وہی معاملہ ہمارے بھارت میں بھی ہے۔ مشترکہ فہرست میں شامل یا پھر صوبائی فہرست میں متذکرہ موضوعات پر جو مختلف صوبوں میں قوانین وضع کیے گئے ہیں اس میں یکسانیت نہیں ہے۔

4۔ وفاقی حکومت میں عوام کے درمیان غیر برابری کا خدشات ہمیشہ رہتا ہے کیوں کے قدرتی وسائیل اور اس کے مواقع علاقہ در علاقہ میں تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

5۔ خرچیلہ نظام: وفاقی طرز حکومت کی ایک اور خامی اس کا خرچیلا پن ہے۔ وحدانی طرز حکومت میں چونکہ ایک ہی عاملہ ،ایک ہی مقننہ اور ایک ہی نظام قائم ہوتا ہے جس سے خرچ کم ہوتا ہے۔ لیکن وفاقی طرز حکومت میں ہر چیز دوہرا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ کئی ایک انتخاب ہوتے ہیں جس سے سرکاری خزانے پر حد سے زیادہ بوجھ پڑتا ہے۔ جو ملک کے اقتصادی صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا ہے۔ بھارت میں ایک عام انتخاب پے خرچ ہونے والی رقم کسی غریب اور چھوٹے ملک کے لیے حسد سے کم نہیں ہے۔

6۔کمزور خارجہ پالیسی بہت سارے ماہرین علم سیاسیات کا ماننا ہے کہ وفاقی طرز حکومت میں صوبائی حکومتوں کے سبب ملک کی خارجہ پالیسی کمزور ہوتی ہے۔سوئٹزرلینڈ میں جہاں وفاقی نظام قائم ہے خارجہ پالیسی کا تعین میں صوبائی حکومتوں کا ایک اہم رول ہوتا ہے۔وہاں مرکزی حکومت ہر اس خارجہ پالیسی کو نافذ نہیں کر سکتی جس پہ صوبائی حکومتوں کا اتفاق نا ہو۔یہی معاملہ کم و بیش امریکہ میں بھی ہے۔

7۔بھارت میں وفاقی نظام کی اہمیت(*Importance of Indian Federalism*)وفاقی حکومت جدید دستور کا ایک خاص عوامل ہے۔ بھارتیہ وفاق کا لازمی مقصد ہے یکسانیت میں تنوع اختیارات کا تفویض انتظام کا لامرکزیت وفاق کے ذریعہ مملکت عام فلاح و بہبود کے کام کو سماجی تمدن اور معاشی مقصد کو پورا کرتی ہے۔

5.10 وفاق کے مختلف تصورات (*Different Concepts of Federalism*)

وفاقی طرز حکومت کو سمجھنے کے لیے یہ لازمی ہے کہ اس مختلف شکل کو بھی سمجھا جائے جیسے

1۔کانفیڈریشن(*Confederation*)

یہ ایک آزاد مملکتوں کا اتحاد ہوتا ہے جس میں تمام سے تعلق رکھنے ولے کچھ امور کے لیے جوائنٹ آتھریٹی کو مانتے ہیں اور اس بات کے لیے راضی ہوتے ہیں وہ اپنی آزادی اور کچھ عمل پر پابندیاں عائد کرتے ہیں جس سے ان کے مشترکہ مقصد حاصل ہو سکتے۔لیکن کانفیڈریشن، وفاق سے مختلف ہوتا ہے۔یہ وفاق سے الگ ہوتا ہے۔چوں کہ یہ خود مختاری اور اقتدار اعلیٰ مملکتوں کا اتحاد ہوتا ہے۔جس میں ہر اکائی مقتدر ہوتی ہے۔کانفیڈریشن میں ہر ایک اکائی کو اتحاد سے الگ ہونے کی آزادی ہوتی ہے۔

کانفیڈریشن کی ایک اہم کمزوری یہ ہے کہ ہر ایک موئثر عاملہ دینے میں ناکامیاب ہے۔ساتھ ہی یہ ایک مضبوط مرکزی حکومت بنانے میں بھی کامیاب نہیں ہے۔اس کے علاوہ اس اتحاد میں شامل مملکت پر اپنا علاحدہ قومی گروہ اور علاحدہ سفارتی نمائندگی عمل میں رکھتے ہیں۔

تاریخی اعتبار سے کانفیڈریشن پہلا یا دوسرا قدم مان جاتا ہے قومی مملکت یہ فیڈرل یونین کی بنیاد ڈالنے میں مثال کے طور پر جدید سویچرلینڈ کا فیڈرل یونین کا بہترین مثال قایم کرتا ہے۔سویس کینٹونس(*Swiss Cantons*)کے کنفیڈرشن کا۔اسی طرح سے جرمنی کے جدید وفاق کے بندوبست کو 19ویں صدی کے جرمن کانفیڈریشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔دنیاں کے کئی ممالک کا کئی ایسے مثالیں ہیں جس کا وجود وفاقی حکومت کے طور پر کانفیڈریشن سے ہی ہو کر کر آیا ہے جیسے یو۔ایس۔اے، برٹس کامنویلتھ وغیرہ۔

2۔امداد باہمی کا وفاق(*Cooperative Federalism*)

بھارت کا نظام حکومت وفاقی اور وفاقی حکومت کو بہتر طریقے سے چلانے کے لیے مرکزی ریاستیں اور انتظامی اکائیوں کے درمیان تعلقات بہتر اور امدادی ہونا چاہیے۔اگر مرکز اور ریاستوں کے درمیان کسی بھی مدے کو لے کر آپسی تنازعہ بنا رہے گا تو ملک کی پالیسی، پروگرام، قوانین

وغیرہ پر اس کے منفی اثرات دیکھنے کو ملیں گے۔ ان سب باتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے۔ سیاست کے ماہرین نے امداد باہمی کا وفاق کا تصور پیش کیا۔

امداد باہمی وفاق کے معنی ہے۔ مرکز اور ریاستوں کے درمیان کسی طرح کا تنازعہ کے بجائے دونوں کے درمیان امداد ہونا چاہیے جو ملک کے فلاح و بہود کے لیے اہم ہے۔ 1983 میں بھارت میں سرکاریہ کمیشن (*Sarkariya Commission*) نے امداد باہمی کے وفاق پر زور دیا۔ آگے کمیشن نے کہا کہ بھارت میں ایک مضبوط مرکزی حکومت ہو لیکن اس حکومت کو ریاستی حکومت کے معاملے میں مداخلت کرنے سے بچنا چاہیے دونوں حکومتوں کو ایک دوسرے اقتدار و اختیار کا خیال رکھنا چاہیے اور ہم آہنگی کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیے۔

لیکن کئی بار دونوں خود مختار حکومتوں کے درمیان کسی نہ کسی مدعے کو لیکر تنازعہ کی خبریں سامنے آتی رہتی ہیں۔ حالانکہ دونوں حکومتوں (مرکزی اور ریاستی) کے اختیارات بھارت کے دستور میں صاف طور پر واضح کر دیا گیا ہے انھیں تنازع کو دیکھتے ہوئے گذشتہ برسوں سے امداد باہمی کے وفاق پر کافی زور دیا جارہا جس کسی بھی فلاحی کام، پالیسی، پروگرام اور قوانین جو ملک کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس میں کسی طرح کی تاخیر نہ ہو اسے جلد از جلد نافذ کیا جاسکے۔

5.11 بھارتیہ وفاق کے ایسوز اور چیلنجز سے رُوبرو

(Introduce to Issues and Challenges of Indian Federalism)

ہندوستانی وفاقی نظام کے ایسوز اور چیلنجز مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ علاقائیت *(Regionalism)*

ہندوستانی وفاق کے سامنے علاقائیت سب سے بڑا چیلنجز ہے کیوں کے وفاقی حکومت میں اختیار کا تقسیم مرکز اور ریاستی حکومت کے درمیان ہوتا ہے۔ جس میں پالیسی، اختیارات، وسائل کا صحیح حصہ داری نہیں ہونے کی وجہ سے لوگوں میں مرکز سے مایوس ہونے لگتی ہے۔ اور یہ بھی اکسر دیکھا گیا ہے کہ لوگوں میں ملک سے زیادہ اپنے علاقہ سے محبت ہوتی ہے جس علاقہ سے وہ تعلق رکھتے ہیں۔ دلی میں اقتدار میں بیٹھے ہوئے ذمہ دار دلی سے کافی فاصلے پر موجود شمالی مشرق ریاستوں پر قابض رہناؤ شوار ای بھڑا کام ہے۔

اس لیے کبھی کبھی علحدہ ریاست اور ملک کی مطالبہ کے سوال اُٹھتے رہتے ہیں۔ 2014 میں نیا تیلنگانہ ریاست کے وجود میں آنے سے ہندوستان کے مختلف علاقے سے نئے ریاست کی مانگ جیسے گورکھالینڈ، بوڈولینڈ، ویدربھا، اور پوروانچل جوڑ پکرنے لگا ہے۔ اس کام میں علاقائی پارٹی کے ساتھ اتحاد میں حکومت کا تشکیل علاقائیت کو اُبھاڑنے میں آگ میں گھی ڈالنے کا کام کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ووٹ بینک کی سیاست بھی علاقائیت کو بڑھانے میں اہم رول ادا کرتی ہے۔

2۔اختیار میں ترمیم کی مرکزیت (Centralized Amendment Power)

وفاقی نظام میں آیئنی ترمیم کے اختیارات کی تقسیم مرکزاوراس کے اکائیوں کے درمیان برابری پر مبنی ہوتاہے لیکن بھارت کے وفاق کی نوعیت دیگر وفاقی مملک کے مقابلے مختلف ہے۔دستور میں ترمیم کا اختیار دفعہ 368 تحت صرف مرکزی حکومت کے پاس ہوتاہے صرف کچھ ہی ایسے ایسو ہیں جس کو ترمیم کرنے کے لیے ملک کے آدھے ریاست کی منظوری ضروری ہوتاہے۔

3۔ گورنر کا آفس (Office of the Governor)

ہندوستان کے سبھی ریاست میں صدر جمہوریہ کے ذریعہ گورنر کا تقرر کیا جاتاہے۔ریاست میں گورنر کی موجودگی وفاقی نظام کے لیے اچھی ،علامت نہیں ہے۔اور یہ بھارتیہ یونین کے وفاقی کریکٹر کے لیے خطرات ہے۔مرکزی حکومت گورنر کے ذریعہ کسی نہ کسی طرح ریاست کے کارکردگی پر نگرانی بنائے رکھتی ہے۔ گورنر مرکزی حکومت کے لیے ریاست میں ایک ایجنٹ کی طرح کام کرتے ہیں۔اور ریاست کے اختیارات کے غلط استعمال کا خدشات بنارہتاہے۔کئی بار گورنر کے ذریعہ دفعہ 356 کا غلط استعمال کر ریاست کے اختیار کی خلاف ورزی کی خبریں بھی آتی رہتی ہیں۔

4۔زبان کا تنازع (Language Conflicts)

بھارت میں بولی جانے والی مختلف زبان بھی کبھی کبھی دستور کے وفاقی روح کو ٹھیس پہچانے کا سبب بن جاتی ہے۔ہندوستانی دستور کے شیڈیول 8 میں سرکاری طور 22 زبانیں اور 100 سے زائید بولیاں منظور شدہ ہے۔ قومی سطح پر پریشانی تب ہوتی ہے جب وفاق کی مضبوط اکائیاں ایک خاص زبان کو دوسرے پر تھوپتی ہے۔جب بھارت کی سرکاری زبان ہندی کا تنازع جگ ظاہر ہے خاص طور پر جنوبی ریاست میں ہندی کو قومی زبان بنائے جانے کو لے کر ہمیشہ نارازگی رہتی ہے۔

5۔بیرونی طاقت (External Forces)

بیرونی طاقت بھی ہندوستان وفاق کے لیے ہمیشہ خطرات کا سبب بنارہتاہے کبھی کبھی شمالی مشرقی ریاست میں چین کا خطرہ رہتاہے۔وہ ہمیشہ اروناچل پردیش کے کچھ حصے کو اپنا حصہ مانتاہے۔ حال کے دنوں میں بھارت اور چین سرحد پر اکثر تنازع دیکھنے کو ملتاہے۔ابھی حال میں LAC (Line of Actual Control) کا معاملہ کافی سرگرم ہے۔دوسری طرف پاکستان جموں کشمیر سے لے کر پنجاب کے علاقے تک کوئی نہ کوئی تکرار چلتارہتاہے۔پنجاب کے خالستانی تحریک میں بھی اس کا ہاتھ ہوتاہے اور وہ ہمیشہ بھارت کے وفاقی نظام کو چوٹ پہنچانے کے کوشس میں لگارہتاہے۔

6۔ ریاستوں کے درمیان معاشی غیر برابری (Economic Inequality Among the States)

ریاستوں کے درمیان معاشی غیر برابری اور معاشی یوجنا اور ترقی کو لے کر غیر برابری بھی بھارت کے وفاق کو کمزور بناتی ہے کیوں ریاستوں کے درمیان مختلف میدان میں غیر برابری سے مرکزی حکومت کو اندورونی خطرات دستیاب ہے۔

5.12 اکتسابی نتائج (Conclusion)

عزیز طلبا، اس اکائی میں آپ نے:

- وفاقی حکومت کے معنی، اقسام اور تعریفات کا مطالعہ کیا۔
- وفاقی حکومت کو اپنانے کی وجوہات پر غور کیا۔
- بھارت میں وفاقی حکومت کی نوعیت کو سمجھا۔
- وفاقی حکومت کی خوبیوں اور خامیوں کو سمجھا۔
- وفاقی حکومت کی مخطلف تصورات کو جانا۔

5.13 کلیدی الفاظ (Keywords)

نیم وفاق	:	حکومت کی ایسی شکل جو نہ تو مکمل طور وحدانی ہے اور نہ ہی وفاقی۔
مطلق العنان	:	ایسا ملک یا سیاسی نظام جس میں حکمران کے پاس سارے اختیار ہوتے ہیں اور وہ انفرادی طور پر فیصلہ لیتے ہیں
عدالتی نظر ثانی	:	مقننہ کے بنائے قانون کو جب اعلیٰ عدلیہ یہ نظر ثانی کرتی ہے کہ یہ قانون دستور کے تحت ہے یا نہیں۔
دوایوانی	:	ایسا نظام حکومت جہاں پارلیمنٹ دو ہاوس پر مستمل ہوتا ہے۔
اختیار	:	حکم دینے اور اس کو نافذ کرانے کا حق

5.14 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

5.14.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ سرکاریہ کمیشن کس سال قائم کیا گیا تھا؟

(a) 1983 (b) 1984

(c) 1985 (d) 1986

2۔ بھارت کے ایوان میں سے کون *Lower House* کہلاتا ہے؟

(a) راجیہ سبھا (b) لوک سبھا

(c) دونوں (d) اسٹیٹ اسمبلی

3۔ کس ماہرین کے مطابق بھارت کے حکومت کا نظام نیم وفاق (*Quasi-Federal*) ہے؟

(a) ڈی۔ڈی۔بسو (b) کے۔سی۔ویر

(c) پی۔این بھگوتی (d) ان میں سے کوئی نہیں

4۔ دستور ہند کے کس دفعہ کے تحت دستور میں ترمیم کیا جاتا ہے؟

(a) دفعہ 368 (b) دفعہ 370

(c) دفعہ 356 (d) دفعہ 360

5۔ دستور ہند کے کس دفعہ میں یہ کہا گیا *India Shall be union of State*

(a) دفعہ 2 (b) دفعہ 1

(c) دفعہ 4 (d) دفعہ 3

6۔ *Line of Actual Control*' کس دو ممالک کے درمیان موجود ہے؟

(a) بھارت اور پاکستان (b) بھارت اور چین

(c) بھارت اور بنگلہ دیش (d) ان میں سے کوئی نہیں

7۔ ہندوستانی دستور کے کس شیڈیول میں 22 زبانیں سرکاری طور پر درج ہے؟

(a) شیڈیول 6 (b) شیڈیول 7

(c) شیڈیول 8 (d) شیڈیول 9

8۔ پارلیامنٹ کے کس ہاوس میں پورے ملک کی نمائندگی ہوتی ہے؟

(a) لوک سبھا (b) راجیہ سبھا

(c) لوک سبھا اور راجیہ سبھا دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

9۔ دستور ہند کی ابتدا میں کتنے دفعات موجود تھے؟

(a) دفعہ 395 (b) دفعہ 396

(c) دفعہ 399 (d) دفعہ 400

10۔ کسی معاملہ کو لیکر مرکزی اور ریاستی حکومت کے درمیان تنازع پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا حل کس کے ذریعہ نکالہ جاتا ہے؟

(a) سپریم کورٹ (b) ہائی کوڑٹ

(c) ہندوستان کا صدر جمہوریہ (d) ان میں سے کوئی نہیں

5.14.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. وفاقی نظام یا حکومت کیا ہے؟ اس پر روشنی ڈالیئے۔
2. وفاقی حکومت کے خصوصیات کو بیان کیجئے۔
3. وفاقی طرز حکومت کی خوبیاں اور خامیاں پر روشنی ڈالیئے۔
4. امداد باہمی (Cooperative Federalism) کا وفاق پر مختصر نوٹ لکھیئے۔
5. بھارت میں وفاقی حکومت کو اپنانے کی وجوہات بیان کریں۔

5.14.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ہندوستان میں وفاق کی نوعیت کو سمجھایئے۔
2. وفاقی حکومت ہندوستان جیسے ملک کے لیے کیوں ضروری ہے؟
3. وفاقی حکومت کی خوبیاں پر روشنی ڈالیئے۔

معروضی سوالات کے جوابات:

(b)	5۔	(a)	4۔	(b)	3۔	(b)	2۔	(a)	1۔
(a)	10۔	(a)	9۔	(a)	8۔	(c)	7۔	(b)	6۔

اکائی 6—پارلیمانی اور صدارتی طرز حکومت

(Parliamentary and Presidential Form of Government)

اکائی کے اجزا:

6.0	تمہید
6.1	مقاصد
6.2	پارلیمانی طرز حکومت
6.3	معنی
6.4	پارلیمانی طرز حکومت کی خصوصیات
6.5	پارلیمانی طرز حکومت کی خوبیاں
6.6	پارلیمانی طرز حکومت کی خامیاں
6.7	صدارتی حکومت
6.8	صدارتی طرز حکومت کی خصوصیات
6.9	صدارتی حکومت کی خوبیاں
6.10	صدارتی حکومت کی خامیاں
6.11	پارلیمانی اور صدارتی حکومت کا موازنہ
6.12	صدارتی حکومت کو اپنانے پر بحث و مباحثہ
6.12.1	مثبت خیال
6.12.2	منفی خیال
6.13	اکتسابی نتائج
6.14	کلیدی الفاظ
6.15	نمونہ امتحانی سوالات
6.15.1	معروضی جوابات کے حامل سوالات

6.15.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات

6.15.3 طویل جوابات کے حامل سوالات

6.0 تمہید *(Introduction)*

عزیز طلبا، اس اکائی میں آپ پارلیمانی اور صدارتی حکومت کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔ دنیا کے تمام ممالک میں دو نظام حکومت ایک پارلیمانی اور دوسرا صدارتی حکومت کا نظام ہے۔ بھارت جیسے کئی بڑے ملک میں پارلیمانی حکومت ہے جہاں حکومت کا سربراہ وزیر آعظم اور مملکت کا سربراہ صدر ہوتا ہے۔ بھارت میں موجود پارلیمانی حکومت کئی خوبیاں اور خامیاں کے ساتھ کامیابی کا ایک لمبا سفر طے کیا ہے۔ حالانکہ اس طرز حکومت کی کچھ خامیاں بھی رہی ہے۔ اس لیے کچھ لوگ صدارتی حکومت کو پسند کرتے ہیں اور دنیاں کے کئی ممالک اپنے صدارتی حکومت کے ساتھ ایک طویل سفر طئے کیا ہے۔

6.1 مقاصد *(Objectives)*

عزیز طلبا، اس اکائی میں آپ:

- پارلیمانی طرز حکومت کے معنی اور خصوصیات کا مطالعہ کریں گے۔
- پارلیمانی طرز حکومت کی خوبیوں اور خامیوں کا مطالعہ کریں گے۔
- صدارتی طرز حکومت کے معنی اور خصوصیات کا مطالعہ کریں گے۔
- ارلیمانی طرز حکومت کی خوبیوں اور خامیوں کا مطالعہ کریں گے۔
- پارلیمانی اور صدارتی حکومت کا موازنہ کریں گے۔

6.2 پارلیمانی طرز حکومت *(Parliamentary Form of Government)*

بھارت کا آئین وزرا کونسل کو حقیقی اختیار عطا کرتا ہے۔ مرکز میں وزرا کا سربراہ وزیر آعظم اور ریاستی حکومت میں وزرا کا سربراہ وزیر آعلیٰ ہوتا ہے۔ وزرا قانون ساز مجلس کو جواب دہ ہوتے ہیں۔ مجلس ساز انھیں عدم اعتماد کے ووٹ کے ذریعہ برطرف کر سکتی ہے۔ بشرطہ کہ وہ قانون ساز مجلس کے ممبران کا اعتماد کھودے۔ وزرا مجلس قانون ساز کو نظر انداز نہیں کر سکتے کیوں کہ یہ ان پر ہمیشہ نظر رکھتی ہے اور ان کے تمام اختیارات اور خامیوں کے لیے ان سے جواب طلب کر سکتی ہے۔ صدر مملکت اور ریاست کے گورنر محض آئینی سربراہ ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستانی حکومت پارلیمانی طرز کی حکومت ہے۔ اس میں کابینہ جس کا سربراہ وزیر آعظم ہوتا ہے وہ حقیقی عاملہ ہوتی ہے۔ اور صدر کو محض آئینی یارسمی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ بھارت کہ علاوہ دنیاں میں بہت سے ایسے ملک جہاں پارلیمانی طرز کی حکومت

ہے۔مثال کے طور پر جاپان (*Japan*)اور بریٹن۔بھارت کا پارلیمانی طرز حکومت بڑی حد تک بریٹن (*Britain*) کے پارلیمانی طرز حکومت سے ملتا جلتا ہے۔

6.3 معنی *(Meaning)*

پارلیمانی حکومت سے مرُاد ایسی حکومت سے ہے جس میں مملکت کا سربراہ صدر اور حکومت کا سربراہ وزیر آعظم ہوتا ہے۔ حالانکہ حقیقی اختیارات وزیر آعظم کے پاس ہوتا ہے جب کہ صرف رسمی اختیارات صدر کے پاس۔اس طرز حکومت کو کابینہ (*Cabinet Form of Government*) بھی کہا جاتا ہے۔کیوں کہ اس میں کابینہ ہی حقیقی عاملہ ہوتا ہے۔اس میں کابینہ ہمیشہ متقنہ کی سر گرمیوں کے لیے جواب دہ ہوتا ہے اس لیے اس کو جواب دہ (*Responsible Government*)حکومت بھی کہتے ہیں۔جدید جمہوری حکومتوں میں پارلیمانی طرز حکومت ایک اہم اور مشہور و مقبول حکومت ہے۔

6.4 پارلیمانی طرز حکومت کی خصوصیات *(Characteristics of Parliamentary Form of Government)*

پارلیمانی طرز حکومت کو بہتر طریقے سے سمجھنے کے لیے اس کی خصوصیات پر روشنی ڈالنا لازمی ہے۔

1۔رسمی یا حقیقی عاملہ(*Real or Nominal Executive*)

اس طرز حکومت میں صدر رسمی یا دستوری سربراہ ہوتا ہے وزرا کاونسل کے مشورہ پر ہر کام کرتے ہیں۔اس نظام میں حقیقی اختیارات وزیر آعظم اور اس کے کابینہ کے پاس ہوتا ہے۔

2۔مقننہ اور عاملہ کے درمیان نزدیکی تعلقات(*Close Relationship Between the Legislature and Executive*)

اس حکومت میں مقننہ اور عاملہ کے درمیان نزدیکی تعلقات ہوتا ہے۔ مجلس وزرا اور وزیر آعظم مقننہ کا سربراہ وہتا ہے صرف اکثریت یا اتحادی پاڑٹیاں(*Majority or Coalition Parties*)ہی وزیر آعظم کو منتخب کرتے ہیں۔لازمی طور پر وزرا کاونسل کے سبھی ممبر پارلیمانی ممبران ہونے چاہئے۔صرف وزرا کاونسل کے مشورہ پر صدر جمہوریہ پارلیمانی اجلاس کا طلب منسوخ کر سکتا ہے۔یہاں تک کے لوک سبھا کو منسوخ بھی وزرا کاونسل کے مشورہ پر ہی کر سکتا ہے۔ سبھی منتخب پارلیانی ممبران ہی صدر جمہوریہ کے انتخاب میں حصہ لیتے ہیں۔

3۔اجتماعی جواب دہی(*Collective Responsibility*)

وزرا کاونسل ہی پارلیمنٹ کے لیے جواب دہ ہوتا ہے۔ صرف ہاوس زریں (*Lower House*) کو ہی ایوان میں *No Confidence Motion* لانے کا اختیار حاصل ہے۔اگر یہ موسن (*Motion*)ایوان میں پاس ہو جاتا ہے تو اس کے بعد سرکار گر جاتی ہے بھارت میں

حکومت تب تک بنی رہتی ہے جب تک اس کو لوک سبھا میں اکثریت حاصل رہتی ہے۔No confidence motion لانے کا اختیار صرف لوک سبھا کو ہی حاصل ہے۔

4۔اقتدار کے مرکز میں وزیر آعظم(Prime Minister as the Centre of Power)

بھارت میں وزیر آعظم حکومت کا سر براہ ہوتا ہے اس کے ساتھ وہ حقیقی عاملہ بھی ہوتے ہیں۔ وہ وزرا کا بھی مکھیا ہوتے ہیں۔ وزیر آعظم سرکار میں اہم اور مختلف کام کو انجام دیتے ہیں۔ وزرا کا ونسل بھی وزرا کو صدر جمہوریہ کے ذریعے وزیر آعظم کی شفارش پر منتخب کرتے ہیں۔ کابینہ کا منتخب اور ان کے درمیان منسٹری کا بٹوارا وزیر آعظم ہی کرتے ہیں۔ اگر کسی وزیر کو اس کے عہدے سے برطرف وزیر آعظم ہی کر سکتا ہے۔ پارلیمانی نظام میں وزیر آعظم ہی سب کچھ ہوتا ہے۔

5۔پارلیمانی اپوزیشن(Parliamentary Opposition)

پارلیمنٹ کے اندر کسی بھی حکومت کو سو فیصد اکثریت حاصل نہیں ہوتی۔اس میں کچھ نہ کچھ پارٹیاں اپوزیشن میں ہوتی ہیں۔ پارلیمنٹ میں مضبوط اپوزیشن،ہیلتھی جمہوریت کی بھی علامت مانا جاتا ہے۔ کیوں کہ اگر ایوان میں اپوزیشن نہ ہو تو اس کے مطلق العنان ہونے کے امکان بہت زیادہ ہوتا ہے۔ حکومت کی کارکردگی،اس کی پالیسی اور قوانین پر اپوزیشن جماعت نظر رکھتی ہے۔اگر حکومت کی کارکردگی، پالیسیاں اور قوانین دستور کے مطابق نہیں ہوتا ہے اپوزیشن اُس پر دباؤ بنا کر ویسے پروگرام، پالیسی اور قوانین کا خاتمہ کروا دیتی ہے۔

6.5 پارلیمانی طرز حکومت کی خوبیاں (Advantages of Parliamentary Government)

پارلیمانی طرز حکومت کے مختلف فوائد مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔مختلف گروہ کی نمائندگی(Representations of Diverse Groups)

اس نظام حکومت میں مختلف، زبان، خیال، تمدن اور مذہب کی نمائندگی پارلیمانی ممبران کے طور رہتا ہے۔ جس سے پالیسی بنانے میں ان کی بھی حصہ داری ہوتی ہے۔ حکومت جب بھی کوئی پالیسی، قوانین اور ضوابط کو عملی جامہ پہناتی ہے تو مختلف گروہ کی نمائندگی کا بھی خیال رکھتے ہوئے ایسا کرتی ہے۔

2۔مطلق العنان بننے سے روکاوٹ(Prevents to be Authoritarian)

پارلیمانی طرز حکومت حکومت کو مطلق العنان بننے سے روکتی ہے کیوں اس کہ اختیار انفرادی نہ ہو کر وزرا کا ونسل میں سمولیت ہوتا ہے اس کے علاوہ پارلیمنٹ میں حکومت کے خلاف No Confidence Motion لا کر حکومت کو گرا سکتی ہے۔ جس سے حکومت پر ایک طرح سے دباؤ بنا رہتا ہے تا کہ وہ دستوری دائیرہ میں رہ کر اپنے کام کو انجام دے سکے۔

3۔جواب دہ حکومت(*Responsible Government*)

پارلیمنٹ عاملہ(*Executives*)کے سر گرمیوں پر روک لگاتی ہے اور عاملہ ٔمقننہ (*Legislatures*)کے لیے جواب دہ ہوتا ہے۔جب کہ صدارتی حکومت میں صدر جمہوریہ مقننہ کے لیے جواب دہ نہیں ہوتا ہے۔پارلیمانی نظام میں پارلیمانی رُکن حکومت سے سوال کرتی ہے اور ریزولوشن(*Resolution*)لاسکتی ہے۔عوامی اہمیت(*Public Importance*)کے سوال پر بحث کر سکتی ہے جس کی وجہ سے حکومت کے اُوپر دباؤ بنا رہتا ہے۔صدارتی حکومت میں ایسا کوئی بھی انتظام نہیں ہوتا ہے۔

4۔متبادلہ حکومت کی موجودگی(*Presence of Alternate Government*)

پارلیمانی حکومت کی ایک خاص بات یہ بھی ہے اس کی ہاوس زریں(*Lower House*)میں*No confidence Motion*لایا جاسکتا ہے جس کی وجہ سے حکومت موقوف ہو جاتی ہے۔ایسی صورت میں مملکت کے سربراہ صدر مخالف پارٹی(*Opposition Party*)کو سرکار بنانے کا داعوت دیتا ہے جس کہ وجہ سے حکومت پر ہمیشہ صحیح صمت میں کام کرنے کا دباؤ بنا رہتا ہے۔

6.6 پارلیمانی حکومت کی خامیاں (*Disadvantages of Parliamentary Government*)

1۔حکمران پارٹی اور مخالف کے درمیان سخت مقابلہ

(*Tough Competition between Ruling Party and Opposition*)

اس حکومت میں حکمران پارٹی اور مخالف پارٹیوں کے درمیان تنازعات کا خدشہ ہمیشہ بنا رہتا ہے۔اپوزیشن اکثر حکومت کو ہر میدان میں گھیرنا چاہتی ہے۔کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ اصل مدّے پر بھی حکومت کو گھیرتی ہے جس سے فلاح و بہود کے کاموں میں بھی تاخیر ہونے لگتا ہے۔اور پھر حکمران پارٹی مستقبل انٹریسٹ کو طاق پر رکھ کر صرف چناوی ایجنڈا پر کام کرنے لگ جاتی ہے جس کا خامیازہ کئی گروہ کو اُٹھانا پڑتا ہے۔

2۔حکومت چلانے میں خرچ(*Expensive to Operate*)

پارلیمانی نظام میں دوہری عاملہ کے سبب جس میں وزیر اعظم اور صدر دونوں شامل ہے خرچیلا سمجھا جاتا ہے۔کیوں کے دونوں کے آفیس پر کافی خرچ ہوتا ہے اس سے ملک کے معاشی وسائیل کی بربادی ہوتی ہے۔موازنہ طور پر دیکھا جائے تو پارلیمانی نظام صدارتی نظام کے مقابلے خرچیلا ثابت ہوتا ہے۔

3۔تفریق اختیار کے تصور کا خلاف ورزی(*Its Violate the Concept of Separation of Power*)

اختیارات کے تفریق بتاتا ہے کہ حکومت کے تین اہم اعضا ہوتے ہیں عاملہ ٔمقننہ اور عدلیہ جن کے مختلف اختیار ہوتے ہیں۔لیکن پارلیمانی حکومت میں خاص طور پر عاملہ اور مقننہ کے اختیار میں فرق رہتا ہے۔

4۔ مملکت کے سر براہ اور حکومت کے سر براہ کے درمیان تنازع

(*Conflict between Head of the State and Head of the Government*)

دوہرا عاملہ پارلیمانی طرز حکومت میں ٹکراؤ کا باعث ہوتا ہے۔ نتیجتاً کبھی کبھی دونوں کسی پالیسی، ضوابط اور قانون نافذ کرنے کو لیکر متفق نہیں ہوتے ہیں جس سے کام میں تاخیر دیکھنے کو ملتا ہے۔

5۔ پارلیمانی رُکن کی طرف سے نئے اقدامات لینے میں سستی

(*Lack of interest to take new steps in House by the Parliament members*)

اس نظام حکومت میں پارلیمانی اراکین مضبوطی کے ساتھ پارٹی لائین سے جڑے رہتے ہیں۔ اس لیے وہ اپنی پارٹی کی پالیسی کے خلاف جاکر کبھی بھی ایوان میں ووٹ نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے پارلیمانی رکن کبھی اپنے طرف سے کوئی نیا اقدم نہیں اُٹھا پاتے ہیں۔

6.7 صدارتی طرز حکومت *(Presidential Form of Government)*

صدارتی طرز حکومت اُس طرز حکومت کو کہا جاتا ہے جہاں حکومت اور مملکت دونوں کا سر براہ صدر ہوتا ہے۔ وہ ہندوستانی سر براہ کی طرح صرف رسمی سر براہ نہیں ہوتا ہے۔ وہ بہت ہی طاقتور مانا جاتا ہے کیوں کہ وہ نہ تو کسی بزنس کا ممبر ہوتا ہے اور نہ ہی کسی اجلاس میں حصہ لیتا ہے اور نہ ہی کسی ایوان کے لیے جواب دہ ہوتا ہے۔ صدارتی طرز حکومت میں وہ ایک طئے شدہ مدت کے لیے منتخب ہوتے ہیں۔ صدر کو صرف غیر آئینی کام کرنے پر ہی اُنھیں عہدہ سے بر طرف کیا جاسکتا ہے۔

مختلف ممالک میں عاملہ نظام مختلف ہوتا ہے۔ حالانکہ کچھ کے دستور اور قانون حقیقی مملکت کے سر براہ فراہم کرتا ہے جو کہ نہ صرف نظریہ کے اعتبار سے بلکہ عملی طور پر بھی صدر عاملہ ہوتا ہے۔ وہ مقننہ سے علحدہ اور آزادانہ طور پر اپنے کام کو انجام دیتا ہے ایسے نظام کو صدارتی طرز حکومت کہا جاتا ہے کیوں کے اس نظام میں حکومت مکمل طور سے مملکت کے سر براہ کے لیے جواب دہ ہوتا ہے۔ صدارتی طرز حکومت میں وزیر آعظم کا آئینی اور سیاسی طور پر غلبہ نہیں ہوتا ہے اور وزیر آعظم صرف صدر کا جونیر پارٹنرز کی طرح ہوتا ہے۔ اس طرز حکومت میں صدر بااختیار ہوتا ہے وہ کبھی بھی اور کسی کو بھی کسی وقت چاہے وہ وزیر آعظم ہی کیوں نہ ہو اُس کے عہدہ سے بر طرف کر سکتا ہے۔

گیٹس (Gets) کے مطابق صدارتی طرز حکومت میں صدر عاملہ اپنے مدت اور کافی حد تک اپنے کارکردگی اور پالیسی کو لیکر مقننہ سے آزاد ہوتا ہے۔

پروفیسر گارنر کہتے ہیں: "صدارتی حکومت وہ نظام ہے جس میں عاملہ آئینی طور پر اپنے دور کی مدت کے حوالے سے مقننہ سے آزاد ہے اور اس کی یا ان کی سیاسی پالیسیوں کے لیے اس کے لیے غیر ذمہ دارانہ ہے۔ایسے نظام میں ریاست کا چیف محض ٹائٹلر عاملہ نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ حقیقی عاملہ ہوتا ہے اور در حقیقت میں وہ اختیارات استعمال کرتا ہے جو آئین اور قوانین نے انہیں عطا کرتے ہیں۔

6.8 صدارتی طرز حکومت کی خصوصیات *(Characteristics of Presidential Government)*

پارلیمانی حکومت کی طرح صدارتی حکومت کی بھی کچھ اہم خصوصیات ہیں امریکہ کے دستور میں صدارتی طرز حکومت کی توضیعات کی گئی ہے۔امریکہ صدراتی طرز حکومت کی ایک بہترین مثال ہے۔

1۔اس طرز حکومت میں مملکت اور حکومت کا مکھیا صدر ہوتا ہے۔(2)صدر کا انتخاب الیکٹرول کالیج کے ذریعہ طے شدہ مدت چار برس کے لیے ہوتا ہے۔صدر کی برخاستگی صرف *Impeachment* کے ذریعہ غیر آئین عمل کو انجام دینے پر ہوتا ہے۔(3)صدر اپنے کارکردگی کا انجام ایک چھوٹا سا *Body* جس کو '*Kitchen Cabinet*' کہا جاتا ہے اور یہ مجلس مشاوارات غیر انتخابی سیکریٹری سے بنا ہوتا ہے اور جس کو صدر انتخاب کرتا ہے اور صدر ہی کسی بھی وقت اور کبھی بھی برطرف کر سکتا ہے۔(4)صدر اور اس کے سیکرٹری اپنے کام کاج کو لیکر کانگریس کے لیے ذمہ دار نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ کانگریس کے ممبر شپ اور نہ ہی کسی اجلاس میں حصہ لیتے ہیں۔(5)صدر کو کانگریس کے زیریں ہاوس کو تحلیل کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔(6) تقسیم اختیارات کا نظریہ امریکی دستور کی ایک اہم خصوصیات ہیں جس میں حکومت کے تینوں اعضا عاملہ، متقننہ اور عدلیہ ایک دوسرے سے الگ ہوتے اور اس میں کسی بھی اعضا کو ایک دوسرے میں دخل دینے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔

صدارتی طرز حکومت کی خصوصیات *(Characteristics of Presidential Government)*

صدارتی طرز حکومت کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1۔انتظامی جوابدہی(*Administrative Responsibility*)

صدارتی طرز حکومت میں مقننہ کے تئیں انتظامی جوابدہی کا ایسا کوئی نظام نہیں ہوتا ہے۔چونکہ انتظامیہ کا کوئی رکن مقننہ کا رکن نہیں ہوتا اس لیے جوابدہی کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا ہے۔ نتیجتًا اسے اپنی وجود و بقا کے لیے مقننہ پر منحصر نہیں رہنا پڑتا ہے۔ وہ اگر جوابدہ ہے تو صرف بالواسطہ طور پر عوام کے لیے ہے۔

2۔معینہ معیاد(*Fixed Tenure*)

صدارتی طرز حکومت کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اس میں انتظامیہ کو ایک معینہ مدت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔معینہ مدت کے اختتام سے پہلے اس کی معیاد کو کم نہیں کیا جاسکتا اور نا ہی برطرف کیا جاسکتا ہے۔سوائے دستوری پامالی کے عوض مواخذے کے،اور نہیں تو مقننہ چاہ کر بھی اسے برخاست نہیں کر سکتی۔صدر اپنے معیاد تکمیل کے بعد ہی ہٹتا ہے یا پھر دوسری معیاد کے لیے کوشش کرتا ہے۔

3۔ حقیقی حکمراں(*Real Ruler*)

صدارتی طرز حکومت میں صدر حقیقی حکمراں ہوتا ہے۔ وہ انتظامیہ کا سر براہ تو ہوتا ہی ہے ساتھ ہی ساتھ مملکت کا بھی سر براہ ہوتا ہے۔ دستور کے ذریعہ حکومت کے تمام تر اختیارات حقیقی طور پر اسی کے ہاتھ میں مرتکز کر دیئے جاتے ہیں جنہیں وہ بالواسطہ طور پر خود استعمال کرتا ہے۔ وہ اپنے وزراء کی تقرری خود کرتا ہے جو اس کے کاموں میں بطور معاون اس کا ساتھ دیتے ہیں، صدر اپنے وزراء کے روبرو ایک مساوی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ تمام وزراء اس کے زیر ماتحت کام کرتے ہیں وہ ان تمام لوگوں سے برتر ہوتا ہے۔

4۔ عدلیہ کی اہمیت(*Importance of Judiciary*)

مضبوط اور غیر جانبدار عدلیہ صدارتی طرز حکومت کی اہم خاصیت ہوتی ہے۔ صدارتی طرز حکومت میں عدالت عظمیٰ دستور کا حقیقی محافظ ہوتا ہے۔ وہ مقننہ کے کسی بھی ایسے قانون یا انتظامیہ کے کسی بھی ایسے حکم کو غیر دستوری قرار دے سکتا ہے جو دستور اساسی کے نکات کے عین مطابق نہ ہو۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ صدارتی طرز نظام میں عدالت عظمیٰ واقعی شہریوں کے حقوق کا حقیقی محافظ ہوتا ہے۔

6.9 صدارتی طرز حکومت کی خوبیاں (*Merits of Presidential Form of Government*)

1۔ مستحکم عاملہ (*Stable Executive*)

صدارتی طرز حکومت پارلیمنٹ طرز حکومت کے مقابلے میں مستحکم ہوتا ہے کیوں کے اس میں حکومت کو طئے شدہ مدّت سے پہلے تحلیل نہیں کیا جا سکتا کیوں کے یہ مقننہ سے آزاد ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر بھارت جہاں کئی ایسے مواقع آئے جہاں حکومت وقت سے پہلے تحلیل (*Dissolve*) کر دی گئی۔ نتیجتًہ انتظامیہ بغیر کسی خوف و خطرے کے پالیسیاں مرتب کرتی ہے اور اس کو نافذ العمل کرتی ہے۔ حکومت کو اچانک تبدیل نہیں کیا جا سکتا اس لیے حکومت مطمئن ہو کر اپنے تمام فرائض کو انجام دیتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ مقننہ کے بد نظر سے بھی مطمئن رہتا ہے اور اس کے حکومت کو تقویت حاصل رہتی ہے۔

2۔ بہتر پالیسی کی عمل درآمد (*Implementations of Better Policy*)

عاملہ کا طے شدہ مدت ہونے کی وجہ سے حکومت کی پالیسی بغیر کسی خدشات اور حمایت کے چلتی ہے اور آسانی سے نافذ کی جاتی ہے ساتھ اس نظام میں معیاری نظم و نسق کو انجام دیا جاتا ہے۔

3۔ براہ راست عوام کے پسند کا عکس (*Direct Reflection of People Choice*)

جیسا کے اس صدارتی طرز حکومت براہ راست صدر کا انتخاب عوام کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اور اپنے پسند سے صدر کا انتخاب کرتے ہیں نہ کے صدر ممبر آف پارلیمنٹ اور قانون ساز اسمبلی کے ذریعہ منتخب ہوتے ہیں۔

4۔ بہتر نظم ونسق *(Better Administration)*

صدر کسی کو بھی سیکرٹری منتخب کر سکتا ہے (ہندوستان میں وزرا) جس سے آسانی سے مشہور ومعروف ایڈ منسٹر صدر کو مل جاتا ہے۔ وہ لوگ اپنے اپنے فیلڈ کے ماہرین ہوتے ہیں۔ سکریٹری کے انتخاب میں صدر کے پاس بڑے پیمانے پر اپنے پسند کا سکریٹری کو انتخاب کرنے کا اختیاار ہوتا ہے جس سے اُنھیں بغیر پارٹی سے باہر کے ماہر لوگ مل جاتے ہیں۔

5۔ سختی سے اختیار کا تقسیم *(Stricter Separation of Power)*

پارلیمنٹ طرز حکومت میں اختیار کے تقسیم میں اور لیپ *(Overlap)* رہتا ہے خاص کر مقننہ اور عاملہ کے درمیان جو مقننہ کو کمزور کر دیتا ہے اور وہ عاملہ کو جواب دہ بنانے میں کامیاب رہتے ہیں۔ جب کے اس کے برعکس صدارتی نظام میں سارے اعضا کے ختیاار کا سختی سے تقسیم پایا جاتا ہے۔

6۔ تیزی سے فیصلہ *(Fastest Decision)*

امریکہ کا صدر بھارت کے صدر سے بہت زیادہ طاقتور ہوتا ہے اس لیے گھریلو سطح پر تیزی سے فیصلہ لینا ممکن بناتا ہے اس کی وجہ صدر کے پاس سارے اختیار کا ہونا ہے۔

7۔ عوام کی حصہ داری *(Peoples Participation)*

صدر کا مقبول *(Popular)* انتخاب براہ راست ہوتا ہے جس میں عام شہری میں جوش و خروش پیدا کرتا ہے عام شہری صدر کے انتخاب میں زیادہ دلچسپی کے ساتھ شرکت کرتے ہیں۔

6.10 صدارتی طرز حکومت کی خامیاں *(Demerits of Presidential Form Government)*

1۔ مطلق العنان *(Authoritarian)*

اس طرز حکومت میں صدر طاقتور ہوتے ہیں اور وہ مقننہ کے لیے جواب دہ نہیں ہوتے ہیں اور اکثر وہ اپنے مطابق فیصلہ لیتے ہیں جس سے ان کے مطلق العنان ہونے کا خدشہ بنا رہتا ہے۔

2۔ غیر ذمہ دار *(Irresponsible)*

چوں کے عاملہ مقننہ سے آزاد رہتا ہے اور کوئی ایسا موثر ذریعہ نہیں جس سے عاملہ کو ذمہ دار ہونے کا یقن دہائی کیا جا سکے۔ صدارتی طرز حکومت کی ایک خامی یہ بھی ہے کہ اس میں زمہ داری کو تعین کافی مشکل ہوتا ہے۔ چونکہ ایسے نظام میں اختیارات کی علاحدگی کے اصول پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے نتیجتاً ہر عضو اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر آزادانہ طور پر کام کرتے ہیں۔ لیکن ان میں تعاون اور ہم آہنگی کی فقدان کے وجہ سے

مشترکہ ذمہ داری منقسم ہو جاتی ہے۔انتظامیہ اپناراگ اپلاتی ہے جب کہ مقننہ اپنی دھن میں مگن رہتی ہے۔ ہر عضواپنی ذمہ داری کا دوسرے کے کاندھوں پے ٹال دیتا ہے۔ جس سے ایک دستوری بحران کا خدشہ بنا رہتا ہے جو کہ ہونے والے انتخاب سے ہی دور ہوتا ہے۔

3۔تعاون کی کمی *(Lack of Cooperation)*

ان نظام کی ایک بڑاناکامی یہ ہے کہ قانون ساز اور انتظامیہ کے درمیان تعاون کی کمی پایاجاتا۔ عاملہ اور مقننہ کے درمیان لگاتار تنازعہ کسی نہ کسی کام میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔

4۔جواب دہی کی کمی *(Lack of Accountability)*

عاملہ مقننہ میں لوگوں کے نمائندگی کے لیے عاملہ کا جواب دہی میں کمی پائی جاتی ہے ایک طئے شدہ مدّت بھی عاملہ کو رائے عامہ کی جواب دہی کو کم کرتا ہے۔

5۔بے لچک *(Inelastic)*

صدارتی حکومت کی سب سے بڑی خامیاں بے لچک بناوٹ اور غیر یقینی طئے شدہ آخری جوابدہی۔ یہ بے لچک اس لیے ہے کہ ایک بار صدر کے منتخب ہو جانے کے بعد وہ طئے شدہ مدّت تک اپنے عہدہ پر فائز رہتے ہیں چاہے اسے عوام پسند کرے یا نہ کرے۔

6۔اہم مدّے پر روکاوٹ *(Deadlock on important issues)*

صدارتی حکومت میں مقننہ اور عاملہ کے درمیان لگاتار تنازعہ بنا رہتا ہے جو کے کام میں روکاوٹ ڈالتی ہے۔

6.11 پارلیمانی اور صدارتی حکومت کا موازنہ

(Comparison of Presidential and Parliamentary forms of Government)

د

اصول بنیاد	پارلیمنٹ	صدارتی
عاملہ	دوہرا	واحد
جوابدہی	عاملہ مقننہ کو جواب دہ	عاملہ مقننہ کے لیے جواب دہ ہیں
وزرا	پارلیمنٹ ممبران کے درمیان سے	مقننہ سے باہر کے لوگوں کا منتخب
ایوان زرین منسوخ	وزیر آعظم طئے مدّت سے پہلے منسوخ کر سکتا ہے	صدر ایسا نہیں کر سکتا

معیاد عہدہ	مستحکم	مستحکم نہیں

6.12 بھارت میں صدارتی حکومت کو اپنانے پر بحث و مباحثہ

(Debate on Adopting Presidential Form of Government in India)

بھارت میں صدارتی حکومت کو اپنانے کو لیکر ماہرین کے مختلف رائے ہیں۔کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بھارت کے دستور میں ترمیم کر صدارتی نظام نافذ کیا جائے جب کہ کچھ لوگ اس کے برعکس خیال رکھتے ہیں ان کے خیال میں صدارتی حکومت بھارت جیسے جمہوری ملک کے لیے موافق نہیں ہے۔

6.12.1 مثبت خیال *(Positive Opinion)*

صدراتی نظام کے طرف سے مثبت خیال رکھنے والوں کا دلیل ہے کے صدارتی نظام بھارت میں نافذ کرنے سے ملک کے وسائیل، معاشی، علاقائی، اور سیاسی خرچ پر لگام لگے گی۔

1۔ مسلسل انتخاب سے نجات *(Getting rid of Continue Elections)*

بھارت کو ہر سال کسی نہ کسی الیکشن سے گزرنا پڑتا ہے۔صدارتی نظام آنے سے لگاتار الیکشن پر پابندی لگے گا جس سے فلاح و بہود کے کام پر منفی اثرات سے ملک کو نجات مل سکے گا۔

2۔ پارلیمانی حکومت میں حکومت کا معیاد طئے شدہ وقت تک مقرر کیا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود طئے وقت سے پہلے بھی حکومت کو گرنے کا امکانات رہتا ہے اور اگر اتحادی پارٹیاں (*Coalition Parties*) مل کر حکومت بناتی ہے اس صورت میں بھی حکمران پارٹی ہمیشہ اپنے اتحاد پارٹز کے دبائو میں رہتی ہے۔ لیکن اگر بھارت میں صدارتی حکومت آنے سے ناپائیداری (*Lack of Stability*) سے بھارت کو آزادی مل جائے گا اور ایک پائیدار (*Stable*) حکومت کا وجود سامنے آئے گا۔وجہ صاف ہے صدارتی حکومت میں حکومت کی معیاد طئے مدت تک برقرار رہتی ہے۔

3۔ عوام کے ذریعہ بلاواسطہ طور پر اپنے پسندیدہ لیڈر کا انتخاب

اکثر پارلیمانی حکومت میں عوام اپنے پسند کے لیڈر کا انتخاب کرتے ہیں، اور ملک کا سربراہ کوئی اور بن جاتا ہے۔کیوں کے پارلیمانی نظام میں وزیر آعظم کو عوام بلاواسطہ نہیں چن سکتے جب کی صدارتی حکومت میں عوام اپنے پسندیدہ لیڈر کو بلاواسطہ انتخاب کر سکتے ہیں۔

4۔ پالیسی نافذ کرنے میں تیزی *(Implementation of Quick Policies)*

صدراتی حکومت میں صدر کسی بھی پالیسی کو جلد از جلد نافذ کر سکتے ہیں چونکہ اس نظام میں عاملہ اور مقننہ میں کسی طرح کا ٹکرائو نہیں ہوتا صدر اپنے حساب سے وزرا کو چنتے ہیں اور جب چاہے اسے برخواست بھی کر سکتے ہیں۔

5۔ مکمل دستوری اختیار صدارتی حکومت میں صدر کے پاس ہوتا ہے وہ جلدی سے کوئی بھی کام کو انجام دے سکتا ہے وہاں کسی طرح کی کوئی روکاوٹ نہیں ہے۔

6.12.2 منفی خیال (Negative Opinion)

1۔بنیادی ڈھانچہ کی خلاف ورزی (Violation of Basic Structures)

منفی خیال رکھنے والے کا یہ دلیل ہے کہ اگر ملک میں پارلیمانی حکومت کی جگہ صدارتی حکومت نافذ کر دیا جائے گا تو اس سے دستور کے بنیادی ڈھانچہ کی خلاف ورزی ہوگا۔ چونکہ پارلیمانی حکومت میں بنیادی ڈھانچہ دستور کا ایک اہم حصہ ہے۔

2۔ ملک کے سربراہ کا مطلق العنان ہونے کا امکان۔ صدارتی حکومت میں مکمل اختیار صدر کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور اس نظام میں حکومت پر کسی طرح کا کوئی دبائو نہیں ہوتا جیسا کہ پارلیمانی نظام میں ہوتا ہے۔ایسی صورت میں صدر کو مطلق العنان (Despotic) ہونے کا امکان زیادہ رہتا ہے۔

3۔ صدارتی حکومت کو بھارت جیسے ایک بڑا اور متنوع (Diverse) ملک میں نافذ کرنا جمہوریت کے لیے اچھی علامت نہیں ہے کیوں اس سے مختلف گروہ کی نمائندگی پر منفی اثرات دیکھنے کو ملے گا۔

6.13 اکتسابی نتائج (Learning Outcome)

عزیز طلبا، اس اکائی میں آپ نے:

- پارلیمانی طرز حکومت کے معنی اور خصوصیات کا مطالعہ کیا۔
- پارلیمانی طرز حکومت کی خوبیوں اور خامیوں کا مطالعہ کیا۔
- صدارتی طرز حکومت کے معنی اور خصوصیات کا مطالعہ کیا۔
- ارلیمانی طرز حکومت کی خوبیوں اور خامیوں کا مطالعہ کیا۔
- پارلیمانی اور صدارتی حکومت کا موازنہ کیا۔

6.14 کلیدی الفاظ (Keywords)

بنیادی ڈھانچہ : دستور کی بنیادی خصوصیات جس کو کسی بھی قیمت پر اس میں تبدیلی ترمیم پارلیمنٹ کہ ذریعہ نہیں کیا جاسکتا۔

اختیار کی تقسیم : حکومت کے تین اعضا، عاملہ، مقننہ اور عدلیہ خود مختار اور آزادانہ اختیارات حاصل ہے۔

رسمی عاملہ : ایسا عاملہ جس کے پاس اختیار نا کہ برابر ہو۔

مطلق العنان : تاناشاہ۔

ہاؤس زریں : پارلیمنٹ کا ایسا ہاؤس جو کبھی تحلیل نہیں ہوتا۔

6.15 نمونہ امتحانی سوالات (*Model Examination Questions*)

6.15.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (*Objective Answer Type Questions*)

1۔ بھارت میں کس طرح کی طرز کی حکومت ہے؟

(*a*) پارلیمانی (*b*) صدارتی

(*c*) پارلیمانی اور صدارتی (*d*) ان میں سے کوئی نہیں

2۔ پارلیمانی حکومت میں مملکت کا سربراہ کون ہوتا ہے؟

(*a*) صدر (*b*) وزیر آعظم

(*c*) لوک سبھا اسپیکر (*d*) ان میں سے کوئی نہیں

3۔*No Confidence Motion* کس ہاوس میں لایا جاسکتا ہے؟

(*a*) راجیہ سبھا (*b*) لوک سبھا

(*c*) دونوں ہاوس میں (*d*) اسٹیٹ اسمبلی

4۔ بھارت کا ایوان بنا ہوتا ہے۔

(*a*) لوک سبھا اور راجیہ سبھا (*b*) لوک سبھا، راجیہ سبھا اور صدر

(*c*) لوک سبھا اور صدر (*d*) ان میں سے کوئی نہیں

5۔ صدارتی طرز حکومت میں صدر عاملہ اپنے مدت اور کارکردگی و پالیسی کو لے کر مقننہ سے آزاد ہوتا ہے۔ یہ کس کا قول ہے؟

(*a*) گیٹس (*b*) کے سی ویر

(c) کارل مارکس (d) ارسطو

6۔ بھارت میں پارلیمانی حکومت کی جگہ کچھ ماہرین صدارتی حکومت کا قیام چاہتے ہیں کیوں؟

(a) مستحکم عاملہ کا ہونا (b) کم خرچیلا نظام ہے

(c) بہتر پالیسی کے لیے درآمد (d) یہ سبھی

7۔ کس حکومت نظام میں صدر کے پاس صرف رسمی اختیارات ہوتا ہے؟

(a) صدارتی (b) پارلیمانی

(c) صدارتی اور پارلیمانی دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

8۔ صدارتی نظام بہتر ہوتا ہے۔

(a) بڑے ملکوں کے لیے (b) چھوٹے ملکوں کے لیے

(c) دونوں کے لیے (d) ان میں سے کوئی نہیں

9۔ پائیدار حکومت کس نظام حکومت میں ممکن ہے؟

(a) صدارتی (b) پارلیمانی

(c) دونوں میں (d) ان میں سے کوئی نہیں

10۔ تقسیم اختیارات کا نظریہ کس ملک کے دستور سے ماخذ ہے؟

(a) بھارت (b) جاپان

(c) امریکہ (d) ان میں سے کوئی نہیں

6.15.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. پارلیمانی حکومت کیا ہے اس کی خصوصیات بیان کیجئے؟
2. پارلیمانی طرز حکومت اور صدارتی حکومت کے درمیان فرق پر روشنی ڈالیے؟
3. صدارتی حکومت کیا ہے اس کی خوبیاں اور خامیاں پر روشنی ڈالیے۔
4. صدارتی حکومت کے معنی کیا ہیں؟ اس کی خصوصیات پر غور و فکر کیجئے۔

5. صدارتی نظام کے مشبت خیال پر مختصر نوٹ لکھیئے

6.15.3 طویل جوابات کے حامل سوالات *(Long Answer Type Questions)*

1. صدارتی حکومت بھارت جسے ملک کے لیے کیسے موافق ہے اپنی رائے بتایئے؟
2. صدارتی اور پارلیمانی حکومت پر مختصر نوٹ لکھیئے۔
3. دستور کے ماہرین نے پارلیمانی حکومت کو کیوں اپنایا وضاحت کیجئے؟

معروضی سوالات کے جوابات:

(a)	-5	*(b)*	-4	*(b)*	-3	*(b)*	-2	*(a)*	-1
(c)	-10	*(b)*	-9	*(a)*	-8	*(b)*	-7	*(d)*	-6

*(Suggested Learning Resources)*تجویز کردہ اکتسابی مواد

1. *AC Kapoor (1950) Principles of Political Science, S Chand, New Delhi.*
2. *Amal Ray and Mohit Bhattacharya (2005) Political Theory: Ideas and Institutions, The World Press Pvt Ltd, Kolkata.*
3. *Amal Raymond, Mohit Bhattacharya (2005), Political Theory: Ideas and Institutions, The World Press, Private Limited, Kolkata*
4. *Andrew Heywood, (2019) Politics, Bloomsbury Publishing PLC, London*
5. *Arendt, Hannah. The Origins of Totalitarianism. New York: Schocken, 2004.*
6. *Arora, B., & Goyal, R. (2012). Indian Public Administration: Institutions and Issues (3rd ed.). New Age International.*
7. *Bull, Hedley. The Anarchical Society: A Study of Order in World Politics. New York: Columbia University Press, 1977.*
8. *Chatterjee P (2010) Themes in Politics, State and Politics in India, OUP, New Delhi.*
9. *D.D. Basu (2021), Introduction of Indian Constitution, Lexis Nexis*
10. *Dr. Abdul Qayyum (2019) Comparative Politics, Nisab Publishers, Hyderabad*
11. *Eddy Ashirvarhan and K.K. Mishra (2012) Political Theory S. Chand, New Delhi.*
12. *Fadia, B. L., & Fadia, K. (2020). Indian Government and Politics (9th ed.). Sahitya Bhawan.*
13. *G. Almond G, (2000) Comparative Political Today: A World View, Harper and Collins.*
14. *Gellner, Ernest. Nations and Nationalism. Ithaca, NY: Cornell University Press, 1983.*
15. *Gilpin, Robert. War and Change in World Politics. Cambridge: Cambridge University Press, 1981.*
16. *Hay, Colin, Michael Lister, and David Marsh, eds. The State: Theories and Issues. New York: Palgrave, 2006.*
17. *J.C. Johri (2011) Comparative Politics, Sterling Publishers Pvt Ltd.*
18. *Kennedy, Paul. The Rise and Fall of the Great Powers, Random House, 1987.*
19. *Keohane, Robert O., ed. Neorealism and Its Critics. New York: Columbia University Press, 1987.*
20. *Khan, L. Ali. The Extinction of Nation-States: A World Without Borders. Leiden: Brill, 1996.*
21. *Mamta Pareek (2020). Introduction to organs of Government, Poddar International College, Jaipur*
22. *Michael G. Roskin and others, (2019) Political Science: An Introduction, Pearson, New Delhi*
23. *Mohapatra, P. K. (2017). Political ideas in modern India. Sage Publications India.*
24. *Neerja Gopal Jayal and Pratap Bhanu Mehta, (2011) The Oxford Companion to Politics in India.*
25. *OP. Gauba (2017) An Introduction to political Theory, Macmillan, New Delhi.*
26. *Pandey, R. (2016). Indian political thought: Themes and thinkers. Routledge India.*
27. *Pokhraj Jain (2010) Political Science, SBPD Publishing House, Agra.*
28. *Praveer Kumar De (2011). Comparative Government, Pearson, New Delhi*
29. *Pushpa Singh & Chetna Singh, (2019) Comparative Government and Politics, Sage, India.*
30. *R.C. Agarwal (1994) Political Theory (Political Science) S. Chand, New Delhi.*
31. *S.N. Ray (2004). Modern Comparative Politics, PHI learnings, New Delhi*
32. *Singh, A. K. (2017). Political theory in India. Pearson Education India.*
33. *V.D. Mahajan (2010) Political Theory, S. Chand, New Delhi.*

نمونہ امتحانی پرچہ

جدید حکومت

Time: 2 hours وقت:2گھنٹے

Maximum Marks: 35 جملہ نمبرات:

ہدایات:

یہ پرچہ تین حصوں پر مشتمل ہے، حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم۔ ہر جواب کے لیے لفظوں کی تعداد اشارتاً ہے۔ تمام حصوں سے سوالوں کا جواب دینا لازمی ہے۔

1۔ حصہ اول میں 5 لازمی سوالات ہیں جو کہ معروضی سوالات ہیں/خالی جگہ پُر کرنا/مختصر جوابوالے سوالات ہیں۔ ہر سوال کا جواب لازمی ہے۔ ہر سوال کے لیے ایک نمبر مختص ہے۔
(1x5=5 Marks)

2۔ حصہ دوم میں 6 سوالات ہیں۔ اس میں سے طالب علم کو کوئی 4 سوالوں کے جواب تقریباً دو سو (200) لفظوں میں دینے ہیں۔ ہر سوال کے لیے 5 نمبرات مختص ہیں۔
(5x4=20 Marks)

3۔ حصہ سوم میں 2 سوالات ہیں۔ اس میں سے طالب علم کو کوئی 1 سوال کا جواب دینا ہے۔ سوال کا جواب تقریباً پانچ سو (500) لفظوں پر مشتمل ہونا چاہیے۔ سوال کے لیے 10 نمبر مختص ہیں۔
(10x1=10 Marks)

حصہ اول

سوال (1)

i۔ ہندوستان کے دستور کا محافظ کون ہے؟

(a) عاملہ (b) مقننہ

(c) عدلیہ (d) ان میں سے کوئی نہیں

ii۔ اشتراکیت کا بنیادی مقصد کیا تھا؟

(a) انفرادی آزادی (b) معاشی اور سماجی مساوات

(c) قوم پرستی کا فروغ (d) تھیوکریسی کا قیام

iii۔ مندرجہ ذیل میں کون سی قومی مملکت کی خصوصیت نہیں ہے؟

(a) متعین علاقہ (b) مستقل آبادی

(c) ملٹی نیشنل حکمرانی (d) دوسری مملکتوں کی طرف سے تسلیم

iv۔ کس طرز حکومت میں اختیارات مرکز اور اکائیوں میں تقسیم ہوتا ہے؟

(a) وحدانی حکومت (b) وفاقی حکومت

(c) صدارتی حکومت (d) پارلیمانی حکومت

v۔ کس طرز حکومت میں صدر کے پاس صرف رسمی اختیارات ہوتے ہیں؟

(a) وحدانی حکومت (b) وفاقی حکومت

(c) صدارتی حکومت (d) پارلیمانی حکومت

حصہ دوم

2۔ حکومت کے معنی اور مفہوم بیان کیجیے۔

3۔ جدید حکومت کے ارتقاء میں روشن خیالی نے کیا کردار ادا کیا؟

4۔ قوم اور مملکت کے مابین فرق کو واضح کیجیے۔

5۔ وحدانی حکومت سے کیا مراد ہے؟

6۔ وفاقی حکومت سے کیا مراد ہے؟

7۔ پارلیمانی حکومت پر مختصر نوٹ لکھیے۔

حصہ سوم

8۔ مقننہ سے کیا مراد ہے؟ مقننہ کے فرائض بیان کیجیے۔

9۔ صدارتی حکومت سے کیا مراد ہے؟ اس کی خوبیاں اور خامیاں بیان کیجیے۔

Notes

Notes